سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

سورہ مبارکہ الممتحنہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 13 ہیں اور اس کے رکوع 2 ہیں۔ اور قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 60 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 91 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص سورۃ ممتحنہ کو واجب اور مستحب نمازوں میں پڑھے گا اللہ اس کے دل کو ایمان کے لئے خالص اور آمادہ کر دے گا اور اسے نور بصیرت عطاء کرے گا۔ اور ہرگز اسے فقر و فاقہ دامن گیر نہ ہوگا اور وہ خود اور اس کی اولاد جنون میں مبتلا نہ ہوگی۔ مجمع البیان میں حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے۔

آں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورہ ممتحنہ کی تلاوت کرے گا تمام مومنین و مومنات قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔ (اضافہ جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۙ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ایمان والو خبردار میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا کہ تم ان کی طرف دوستی کی پیش کش کرو جب کہ انہوں نے اس حق کا انکار کر دیا ہے جو تمہارے پاس آچکا ہے اور وہ رسول کو اور تم کو صرف اس بات پر نکال رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار (اللہ) پر ایمان رکھتے ہو۔۔۔ اگر تم واقعاً ہماری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علیؑ

پی ڈی ایف سازی

منجانب

Shia Books PDF منظر ایلیاء

MANZAR AELIYA HYDERABAD INDIA

راہ میں جہاد اور ہماری مرضی کی تلاش میں گھر سے نکلے ہو تو ان سے خفیہ دوستی کس طرح کر رہے ہو جب کہ میں تمہارے ظاہر و باطن سب کو جانتا ہوں اور جو بھی تم میں سے ایسا اقدام کرے گا وہ یقیناً سیدھے راستہ سے بہک گیا ہے (۱) یہ اگر تمہیں پا جائیں گے تو تمہارے دشمن ثابت ہوں گے اور تمہاری طرف برائی کے ارادے سے ہاتھ اور زبان سے اقدام کریں گے اور یہ چاہیں گے کہ تم بھی کافر ہو جاؤ (۲) یقیناً تمہارے قرابتدار اور تمہاری اولاد روزِ قیامت کام آنے والی نہیں ہے اس دن خدا تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۳) تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ ہم نے تمہارا انکار کر دیا ہے اور ہمارے تمہارے درمیان بغض اور عداوت بالکل واضح ہے یہاں تک کہ تم خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ علاوہ ابراہیم کے اس قول کے جو انہوں نے اپنے مربی باپ سے کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا لیکن میں پروردگار کی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ خدایا میں نے تیرے اوپر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف بازگشت بھی ہے (۴) خدایا مجھے کفار کے لئے فتنہ و بلا نہ قرار دینا اور مجھے بخش دینا کہ تو ہی صاحبِ عزت اور صاحبِ حکمت ہے (۵) بیشک تمہارے لئے ان لوگوں میں بہترین نمونہ عمل ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت کا امیدوار ہے اور جو انحراف کرے گا خدا اس سے بے نیاز اور قابلِ حمد و ثنا ہے (۶)

تفسیر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ

ایمان والو! خبردار میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا کہ تم ان کی طرف دوستی کی پیشکش کرو جبکہ انہوں نے اس حق کا انکار کر دیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حاطب بن بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کا لفظ اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا معنی عام ہے یعنی یہ معنی قیامت تک کے لئے جاری و ساری رہے گا۔ قیامت تک مومنین کو یہ حکم ہے۔

شانِ نزول:

اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ حاطب بن بلتعہ یہ مکہ کا رہائشی تھا اور اس نے اسلام قبول کیا تو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ میں ہی آ کر آباد ہو گیا لیکن اس کے خاندان والے اور باقی اہل و عیال مکہ میں ہی تھے جو قریش کے کنٹرول میں تھے تو قریش والوں کو جب بھی یہ خوف طاری ہوتا کہ شاید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو وہ حاطب کے خاندان والوں کے پاس آتے اور اس سے کہتے کہ تم حاطب کو خط لکھو اس سے محمد کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ کہ کیا وہ مکہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے تو نہیں نکلنا چاہتے؟ ایسے ہی انہوں نے حاطب کو خط لکھا اور اس سے دریافت کیا کہ محمد کا کیا ارادہ ہے کیا وہ مکہ پر چڑھائی تو نہیں کرنا چاہتا؟ ادھر رسول خدا نے مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مکہ کے قریش والوں کے لئے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف آ رہے ہیں اگر تم اپنے دفاع میں کچھ کر سکتے ہو تو کر لو۔ اور یہ خط ایک عورت جس کا نام صفیہ تھا اس کے حوالے کیا اور اس کو مکہ کی طرف روانہ کیا اور اسے کہا کہ اس خط کو چھپا کر لے جائے، چنانچہ اس نے اس خط کو اپنے سر کے بالوں کے جوڑے میں چھپا لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول خدا پر نازل ہوئے اور آپ کو اس کے بارے میں اطلاع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، آپ کے ساتھ زبیر بن عوام اور ایک اور صحابی کو اس عورت کے تعاقب میں روانہ کیا جب ان افراد نے اس عورت کو پا لیا تو علی علیہ السلام نے اس سے کہا اے صفیہ! وہ خط جو لے کر جا رہی ہو وہ کہاں ہے؟ وہ ہمارے حوالے کر دو۔ تو اس نے کہا کون سا خط؟ کیسا خط؟ میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔ پس زبیر کو اور دوسرے ساتھی نے اس کے سامان کی مکمل تلاشی لی لیکن اس میں سے خط نہ ملا زبیر نے کہا۔ یا علی ہمیں تو اس کے سامان سے کوئی خط نہیں ملا اور یہ بھی انکار کر رہی ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم نہ رسول خدا نے جھوٹ بولا ہے اور نہ جبرائیل علیہ السلام جھوٹی خبر لے کر آیا ہے۔ اور نہ ہی جبرائیل علیہ السلام نے خدا کی طرف جھوٹی تہمت دی ہے۔ اب علی علیہ السلام نے فرمایا: اے صفیہ! خط میرے حوالے کر دے ورنہ میں تیرا سر رسول خدا کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ تو اس نے عرض کیا آپ مجھے قتل نہ کریں میں خط آپ کے حوالے کرتی ہوں۔ اس نے اپنے سر کے بالوں کے جوڑے میں سے خط کو باہر نکالا اور علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور آپ وہ خط لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول خدا نے حاطب کو بلایا اور اس سے کہا اے حاطب! یہ کیا ہے؟ اور یہ حرکت کیوں کی ہے؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خدا کی قسم ہے جب سے میں نے اسلام کو قبول کیا ہے اس وقت سے لیکر اب تک اس پر قائم ہوں۔ میں مرتد نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے اس میں کبھی شک کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں اشهد ان لا اله الا الله

وانك رسول الله تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اس کے برحق رسول ہیں۔ لیکن میرے اہل وعیال اور خاندان والے مکہ میں رہتے ہیں جو قریش کے زیر کنٹرول ہیں۔ میں نے یہ خط صرف اس وجہ سے تحریر کیا تاکہ وہ اس کے عوض میرے خاندان والوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ ورنہ میں آج بھی اپنے ایمان پر ثابت ہوں تو اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۭ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ①

''اے ایمان والو! خبردار میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ اور ان کو پیشکش مت کرو جبکہ وہ اس حق کے منکر ہیں۔ جو تمہارے پاس آچکا ہے وہ تمہیں اور رسول کو اس حق پر ہی مکہ سے نکال رہے ہیں کہ تم اپنے خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر تم واقعاً ہماری راہ میں جہاد کے لئے نکلے ہو اور ہماری مرضی کی تلاش کیلئے گھر سے نکلے ہو تو پھر ان کفار سے خفیہ دوستی کیوں ہے۔ جبکہ میں تمہارے ظاہر و باطن دونوں سے واقف ہوں اور جو بھی تم میں سے ایسا کام کرے گا وہ یقیناً حق کے راستے سے بہک جائے گا۔ اور قیامت کے دن تمہاری اولاد اور تمہارے خاندان نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں دینا۔

آیت نمبر ۷ تا ۱۳

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ

وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا

قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ

قریب ہے کہ خدا تمہارے اور جن سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے درمیان دوستی قرار دے دے کہ وہ صاحب قدرت ہے اور بہت بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۷) وہ تمہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں وطن سے نہیں نکالا ہے اس بات سے نہیں روکتا ہے کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کرو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۸) وہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین میں جنگ کی ہے اور تمہیں وطن سے نکال باہر کیا ہے اور نکالنے پر دشمنوں کی مدد کی ہے کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ یقیناً ظالم ہوگا (۹) ایمان والو جب تمہارے پاس ہجرت کرنے والی مومن عورتیں آئیں تو پہلے ان کا امتحان کرو کہ اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم بھی دیکھو کہ یہ مومنہ ہیں تو خبردار انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرنا۔ نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ یہ ان کے لئے حلال ہیں اور جو خرچہ کفار نے مہر کا دیا ہے وہ انہیں واپس کردو اور تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم ان کی اجرت (مہر) دینے کے بعد ان سے نکاح کرلو خبردار کافر عورتوں کی عصمت پکڑ کر نہ رکھو اور جو تم نے خرچ کیا ہے وہ کفار سے لے لو اور جو انہوں نے خرچ کیا ہے وہ تم سے لے لیں کہ یہی حکم خدا ہے جس کا فیصلہ خدا نے تمہارے درمیان کیا ہے اور وہ بڑا صاحب علم وحکمت ہے (۱۰) اور اگر تمہاری کوئی بیوی کفار کی طرف چلی جائے اور پھر تم ان کو سزا دو تو جن کی بیوی چلی گئی ہے ان کا خرچ مالِ غنیمت میں سے دے دو اور اس اللہ سے بہر حال ڈرتے رہو جس پر ایمان رکھنے والے ہو (۱۱) پیغمبر اگر ایمان لانے والی عورتیں آپ کے پاس اس امر پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ کسی

کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گی اور چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے سے کوئی بہتان (لڑکا) لے کر نہیں آئیں گی اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت کا معاملہ کرلیں اور ان کے حق میں استغفار کریں کہ خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۲) ایمان والو خبردار اس قوم سے ہرگز دوستی نہ کرنا جس پر خدا نے غضب نازل کیا ہے کہ وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہوں گے جس طرح کفار قبر والوں سے مایوس ہو جاتے ہیں (۱۳)

تفسیر

"قریب ہے کہ خدا تمہارے اور جن سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے درمیان دوستی ایجاد کردے وہ صاحب قدرت ہے اور بہت بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ابو الجارود: نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں امام نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا ہے خدا نے اس آیت میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مومنین کو حکم دیا ہے کہ جب قوم والے جب تک کافر ہیں اس وقت تک ان سے بیزاری اور نفرت سے رکھو۔ اور جب وہ ایمان لے آئیں گے تو وہی صاحب قدرت خدا ان کے اور تمہارے درمیان محبت کو ایجاد کردے گا اور فرمایا ہے:

(بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اے مومنو! تمہارے لئے ابراہیم کی سیرت میں بہترین اسوہ ہے کہ جب انہوں نے اور جو ان کے ساتھ صاحب ایمان تھے انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم تم سے اور تمہارے ان بتوں سے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو برأت کرتے ہیں۔

خدا نے اس آیت میں بھی مومنین کی دوستی کو ان کفار سے ختم کرنے کا حکم دیا اور ان سے عداوت کے اظہار کا حکم دیا ہے۔ اور پھر فرمایا ہے: تم ایسا کرو خدا تو اس پر قادر ہے کہ جس قوم سے تم دشمنی کا اظہار کرو تو ایمان کے بعد دونوں ان کے اور تمہارے درمیان محبت کو پیدا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول خدا نے مکہ فتح کرلیا تو آپ کے اصحاب ان میں مل جل گئے یہاں تک ایک دوسرے کی عورتوں سے شادیاں بھی کی تو یہ وہ محبت تھی جو خدا نے دوبارہ ان کے درمیان پیدا کردی تھی۔ اور رسول خدا نے فتح مکہ کے بعد اپنے بہت بڑے دشمن ابوسفیان کی بیٹی ام حبیب بنت ابوسفیان سے شادی کی۔ اور اس کے بعد

فرمایا اب خدا تمہیں روکتا نہیں ہے۔

(یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ) اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر آجائیں تو پہلے ان کے ایمان کا امتحان لو۔ جبکہ اللہ کو ان کے ایمان سے خوب واقف ہے پھر اگر تم ان کو ایمان والی پاؤ تو خبر ان کو کفار کے حوالے مت کرو۔ اور ان کو واپس مت پلٹاؤ۔ نہ یہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب کوئی عورت مشرکات میں سے مسلمان بن کر مسلمانوں کے پاس آئی ہے تو اس امتحان کرو پتہ کرو کہیں وہ اپنے کافر شوہر کی دشمنی میں تو نہیں آئی۔ اگر ایسا نہیں ہے بلکہ وہ فقط وفقط خدا اور اس کے رسول کی محبت میں اسلام کو قبول کر کے آئی ہے اور اس پر وہ حلف بھی اٹھائے تو پھر اس کے اسلام کو قبول کرو۔ اور اس کو کفار کے حوالے مت کرو کیونکہ اسلام کے قبول کرنے کے بعد اب یہ کفار کے لئے حلال نہیں ہے اور نہ ہی کفار مرد اس کے لئے حلال ہیں لہٰذا اس کو واپس مت کرو۔ جو کچھ حق مہر کفار نے اسے دیا ہے وہ بیت المال یا اپنے مال سے ادا کر کے اس کو اپنے پاس روک لو اور پھر کسی مسلمان مرد کے ساتھ اس کی شادی کر دو۔ اور جب تم اس کا مہر ادا کر لو تو اس کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ۔ خبردار کافر عورتوں کی عصمت پکڑ کر نہ رکھو"

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس مراد یہ ہے کہ اگر کسی مومن مرد کے پاس کافرہ عورت ہے جو یعنی اسلام پر نہیں ہے جبکہ یہ مرد مذہب اسلام پر ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس عورت کے سامنے اسلام کو پیش کرے اگر وہ قبول کرتی ہے تو اس کو اپنے پاس رکھے۔ وہ اس کی بیوی ہے اور اگر وہ اسلام کو قبول نہیں کرتی تو یہ مرد اس سے بیزاری کرے اور اس کو چھوڑ دے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کافرہ عورتوں کو اپنے پاس پکڑ کر نہ رکھیں۔

وَاسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ ۔ اور جو کچھ تم نے اس کے مہر میں خرچ کیا ہے وہ ان سے طلب کرو۔

یعنی جو عورت مسلمانوں میں سے کفار کی طرف چلی جائے یعنی وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو مسلمان مرد نے جو حق مہر اس کو دیا ہے کفار سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر وہ نہ دیں اور پھر ان سے کنارہ کش ہو جائے جنگ ہو جو غنیمت حاصل ہو اس مسلمان کو حق حاصل ہے کہ تقسیم سے قبل اس سے اپنے دیئے ہوئے مہر کے برابر پہلے لے لے اور بقیہ کو تقسیم کیا جائے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ ۔ اور اگر تمہاری کوئی بیوی کفار کی طرف چلی جائے اور پھر تم ان کو سزا دو تو جن کی بیوی چلی گئی ہے ان کا خرچ مال غنیمت سے دیدو۔ اور اللہ سے بہر حال ڈرتے رہو جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

یعنی اگر مسلمانوں میں سے کسی مرد کی بیوی کفار سے ملحق ہو جائے یعنی کافرہ ہو جائے یا کافرہ ہی باقی رہے تو تم ان

کفار سے اپنا فرچ شدہ حق مہر کا مطالبہ کرو اور اگر ان کی کوئی عورت تمہارے پاس مومنہ بن کر آجائے تو تم بھی اس کا حق مہر ادا کرو۔ یہ حکم ان کفار کے بارے میں ہیں جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔ لیکن جن سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا تو ان کے ہاں جانے والی عورت کا حق مہر مال غنیمت سے حاصل کرو۔

(وَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝) پس جس کی بیوی چلی گئی ہے تو جو اس نے مہر سے خرچ کیا وہ مال غنیمت سے دیدو اور اس اللہ سے ڈرو جس پر ایمان رکھتے ہو۔

فرماتے ہیں یہ آیت کا شان نزول یوں ہے۔ کہ جب عمر بن خطاب نے مکہ میں ایک فاطمہ بنت ابی امیہ بن حفیرہ نامی عورت سے شادی کر رکھی تھی جب جناب عمر نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس عورت نے ہجرت کرنے سے انکار کر دیا پس وہ مشرکین کے پاس ہی رک گئی اور اس سے معاویہ بن ابوسفیان نے شادی کر لی تو خدا نے رسول کو حکم دیا کہ بدر کی غنیمت میں سے پہلے جناب عمر کو اس کا مہر ادا کیا جائے اور بقیہ تقسیم کیا جائے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اسی آیت کہ (ان فاتکم شیء من ازواجکم) کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا روایت ہے کفار کے جن قبائل سے تمہارا معاہدہ ہے اگر تمہاری عورت ان کے پاس چلی جائے تو ان سے اپنا فرچ شدہ مہر طلب کرو اور اگر ان کی کوئی عورت تمہارے پاس آجائے تو تم بھی اس عورت کا حق مہر ان کفار کو ادا کرو اور یہ خدا کا حکم ہے اس سے تجاوز نہ کرو۔

(یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝) اے نبی خدا اگر ایمان والی عورتیں آپ کے پاس اس امر پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ کسی کو خدا کا شریک نہیں قرار دیں گی اور چوری نہیں کریں گی زنا نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے کسی پر بہتان نہیں لے کر آئیں گی اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے حق میں خدا سے مغفرت

فرمایا اب خدا تمہیں روکتا نہیں ہے۔

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ) اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آجائیں تو پہلے ان کے ایمان کا امتحان لو۔ جبکہ اللہ کو ان کے ایمان سے خوب واقف ہے پھر اگر تم ان کو ایمان والی پاؤ تو خبردار ان کو کفار کے حوالے مت کرو۔ اور ان کو واپس مت پلٹاؤ۔ نہ یہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب کوئی عورت مشرکات میں سے مسلمان بن کر مسلمانوں کے پاس آئی ہے تو اس کا امتحان کرو پتہ کرو کہیں وہ اپنے کافر شوہر کی دشمنی میں تو نہیں آئی۔ اگر ایسا نہیں ہے بلکہ وہ فقط وفقط خدا اور اس کے رسول کی محبت میں اسلام کو قبول کر کے آئی ہے اور اس پر وہ حلف بھی اٹھائے تو پھر اس کے اسلام کو قبول کرو۔ اور اس کو کفار کے حوالے مت کرو کیونکہ اسلام کے قبول کرنے کے بعد اب یہ کفار کے لئے حلال نہیں ہے اور نہ ہی کفار مرد اس کے لئے حلال ہیں لہٰذا اس کو واپس مت کرو۔ جو کچھ حق مہر کفار نے اسے دیا ہے وہ بیت المال یا اپنے مال سے ادا کر کے اس کو اپنے پاس روک لو اور پھر کسی مسلمان مرد کے ساتھ اس کی شادی کر دو۔ اور جب تم اس کا مہر ادا کر لو تو اس کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ۔ خبردار کافر عورتوں کی عصمت پکڑ کر نہ رکھو"

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس مراد یہ ہے کہ اگر کسی مومن مرد کے پاس کافرہ عورت ہے جو یعنی اسلام پر نہیں ہے جبکہ یہ مرد مذہب اسلام پر ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس عورت کے سامنے اسلام کو پیش کرے اگر وہ قبول کرتی ہے تو اس کو اپنے پاس رکھے۔ وہ اس کی بیوی ہے اور اگر وہ اسلام کو قبول نہیں کرتی تو یہ مرد اس سے بیزاری کرے اور اس کو چھوڑ دے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کافرہ عورتوں کو اپنے پاس پکڑ کر نہ رکھیں۔

وَاسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ ۔ اور جو کچھ تم نے اس کے مہر میں خرچ کیا ہے وہ ان سے طلب کرو۔

یعنی جو عورت مسلمانوں میں سے کفار کی طرف چلی جائے یعنی وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو مسلمان مرد نے جو حق مہر اس کو دیا ہے کفار سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر وہ نہ دیں اور پھر ان سے کنارہ کش ہو جائے جنگ سے جو غنیمت حاصل ہو اس مسلمان کو حق حاصل ہے کہ تقسیم سے قبل اس سے اپنے دیئے ہوئے مہر کے برابر پہلے لے لے اور بقیہ کو تقسیم کیا جائے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ ۔ اور اگر تمہاری کوئی بیوی کفار کی طرف چلی جائے اور پھر تم ان کو سزا دو تو جن کی بیوی چلی گئی ہے ان کا خرچ مال غنیمت سے دیدو۔ اور اللہ سے بہر حال ڈرتے رہو جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

یعنی اگر مسلمانوں میں سے کسی مرد کی بیوی کفار سے ملحق ہو جائے یعنی کافرہ ہو جائے یا کافرہ ہی باقی رہے تو تم ان

کفار سے اپنے خرچ شدہ حق مہر کا مطالبہ کرو اور اگر ان کی کوئی عورت تمہارے پاس مومنہ بن کر آجائے تو تم بھی اس کا حق مہر ادا دو۔ یہ حکم ان کفار کے بارے میں ہیں جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔ لیکن جن سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا تو ان کے طرف جانے والی عورت کا حق مہر مال غنیمت سے حاصل کرو۔

وَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝)

پس جس کی بیوی چلی گئی ہے تو جو اس نے مہر سے خرچ کیا وہ مال غنیمت سے دیدو اور اس اللہ سے ڈرو جس پر ایمان رکھتے ہو۔

فرماتے ہیں یہ آیت کا شان نزول یوں ہے۔ کہ جب عمر بن خطاب نے مکہ میں ایک فاطمہ بنت ابی امیہ بن حفیرہ نامی عورت سے شادی کر رکھی تھی جب جناب عمر نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس عورت نے ہجرت کرنے سے انکار کر دیا پس وہ مشرکین کے پاس ہی رک گئی اور اس سے معاویہ بن ابوسفیان نے شادی کر لی تو خدا نے رسول کو حکم دیا کہ بدر کی غنیمت میں سے پہلے جناب عمر کو اس کا مہر ادا کیا جائے اور بقیہ تقسیم کیا جائے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اسی آیت کہ (ان فاتکم شیء من ازواجکم) کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا روایت ہے کفار کے جن قبائل سے تمہارا معاہدہ ہے اگر تمہاری عورت ان کے پاس چلی جائے تو ان سے اپنا خرچ شدہ مہر طلب کرو اور اگر ان کی کوئی عورت تمہارے پاس آجائے تو تم بھی اس عورت کا حق مہر ان کفار کو ادا کرو اور یہ خدا کا حکم ہے اس سے تجاوز نہ کرو۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے نبی خدا اگر ایمان والی عورتیں آپ کے پاس اس امر پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ کسی کو خدا کا شریک نہیں قرار دیں گی اور چوری نہیں کریں گی زنا نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے کسی پر بہتان نہیں لے کر آئیں گی اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے حق میں خدا سے مغفرت

طلب کریں۔ خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

فرماتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہو گیا اور یہ آیت اس دن نازل ہوئی تھی۔ اور اس کا شان نزول کچھ ہوں ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول خدا مسجد الحرام میں تشریف فرما ہوئے اور مرد آتے جاتے اور وہ رسول خدا کی بیعت کرتے جاتے اور یہ سلسلہ نماز ظہرین کے وقت تک جاری رہا۔

عصر کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے بیعت لینے لئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور آپ نے ایک برتن پانی کا بھر کر اپنے سامنے رکھا اور آپ نے اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالا اور جو عورت آئی بیعت کرنے کے لئے آپ اس سے فرماتے اس پانی میں ہاتھ ڈالو کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی عورت کا ہاتھ بلا واسطہ میرے ہاتھ سے مس ہو لہٰذا آپ نے پانی کا سہارا لیا، اور اس کے بعد آپ اس کے سامنے اسی آیت کی تلاوت کرتے اور ان شرائط پر اس سے بیعت لیتے کہ وہ کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائے گی، زنا نہیں کرے گی، اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کرے گی۔

اس دوران ام حکیم بنت الحارث بن عبدالمطلب کھڑی ہو گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون سی نیکی ہے جس کے بارے میں خدا نے ہمیں حکم دیا اور اس کی مخالفت سے روکا ہے۔ آپ نے فرمایا نوحہ کرتے وقت اپنے چہروں پر ہاتھ مت مارنا اور اپنے رخساروں پر طمانچے مت مارنا اپنے گریبان چاک مت کرنا اور اشعار میں بین مت کرنا کالے کپڑے مت پہننا۔ اور واہ ویلا مت کرنا۔ اور قبروں پر مت کھڑے ہونا۔ تو ان شرائط کے ساتھ رسول خدا نے اس سے بیعت لی تھی۔

(یہ سارے کام امام حسین علیہ السلام کے غم کرنا معصومین کی روایات سے ثابت ہوتا ہے یہ جائز ہیں لیکن ذاتی مصیبت سے روکا گیا ہے۔ ترجمہ)

حدثنی: علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں نے علی سے اور اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون سی نیکی مراد ہے؟ آپ نے فرمایا!

یعنی جو کچھ خدا نے تم پر واجب کیا نماز روزہ وزکوٰۃ اور دوسرے جو خیرات کا حکم دیا ہے ان میں مخالفت نہ کرنا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ)

اے ایمان والو! جس قوم پر خدا کا غضب ہوا ہو اس سے محبت مت کرو۔ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں اس آیت کا عطف ہے پہلی والی آیت پر ہے جس میں حکم ہوا ہے میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت قرار دو۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ

سورۃ الصف یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات چودہ (14) ہیں اور اس کے رکوع دو (2) ہیں۔ قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 60 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 109 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا: جو شخص اپنی واجب اور مستحب نمازوں میں سورہ صف کی تلاوت کرے گا اور اس پر مداومت رکھے گا تو خدا اس کو قیامت کے دن اپنے ملائکہ اور انبیاء و مرسلین کی صف میں کھڑا کرے گا۔ مجمع البیان میں حضرت رسول خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا! جو شخص سورہ صف کی تلاوت کرے گا اس کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام رحمت کی دعا فرمائیں گے جب تک وہ دنیا میں زندہ ہے اس کے لئے استغفار کریں گے اور قیامت کے دن آپ کا ساتھی و رفیق ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۷

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ
صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ
تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ
اللهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى

ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

زمین و آسمان کا ہر ذرہ اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے اور وہی صاحب عزت اور صاحب حکمت ہے (۱) ایمان والو آخر وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ہو (۲) اللہ کے نزدیک یہ سخت ناراضگی کا سبب ہے کہ تم وہ کہو جس پر عمل نہیں کرتے ہو (۳) بیشک اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر جہاد کرتے ہیں جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیواریں (۴) اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ قوم والو مجھے کیوں اذیت دے رہے ہو تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پھر جب وہ لوگ ٹیڑھے ہو گئے تو خدا نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا ہی کر دیا کہ اللہ بدکار قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۵) اور اس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد کے لئے ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہے لیکن پھر بھی جب وہ معجزات لے کر آئے تو لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۶) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا الزام لگائے جب کہ اسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو

اور اللہ کبھی ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۷)

تفسیر

(زمین اور آسمان کا ہر ہر ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کہ صاحب عزت اور حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! آخر وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم عمل نہیں کرتے ہو۔)

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نبی اکرمؐ کے اصحاب کو خطاب ہے۔ کہ جنہوں نے نبی اکرمؐ سے وعدہ کیا تھا وہ اب ہر مقام پر آپ کی مدد کریں گے اور کسی معاملہ میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اور علی علیہ السلام کے بارے میں جو آپ نے ہم سے عہد لیا ہے اس کو نہیں توڑیں گے۔ لیکن اللہ تو جانتا تھا کہ انہوں نے ان سب امور میں نبی کی مخالفت کرنا ہے اس لئے فرمایا کیوں ایسی باتیں کرتے ہو جن پر تم عمل نہیں کرتے اور خدا کے نزدیک یہ سخت ناراضگی کا سبب ہے کہ تم وہ کہو جس پر تم عمل نہیں کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب ان کی یہ صورت حال ہے تو ان کو ایمان والا کیوں کہا گیا ہے تو اس لئے کہ یہ زبان سے ان چیزوں کا اقرار کر رہے تھے اگرچہ دل سے اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد خداوند متعال ان لوگوں کا تذکرہ کر رہا ہے جو صاحب ایمان اور راہ خدا میں جہاد کرنے والے اور راہ خدا میں قتل ہو جانے والے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴

"بے شک خدا ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں یعنی جب وہ جہاد کرتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار یعنی جب وہ جہاد کے لئے صف بستہ ہوتے ہیں تو ان کے قدم اکھڑتے نہیں ہیں بلکہ ایسے جمے ہوتے ہیں جیسے کہ کوئی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے جو ہٹ نہیں رہی۔

(فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ) اور خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔

یعنی انہوں نے شک کیا تو خدا نے ان کے دلوں میں شک ڈال دیا یعنی ان سے توفیق سلب کر لی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت کر رہا ہے اور فرماتا ہے۔

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶)

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں میں اپنے سے پہلے نبی کی کتاب تورات کی تصدیق

کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت دینے آیا ہوں کہ جس کا نام احمد ہے لیکن جب وہ نشانیاں لے کر آیا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسول خدا سے سوال کیا کہ آپ کو محمد۔ احمد۔ بشیر۔ نذیر کیوں کہا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

محمد اس لئے کہ میں زمین میں وہ ہوں جس کی سب سے زیادہ جس کی حمد و تعریف کی گئی ہے۔

میں احمد اس لئے ہوں کہ آسمانوں میں سب سے زیادہ میں نے حمد کیا ہے۔

بشیر اس لئے کہ خدا کی اطاعت گذاروں کو جنت کی بشارت دینے والا ہوں اور نذیر اس لئے ہوں کہ جو خدا کی نافرمانی کرنے والا ہے اس کو جہنم سے ڈرانے والا ہوں۔

آیت نمبر ۸ تا ۱۴

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ

كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴

ترجمہ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو (۸) وہی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو (۹) ایمان والو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے (۱۰) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور راہِ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کرو کہ یہی تمہارے حق میں سب سے بہتر ہے اگر تم جاننے والے ہو (۱۱) وہ تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس ہمیشہ رہنے والی جنت میں پاکیزہ مکانات ہوں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲) اور ایک چیز اور بھی جسے تم پسند کرتے ہو۔۔۔ اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح اور آپ مومنین کو بشارت دے دیجئے (۱۳) ایمان والو اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریین سے کہا تھا کہ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے تو حواریین نے کہا کہ ہم اللہ کے ناصر ہیں لیکن پھر بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر ہو گیا تو ہم نے صاحبانِ ایمان کی دشمن کے مقابلہ میں مدد کر دی تو وہ غالب آکر رہے (۱۴)

تفسیر

یہ لوگ چاہتے کہ اللہ کو اپنے منہ سے بجھا دیں اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے۔ خواہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

فرماتے ہیں یہ قائم آل محمد علیہم السلام کے ساتھ ہوگا جب قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے تو اس وقت یہ دین خدا اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا اور اس کے علاوہ کوئی دین نہیں ہوگا۔ اور خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں ہوگی اور وہ دنیا کو ایسے عدل وانصاف سے پر کردے گا جیسے وہ ظلم وجور سے پر ہو چکی ہوگی۔

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰)

اے ایمان والو! تمہیں ایک ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔

یعنی اگر ہمیں علم ہو کہ اس میں کتنا فائدہ ونفع ہے تو ہم اس میں اپنے مال اپنے نفوس اور اولاد تک خرچ کردیں۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور راہ خدا میں اپنے جان ومال سے جہاد کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہوتے اور یہ تمہارے لئے بہت بڑی کامیابی ہے اور پھر فرمایا:

(وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ) اور ایک اور بھی جسے تم پسند کرتے ہو اور وہ اللہ کی طرف سے مدد اور کامیابی وفتح قریب ہے۔

یعنی یہ کامیابی دنیا میں ہے ایک احتمال ہے فتح مکہ بڑی کامیابی تھی اور ایک ہے کہ قائم آل محمدؐ کے ظہور اور ان کی حکومت کا قیام یہ دنیا میں اسلام کی بڑی کامیابی ہے۔

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ) اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ راہ خدا میں تم میں سے میرا ناصر کون ہے؟ تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں لیکن بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا۔ اور ایک گروہ تھا جو کافر ہو گیا اور یہ وہی گروہ تھا جنہوں نے شبیہ عیسیٰ کو عیسیٰ خیال کرتے ہوئے قتل کردیا اور پھانسی پر چڑھا دیا۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کردیا ہے لیکن جو ایمان رکھتے ہیں وہ ایمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ وہ زندہ ہیں اور ہم نے صاحب ایمان کی دشمن کے قبائل میں مدد کردی۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

یہ سورہ مبارکہ الجمعۃ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد گیارہ ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں اور قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 62 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 110 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہمارے شیعوں میں سے ہر مومن پر لازم ہے کہ ہر شب جمعہ سورہ جمعہ او سورہ اعلیٰ کی تلاوت کرے اور جمعہ کے دن ظہر میں سورہ جمعہ اور منافقون کی تلاوت کرے جب وہ اس طرح کرے گا تو گویا اس نے رسول خدا والا عمل انجام دیا ہے اور اللہ کے نزدیک اس کا اجر و ثواب جنت ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے کہ جو شخص سورہ جمعہ کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اسے مسلمان ممالک میں ان لوگوں کی تعداد کے برابر کہ جنہوں نے نماز جمعہ میں شرکت کی ہے یا نہیں کی ان کے دس گنا نیکیاں عطا کرے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝۱ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۲ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۳ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

الْعَظِيْمِ ۝۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

زمین و آسمان کا ہر ذرہ اس خدا کی تسبیح کر رہا ہے جو بادشاہ پاکیزہ صفات، اور صاحبِ عزت اور صاحبِ حکمت ہے (۱) اس خدا نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو ان ہی میں سے تھا کہ ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اگرچہ یہ لوگ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے (۲) اور ان میں سے ان لوگوں کی طرف بھی جو ابھی ان سے ملحق نہیں ہوئے ہیں اور وہ صاحبِ عزت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی (۳) یہ ایک فضلِ خدا ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور وہ بڑے عظیم فضل کا مالک ہے (۴) ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بار رکھا گیا اور وہ اسے اُٹھا نہ سکے اس گدھے کی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو یہ بدترین مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے آیاتِ الٰہی کی تکذیب کی ہے اور خدا کسی ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۵) آپ کہہ دیجئے کہ یہودیو اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ تمام انسانوں میں تم ہی اللہ کے دوست ہو تو اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو (۶)

تفسیر

آسمان و زمین میں کو کچھ ہے وہ سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو مالک جو نہایت پاک و پاکیزہ ہے وہ عزت والا اور حکمت والا ہے۔

قدوس: یعنی وہ اشیاء جو جہالت کا موجب ہیں خدا ان سے پاک و منزہ ہے۔

(هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ) وہ اللہ ہے جس نے امیین میں سے ایک کو رسول مبعوث فرمایا:

فرماتے ہیں امیین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے پاس کوئی خدا کی طرف سے نبی نہ آیا ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

امیین وہ لوگ ہیں کہ جو لکھنا جانتے ہیں لیکن خدا کی طرف سے ان کے پاس کوئی کتاب نہیں آئی ہوتی۔ اور نہ ان میں خدا کی طرف سے کوئی رسول مبعوث ہوا ہوتا ہے پس ان لوگوں کو خدا امیین کی طرف منسوب کرتا ہے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ ''اور ان میں سے دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان سے ملحق نہیں ہوئے۔

یعنی جو لوگ رسول خدا کے جانے کے بعد اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ مراد ہیں۔ اس کے بعد خدا بنی اسرائیل والوں کے لئے مثال پیش کر رہا ہے۔

(مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ) ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بار رکھا گیا اور وہ اس کو نہ اٹھا سکے اس گدھے کی مثل ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو۔

فرماتے ہیں گدھے پر کتابوں کو بوجھ رکھا جاتا ہے لیکن اس کو کتابیں اٹھانے سے علم حاصل نہیں ہوتا اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر کس چیز کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ ایسے ہی یہ بنی اسرائیل والے کہ جن کو تورات دی گئی ہے یہ اس گدھے کی مثل ہیں یہ تورات کے بارے میں نہیں جانتے کہ اس میں کیا ہے اور اس پر عمل بھی نہیں کرتے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶

''آپ ان سے فرمادیں اے یہودیوں اگر تمہارا گمان ہے کہ تمام لوگوں میں سے فقط تم ہی خدا کے

دوست ہو پھر اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے؟

فرماتے ہیں کہ قرآن نے یہودیوں سے موت کی تمنا کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو اللہ کے دوست اور اولیاء ہیں وہ موت سے نہیں ڈرتے بلکہ وہ موت کی تمنا کرتے ہیں لہٰذا قرآن نے بھی ان سے یہ ہی مطالبہ کر دیا۔

آیت نمبر ۷ تا ۱۱

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ
اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا
قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَۨا
انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ
وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

ترجمہ

اور یہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے کہ ان کے ہاتھوں نے پہلے بہت کچھ کر رکھا ہے اور اللہ ظالمین کے حالات کو خوب جانتا ہے (۷) آپ کہہ دیجئے کہ تم جس موت سے فرار کر رہے ہو وہ خود تم سے ملاقات کرنے والی ہے اس کے بعد تم اس کی بارگاہ میں پلٹائے جاؤ گے جو حاضر و غائب سب کا

جاننے والا ہے اور وہ تمہیں باخبر کرے گا کہ تم دارِ دنیا میں کیا کر رہے تھے (۸) ایمان والو جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو ذکرِ خدا کی طرف دوڑ پڑو اور کاروبار بند کر دو کہ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جاننے والے ہو (۹) پھر جب نماز تمام ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور فضلِ خدا کو تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرو کہ شاید اسی طرح تمہیں نجات حاصل ہو جائے (۱۰) اور اے پیغمبر یہ لوگ جب تجارت یا لہو و لعب کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو تنہا کھڑا چھوڑ دیتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ خدا کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اس کھیل اور تجارت سے بہر حال بہتر ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے (۱۱)

تفسیر

آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ موت جس سے تم فرار کر رہے ہو وہ تمہیں ضرور برضرور ملے گی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں اے لوگو! ہر انسان جس سے فرار کر رہا ہوتا ہے وہ سے ضرور ملتا ہے۔ موت انسان کو ہانک کر لے جا رہی ہے یہ بھاگنا موت سے جلد ملاقات کا سبب بن جاتا ہے۔

(فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔) خدا کے ذکر کی طرف جلدی کرو اور تجارت کو چھوڑ دو۔

سعی: سے مراد چلنے میں جلدی کرو یعنی نماز جمعہ کے لئے جلدی جلدی آؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے پکارا جائے تو تم خدا کے ذکر کی طرف جلدی جلدی آؤ اور تجارت کو چھوڑ دو۔

ابو الجارود فرماتے ہیں کہ میں نے اسی آیت کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا اس سعی سے مراد ہے کہ اللہ کے ذکر کے لئے تیار رہو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اپنی مونچھوں کے بالوں کو درست کرو۔ ناخن کٹواؤ غسل کرو پاک و صاف لباس پہنو اور خوشبو لگاؤ۔ جمعہ کی سعی یہ ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

(وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ) جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے وہ ہی مومن ہے اور امام نے فرمایا کہ خرید و فروخت کو جمعہ کے لئے ترک کر دینا یہ ہی بہتر ہے جب کہ قرآن نے فرمایا کہ تجارت کو چھوڑ دو یہ ہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحب ایمان ہو۔

(فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ) پس جب نماز جمعہ ختم ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ۔

امام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ ہفتہ کے دن زمین پر پھیل جاؤ اور اپنا رزق تلاش کرو۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا) اے رسول جب یہ لوگ تجارت یا لہو لعب کو دیکھتے ہیں کہ اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔

امام فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول نماز جمعہ پڑھا رہے تھے تو اچانک ایک تجارت کا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا اور اس کے پاس کھانے وغیرہ کا سامان موجود تھا جو وہ دوسرے شہروں سے لیکر آئے تھے اور انہوں نے آکر دف بجایا تا کہ لوگوں کو اپنے آنے کی اطلاع کریں تو جیسے ہی انہوں نے دف بجایا اکثر صحابہ رسول نماز کو چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے تا کہ ان کو دیکھ سکیں تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اور جب یہ تجارت یا لہو لعب کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور نماز میں کھڑا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں جو کچھ خدا کے پاس وہ اس تجارت اور لہو لعب سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن احمد سے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں الحسین بن سعید سے اور انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے ابن مسکان سے اور اس نے کہا کہ ابو بصیر سے سوال کیا گیا کہ جمعہ کے خطبہ میں امام خطبہ کیسے دے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟ آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر۔ دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے (وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ) اور وہ آپ کو کھڑا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

ابن ابی یعفور نے بیان کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ) یعنی انفضوا کے بجائے انصرفوا ہے۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ) آپ ان سے کہہ دیں کہ خدا کے پاس جو کچھ ہے وہ لہو لعب

سے اور تجارت سے بہتر ہے۔

یعنی یہ اہل تقویٰ کے لئے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْنَ

سورۃ المنافقون یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات گیارہ اور اس کے رکوع دو ہیں اس کو موجودہ ترتیب میں نمبر 63 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 104 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جو مومن ہمارا ہے اس پر ضروری ہے ہر شب جمعہ سورہ جمعہ اور سورہ الاعلیٰ اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون کی تلاوت کرے۔ جب وہ ایسے کرے گا تو گویا اس نے وہ کام کیا ہے جو رسول خدا نے کیا تھا۔ اور اس کا اجر و ثواب جنت ہے نیز مجمع البیان میں رسول خدا کی حدیث ہے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص سورہ منافقون کی تلاوت کرے گا وہ نفاق سے بری رہے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ

عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶)

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

پیغمبر یہ منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں (۱) انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنالیا ہے اور لوگوں کو راہ خدا سے روک رہے ہیں یہ ان کے بدترین اعمال ہیں جو یہ انجام دے رہے ہیں (۲) یہ اس لئے ہے کہ یہ پہلے ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو اب کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں (۳) اور جب آپ انہیں دیکھیں گے تو ان کے جسم بہت اچھے لگیں گے اور بات کریں گے تو اس طرح کہ آپ سننے لگیں لیکن حقیقت میں یہ ایسے ہیں جیسے دیوار سے لگائی ہوئی سوکھی لکڑیاں کہ یہ ہر چیخ کو اپنے ہی خلاف سمجھتے ہیں اور یہ واقعاً دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہئے خدا انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں (۴) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے حق میں استغفار کریں گے تو سر پھرا لیتے ہیں اور تم دیکھو گے کہ استکبار کی بنا پر منہ بھی موڑ لیتے ہیں (۵) ان کے لئے سب برابر ہے چاہے آپ استغفار کریں یا نہ کریں خدا انہیں بخشنے والا نہیں ہے کہ یقیناً اللہ بدکار قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۶)

تفسیر

جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

یہ واقعہ غزوہ ءمریسیع یعنی غزوہ ءبنوالمصطلق کا ہے اور ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا۔ جب آپؐ غزوہ ءسے واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک کنوئیں پر منزل فرمائی۔ اس کنوئیں میں پانی کم تھا انس بن سیاد جو انصار کے حلیف تھے اور ادھر جہجاہ بن سعید غفاری جو حضرت عمر بن خطاب کے کارندے تھے ان کا اس کنوئیں کے پانی کے معاملے پر جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے میں جہجاہ نے سیار کے چہرے پر ضرب لگائی۔ اس کا چہرہ زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ سیار نے قبیلہ خزرج کے لوگوں کو آواز دی۔ ادھر جہجاہ نے قریش کو آواز دی۔ دونوں طرف سے تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئیں۔ قریب تھا کہ فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے اور کشت وخون ہو جائے۔ یہی ندا عبداللہ بن ابی نے سنی۔ اس کے پاس انصار کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اپنی جگہ پر چیخا چلایا: کیا ہو گیا ہے؟ جب اسے واقعہ کا پتہ چلا تو غضب ناک ہو کر کہنے لگا: لو ہمارے ہی شہروں میں ان لوگوں نے ہم پر حملے شروع کر دئے؟ خدا کی قسم! اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت دار ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ بعد ازیں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہنا شروع کر دیا: یہ اس کام کا نتیجہ ہے جو خود تم نے اپنے سر لیا ہے۔ تم نے انہیں اپنے ہاں پناہ دی اور اپنے اموال ان کو دئے اگر تم اپنی بچی ہوئی غذا ایسے لوگوں کو نہ دیتے تو آج یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ تمہاری سرزمین سے چلے جاتے اور اپنے قبائل سے جا ملتے۔ تم نے ان کے لیے جنگیں کی ہیں قربانیاں دی ہیں۔ اپنی بیویوں کو بیوہ بنایا ہے اپنے بچوں کو یتیم کیا ہے۔ جب یہ چیخ واویلا کر رہا تھا تو جناب زید بن ارقمؓ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے اسکی طرف منہ کر کے کہا: خدا کی قسم! ذلیل اور کمینہ تو ہی ہے۔ حضرت محمدؐ اللہ کی عزت اور مسلمانوں کی محبت ہیں۔ خدا کی قسم! آج کے بعد میں تمہیں اچھا آدمی نہیں سمجھوں گا۔ عبداللہ نے چلا کر کہا: اے لڑکے! خاموش رہ تو اپنے کھیل کود سے کام لے۔ حضرت زید بن ارقمؓ وہاں سے اٹھے اور حضورؐ کے پاس چلے آئے اور ساری بات سنا دی۔ رسول اللہؐ نے عبداللہ بن ابی کو اپنے ہاں بلوایا اور فرمایا: کیا معاملہ ہے؟ عبداللہ نے کہا: اس خدا کی قسم! جس نے آپؐ پر آسمانی کتاب نازل کی ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ زید نے جو کچھ آپؐ کو کہا ہے جھوٹ ہے۔ اس کی قوم کے لوگ وہاں رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہمارا بزرگ ہے۔ زید ایک بچہ ہے شاید اس نے وہم کیا ہو۔ اس سے غلطی ہو گئی ہو۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس موقع پر عبداللہ کی بات قبول کر لی اور اس موقع پر انصار کی ایک جماعت نے زید بن ارقمؓ کی ملامت شروع کر دی اس دوران پیغمبر اکرمؐ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ راستے میں انصار کے ایک بزرگ حضرت اسیدؓ آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ نے

[illegible] وقت پر کوچ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا تھا جو تمہارے ساتھی عبداللہ بن ابی نے کہا تھا کہ جب وہ مدینہ [illegible] جائے گا تو عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دے گا؟

حضرت اسیدؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ عزت والے آپ ہیں اور ذلیل وہ ہے۔ حضورؐ نے سفر جاری رکھا۔ رسول اکرمؐ نے [illegible] دن اور ساری رات چلتا رہے۔ دوسرے دن جب سورج نکل آیا تو آپؐ نے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ لشکر اس قدر تھک [illegible] زمین پر سر رکھتے ہی سب گہری نیند سو گئے۔ پیغمبر اکرمؐ بھی یہی چاہتے تھے تاکہ لوگ کل کے واقعے کو بھول جائیں۔ [illegible] پیغمبر اکرمؐ مدینہ میں داخل ہوئے تو زید بن ارقمؓ بھی ساتھ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سخت پریشان تھا۔ شدت غم سے [illegible] حال تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی پر جھوٹ نہیں بولا۔ شرم کے [illegible] اپنے گھر میں رہا اور باہر نہیں نکلا۔ اسی دوران سورہ منافقون نازل ہوئی جس میں زید بن ارقمؓ کی تصدیق ہو گئی۔ اور عبد [illegible] بن ابی کی تکذیب ہوئی۔ پیغمبر اکرمؐ نے جناب زید کا کان پکڑا اور فرمایا: اے جوان! اللہ نے تیری بات کی تصدیق کر دی [illegible] بالکل اسی طرح جس طرح تو نے اس کی باتوں کو کانوں سے سنا اور دل میں محفوظ رکھا۔ جو کچھ تو نے کہا وہی اللہ نے قرآن [illegible] نازل کر دیا۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے سورہ منافقون کی تلاوت فرمائی۔ جس سے عبداللہ بن ابی کی [illegible] ہوئی۔ ادھر عبداللہ بن ابی بھی مدینہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جونہی اس نے مدینہ میں داخل ہونا چاہا اس کا بیٹا اس کے آگے [illegible] اور اس نے اسکا راستہ روک دیا۔

عبداللہ نے کہا: تم پر وائے ہو تو یہ کیا کر رہا ہے؟ اسکے بیٹے نے کہا: خدا کی قسم! رسول اللہؐ کی اجازت کے بغیر تجھے [illegible] میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا آج تو یہ جان لے کہ عزیز کون ہے اور ذلیل کون۔ عبداللہ نے اس بات کی اطلاع رسولؐ [illegible] تک پہنچائی تو رسولؐ اللہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے باپ کو مدینہ میں آنے دے۔ عبداللہ شہر میں آیا اور بیمار پڑ گیا [illegible] عرصہ بعد مر گیا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے پڑاؤ ڈالا۔ چونکہ لوگ سخت تھکے ہوئے تھے جونہی سر رکھا نیند [illegible] چلے گئے رسولؐ اللہ یہی چاہتے تھے تاکہ کل والا واقعہ ٹھنڈا ہو جائے۔ عبداللہ کا بیٹا رسولؐ اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اگر مجھے اجازت دیں تو میں اپنے باپ کو قتل کر دوں اور اس کا سر آپؐ کے پاس لے آؤں۔ اللہ کی قسم! اوس اور خزرج اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ کس قدر نیکی کا سلوک کرتا ہوں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپؐ میرے علاوہ کسی اور کو اس کے قتل کا حکم دیں اور وہ اسے قتل کر ڈالے۔ اس سے مجھے پریشانی ہو گی کہ جب میری نگاہ اپنے باپ کے قاتل پر پڑے اور میں اس مومن کو قتل کر ڈالوں اور اس طرح ایک کافر کی وجہ سے ایک مومن مارا جائے اور میں جہنم میں جا پڑوں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہیئے اور اس معاملے کو جانے دیجیئے۔

(كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۔) لیکن حقیقت میں یہ ایسے ہیں جیسے دیوار کے ساتھ لگائی ہوئی خشک لکڑیاں۔

یعنی یہ لوگ بھی ایسے ہی ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ غور وفکر کرتے ہیں۔۔

(یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ) یہ ہر چیز کو اپنے خلاف یہ گمان کرتے ہیں یعنی یہ ہر قسم کی آواز کو بھی اپنے خلاف شمار کرتے ہیں۔

(هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ۝) اور یہ واقعاً دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہیں خدا انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکے چلے جارہے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب خدا نے اپنے رسول کو ان کے بارے میں سب کچھ بیان کر دیا کہ یہ کون ہیں اور ان کی کوشش کیا ہے اور ان کے ارادے کیا ہیں۔ اب ان سے فرمارہا ہے کہ تمہارے لئے ویل ہے میرے رسول کے پاس آجاؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لئے استغفار کرے۔

(وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول خدا تمہارے لئے استغفار کریں گے تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تم دیکھو کہ یہ تکبر کرتے ہوئے منہ بھی جوڑ لیتے ہیں۔

آیت نمبر ۷ تا ۱۱

هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ۝ یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝

وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝

ترجمہ

یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھیوں پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں حالانکہ آسمان وزمین کے سارے خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں اور یہ منافقین اس بات کو نہیں سمجھ رہے ہیں (۷) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس آگئے تو ہم صاحبانِ عزت ان ذلیل افراد کو نکال باہر کریں گے حالانکہ ساری عزت اللہ، رسول اور صاحبانِ ایمان کے لئے ہے اور یہ منافقین یہ جانتے بھی نہیں ہیں (۸) ایمان والو خبردار تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں یادِ خدا سے غافل نہ کر دے کہ جو ایسا کرے گا وہ یقیناً خسارہ والوں میں شمار ہوگا (۹) اور جو رزق ہم نے عطا کیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور وہ یہ کہے کہ خدایا ہمیں تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا ہے کہ ہم خیرات نکالیں اور نیک بندوں میں شامل ہو جائیں (۱۰) اور ہرگز خدا کسی کی اجل کے آجانے کے بعد اس میں تاخیر نہیں کرتا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۱)

تفسیر

اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں بھی تقسیم کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور وہ یہ کہے کہ اے خدایا ہمیں کچھ دنوں کی مہلت کیوں نہیں دیتا تا کہ ہم صدقہ کریں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس میں فاصدق کا معنی یہ ہے کہ وہ خواہش کریں گے کہ تو ہمیں مہلت دے تا کہ میں حج کروں۔

(وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝) اور میں نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔

اور یہ ساری خواہشات ان کی موت کے وقت ہونگی تو خدا ان کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

(وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝) ہرگز خدا کسی کی اجل آجانے کے

بعد اس میں تاخیر نہیں کرتا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے نقل کیا ہے اور اس نے احمد بن محمد سے اور اس نے الحسین بن سعید سے اور اس نے النضر بن سوید سے اور اس نے یحییٰ سے اور اس نے ہارون بن خارجہ سے اس نے ابوبصیر سے اور اس نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اسی آیت کے ذیل میں فرمایا: یقیناً اللہ کے پاس ایک کتاب ہے اس میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

اور جب شب قدر ہوتی ہے تو اس کتاب سے ہر چیز کو خدا نازل کرتا ہے جو کچھ آئندہ شب قدر تک ہونے والا ہوتا ہے یہ خدا کا فرمان:

(لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۔) یعنی جب اس کو نازل کر چکا ہے اور آسمانوں والی کتاب میں لکھ چکا ہے تو پھر اس کو وہ مؤخر نہیں کرتا۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

یہ سورۃ التغابن مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد اٹھارہ (18) ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں اور اس کی [illegible] قرآن میں ترتیب میں اس کا نمبر 64 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 108 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص سورہ تغابن کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھے گا تو قیامت کے دن یہ سورہ اس کی شفاعت کرے گا اور وہ اس ہستی کے سامنے ایک شاہد و عادل ہوگا جس نے اس کو شفاعت کی اجازت دی ہے پھر اس سے الگ نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ

تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا
وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ
يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ
التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

زمین وآسمان کا ہر ذرہ خدا کی تسبیح کر رہا ہے کہ اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۱) اسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۲) اسی نے آسمان وزمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تمہاری صورت کو بھی انتہائی حسین بنایا ہے اور پھر اسی کی طرف سب کی بازگشت بھی ہے (۳) وہ زمین وآسمان کی ہر شے سے باخبر ہے اور ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جن کا تم اظہار کرتے ہو یا جنہیں تم چھپاتے ہو اور وہ سینوں کے رازوں سے بھی باخبر ہے (۴) کیا تمہارے پاس پہلے کفر

اختیار کرنے والوں کی خبر نہیں آئی ہے کہ انہوں نے اپنے کام کے وبال کا مزہ چکھ لیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۵) یہ اس لئے کہ ان کے پاس رسول کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آتے تھے تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ کیا بشر ہماری ہدایت کرے گا اور یہ کہہ کر انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا تو خدا بھی ان سے بے نیاز ہے اور وہ قابل تعریف غنی ہے (۶) ان کفار کا خیال یہ ہے کہ انہیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا تو کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار کی قسم تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور پھر بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کیا کیا ہے اور یہ کام خدا کے لئے بہت آسان ہے (۷) لہٰذا خدا اور رسول اور اس نور پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۸) وہ قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا اور وہی ہار جیت کا دن ہوگا اور جو اللہ پر ایمان رکھے گا اور نیک اعمال کرے گا خدا اس کی برائیوں کو دور کر دے گا اور اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان ہی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (۹) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ اصحاب جہنم ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ ان کا بدترین انجام ہے (۱۰)

تفسیر

زمین وآسمان کا ہر ذرہ ذرہ خدا کی تسبیح کر رہا ہے کہ اس کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ آیت خاص ہے کافروں اور مومنین کے لئے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ سے اور انہوں نے ابن محبوب سے اور اس نے الحسین بن نعیم سے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا: (فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ) آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ نے ان کے ایمان کو ہماری ولایت سے پہچانا ہے اور ان کے کفر کو ہماری ولایت کے ترک کرنے سے اور یہ اس

وقت جب خدا نے عالم ذر میں ان سے عہد و میثاق کیا تھا اور دوسرا موقعہ جب یہ صلب آدم میں تھے۔ جنہوں نے ہماری ولا
اقرار کیا وہ مومن ہو گئے اور جنہوں نے انکار کیا وہ کافر ہو گئے۔ اس کے بعد خدا دھریوں کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرما
ہے:

(زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝)

ان کفار کا خیال یہ ہے کہ انہیں موت کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا تو آپ ا سے کہہ دیں کیوں نہیں میرے رب کی قسم وہ تمہیں ضرور اٹھائے گا بھی اور جو کچھ تم کرتے رہے ہو اس کے بارے میں بھی تمہیں بتائے گا اور یہ اللہ پر بڑا آسان ہے۔

(فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝) لہٰذا تم خدا اور اس کے رسول اور نور پر کہ جس کو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب سے واقف ہے۔

فرماتے ہیں وہ نور جو اللہ نے نازل کیا ہے وہ امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن الحسین نے نقل کیا ہے اور انہوں نے جعفر بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابو ایوب سے اور انہوں نے ابی الخالد الکابلی سے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا کہ اے فرزند رسولؐ (فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ) میں نور سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم آل محمد علیہم السلام میں سے قیامت تک ہونے والے آئمہ مراد ہیں۔ خدا کی قسم یہ وہی نور ہیں جو خدا نے نازل کیا ہے۔ خدا کی قسم یہ وہی نور خدا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اے ابو الخالد امام کا نور مومنین کے دلوں میں سورج سے زیادہ روشن اور چمکتا ہے۔ خدا کی قسم ان آئمہ کا نور مومنین کے دلوں کو منور کرتا ہے۔ پس جس سے خدا چاہتا ہے اس سے اس نور کے مقابل میں پردہ ڈال دیتا ہے اور ان کے دل تاریک رہتے ہیں۔

اے ابو الخالد خدا کی قسم ہم سے کوئی بندہ محبت نہیں کر سکتا جب تک اللہ اس کے دل کو پاک نہ کر دے۔ اور جب اللہ اس کے دل کو پاک کرتا ہے تو اسے ہمارے حوالے کر دیتا ہے اور جب وہ ہمارے سپرد ہو جاتا ہے اللہ اسے حساب کی سختی سے محفوظ رکھتا ہے اور قیامت کے دن فزع اکبر سے نجات دے دیتا ہے۔

آیت نمبر ۱۱ تا ۱۸

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۲ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۵ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۶ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۷ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸

ترجمہ

کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی ہے مگر خدا کی اجازت سے اور جو صاحب ایمان ہوتا ہے خدا اس کے دل کی ہدایت کر دیتا ہے اور خدا ہر شے کا خوب جاننے والا ہے (۱۱) اور تم لوگ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کرو گے تو رسول کی ذمہ داری واضح طور پر پیغام پہنچا دینے

کے علاوہ کچھ نہیں ہے (۱۲) اللہ ہی وہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور تمام صاحبانِ ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے (۱۳) ایمان والو۔۔۔تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے ہوشیار رہو اور اگر انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو اور انہیں بخش دو تو اللہ بھی بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۴) تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے صرف امتحان کا ذریعہ ہیں اور اجرِ عظیم صرف اللہ کے پاس ہے (۱۵) لہٰذا جہاں تک ممکن ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی بات سنو اور اطاعت کرو اور راہِ خدا میں خرچ کرو کہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اور جو اپنے ہی نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائے وہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں (۱۶) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ اسے دوگنا بنا دے گا اور تمہیں معاف بھی کر دے گا کہ وہ بڑا قدر داں اور برداشت کرنے والا ہے (۱۷) وہ حاضر و غائب کا جاننے والا اور صاحبِ عزت و حکمت ہے (۱۸)

تفسیر

اور جو صاحب ایمان ہوتا ہے تو خدا اس کے دل کو ہدایت کر دیتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ اللہ اس کے دل میں تصدیق پیدا کرتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی مومن بندہ ہدایت کو اختیار کر رہا ہے تو خدا اس کے لئے اس میں اور اضافہ کر دیتا ہے جیسا کہ خدا نے خود فرمایا ہے:

(والذین اهتدوا زادهم هدیٰ) اور جو لوگ ہدایت کو اختیار کرتے ہیں خدا ان کی ہدایت میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

(اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ) تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لئے امتحان ہیں، یعنی انکی محبت آزمائش ہے۔

(ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ) کہ ان کے پاس رسول کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آتے تھے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ادریس نے خبر دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن محمد بن الحسین بن سعید سے اور اس نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حمزہ بن ربیع سے اور اس نے علی بن سوید السبیانی سے

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ اے مولا بِالْبَيِّنٰتِ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا ان سے مراد ہم آئمہ آل محمد علیہم السلام ہیں۔

(اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ) اے ایمان والو تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے ہوشیار ہو کر رہیں۔

ابو الجارود نے اسی آیت کے بارے میں حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب ہجرت کا زمانہ آیت آیا تو رسول خدا کے اصحاب نے ہجرت کرنا شروع کر دی جب کچھ لوگوں نے ہجرت کرنا چاہی تو ان کی اولاد اور بیویاں ان کے دامن پکڑ لیتے اور کہتے کہ خدا کی قسم تم ہجرت نہ کرو اگر تم چلے گئے تو ہم تیرے بعد بغیر سرپرست رہ جائیں گے تو کچھ لوگ اپنے گھر والوں کی باتوں کو قبول کر لیتے تو وہ ہجرت نہ کرتے اور گھر میں ہی رہ جاتے تھے اور ہجرت کے لئے باہر نہ آتے تھے اس لئے یہ آیت نازل ہوئی جس میں اس بات سے ڈرایا گیا کہ وہ اپنی اولاد اور بیویوں کی اطاعت نہ کریں۔ لیکن ان لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو بالکل گھر والوں کی پرواہ نہ کرتے تھے اور ہجرت کے لئے چلے آتے اور وہ اپنے گھر والوں سے کہتے تھے خدا کی قسم اگر تم ہمارے ساتھ ہجرت نہیں کرو گے چنانچہ ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اگر تمہارے گھر والے تمہارے ساتھ مل جائیں تو ان کے گذشتہ امور معاف کر دینا اور ان کو بھلا دینا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

(وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) اگر تم معاف کرو اور درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) اور جتنی تم طاقت رکھتے ہو اتنا اللہ سے ڈرو!

فرماتے ہیں یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اور اس کی ناسخ یہ والی آیت ہے جس میں خدا فرماتا ہے:

(اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ) اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے۔

(وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ) اور جو اپنے ہی نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائے گا وہی کامیاب ہوگا۔

فرماتے ہیں جب وہ نفس اطاعت خدا والے نفعہ کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ یقیناً کامیاب ہوتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الفضل بن ابی قرہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کو دیکھا جو اول رات سے لیکر صبح تک خانہ خدا کا طواف فرما رہے تھے اور اپنی زبان سے یوں دعا مانگ رہے تھے۔ (اللّٰهم قنی شح نفسی) میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اور آپ اس کے علاوہ کوئی دعا نہیں کر رہے تو آپ نے فرمایا اس سے بڑی اور کون سی دعا ہے۔ کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ خدا فرماتا ہے:

(وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ) جو اپنے ہی نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

یہ سورۃ الطلاق مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بارہ ہے اور اس کے رکوع دو ہیں اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 65 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 99 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے حدیث نقل ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے: جو شخص سورہ طلاق اور سورہ تحریم اپنی نماز واجب میں پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حزن و ملال سے محفوظ رکھے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ نیز رسول خدا سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورہ طلاق کی تلاوت کرے گا وہ جب اس دنیا سے جائے گا تو وہ سنت رسول پر عمل پیرا ہو کر جائے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا
الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ
اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ
ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۙ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ
قَدْرًا ۝ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ
اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ
لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ
وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا
عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ
لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ
فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ
اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اے پیغمبر! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دو اور پھر عدت کا

حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تمہارا پروردگار ہے اور خبردار انہیں ان کے گھروں سے مت نکالنا اور نہ وہ خود نکلیں جب تک کوئی کھلا ہوا گناہ نہ کریں۔ یہ خدائی حدود ہیں اور جو خدائی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے تمہیں نہیں معلوم کہ شاید خدا اس کے بعد کوئی نئی بات ایجاد کر دے (۱) پھر جب وہ اپنی مدت کو پورا کر لیں تو انہیں نیکی کے ساتھ روک لو یا نیکی ہی کے ساتھ رخصت کر دو اور طلاق کے لئے اپنے میں سے دو عادل افراد کو گواہ بناؤ اور گواہی کو صرف خدا کے لئے قائم کرو نصیحت ان لوگوں کو کی جا رہی ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے (۲) اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے بیشک خدا اپنے حکم کا پہنچانے والا ہے اس نے ہر شے کے لئے ایک مقدار معین کر دی ہے (۳) اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر ان کے یائسہ ہونے میں شک ہو تو ان کا عدہ تین مہینے ہے اور اسی طرح وہ عورتیں جن کے یہاں حیض نہیں آتا ہے اور حاملہ عورتوں کا عدہ وضع حمل تک ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کے امر میں آسانی پیدا کر دیتا ہے (۴) یہ حکمِ خدا ہے جسے تمہاری طرف اس نے نازل کیا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کی برائیوں کو دور کر دیتا ہے اور اس کے اجر میں اضافہ کر دیتا ہے (۵) اور ان مطلقات کو سکونت دو جیسی طاقت تم رکھتے ہو اور انہیں اذیت مت دو کہ اس طرح ان پر تنگی کرو اور اگر حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک انفاق کرو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے پھر اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور اسے آپس میں نیکی کے ساتھ طے کرو اور اگر آپس میں کشاکش ہو جائے تو دوسری عورت کو دودھ پلانے کا موقع دو (۶) صاحبِ وسعت کو چاہئے کہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کے رزق میں تنگی ہے وہ اسی میں سے خرچ کرے جو خدا نے اسے دیا ہے کہ خدا کسی نفس کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے جتنا اسے عطا کیا گیا ہے عنقریب خدا تنگی کے بعد وسعت عطا کر دے گا (۷)

تفسیر

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دو اور پھر عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر خطاب رسول خدا سے ہوا ہے لیکن مراد امت ہے۔ معنی لوگوں کے لئے ہے جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن اس محاورہ کے تحت نازل ہوا ہے اور خدا نے اپنے نبی کو اس پر ہی مبعوث کیا ہے کہ کہہ تجھے سنا رہا ہوں سنا ہمسائی کو رہا ہوں۔ یا ہمارے ہاں محاورہ ہے کہ کہو بیٹی کو اور سناؤ بہو کو۔

(فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) اس کے بارے میں ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عدت سے مراد حیض اور اس عدت کا حساب رکھو۔

(وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ) اور اس عدت کا حساب رکھو۔ یعنی تم عورت کو طلاق دینا چاہتے ہو تو اسے چھوڑ دو اس سے الگ ہو جاؤ اور مباشرت نہ کرو یہاں تک کہ اس کو حیض آ جائے اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائے اور غسل حیض کر کے پاک ہو جائے تو پھر اس کو اس مباشرت کے بغیر طلاق دو اور جب اس کو طلاق دو تو اس وقت دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق ہو اور اس کے بعد اگر تم رجوع کرنا چاہو تو بھی دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اس کی طرف رجوع کرو اور اگر اس کے بعد دوبارہ طلاق دینا چاہو پھر انتظار کرو کہ وہ حیض کو دیکھے اور اس سے پاک ہو جائے اور غسل بھی کر لے تو اس پاکی کے عالم میں بغیر مباشرت کئے ہوئے اسے طلاق دو اور جب طلاق دو تو دو گواہوں کی موجودگی میں اسے طلاق دو اور اگر تم دوبارہ اس کی طرف رجوع کرنا چاہو تو بھی دو عادل گواہوں کی موجودگی میں رجوع کرو۔ اور اگر پھر تم اس کو تیسری طلاق دینا چاہو تو اس کو چھوڑ دو اور اس سے مباشرت نہ کرو۔ اور جب اسے حیض آ جائے اور انتظار کرو کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے اور غسل بھی کر لے تو اسے طلاق دے دو۔ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دو۔ اور اب تم اس سے رجوع نہیں کر سکتے اور یہ ہی طلاق میں سنت ہے۔۔ طلاق فقط حیض سے پاک ہونے والے طہر میں دی جائے گی بشرطیکہ اس طہر میں مباشرت نہ کی ہو جیسا کہ بیان ہوا ہے۔

پس اگر اسے طلاق دی جائے تو اس کے گواہ بنائے جائیں اگر آپ نے اسے طلاق دے دی تو تین طہر یعنی تین حیض اس کو اپنے پاس روک کر رکھو اور اگر اسے حیض نہیں آتا تو تین ماہ اپنے پاس روک کر رکھو تا کہ اس کی عدت پوری ہو جائے تو پھر اگر اس کو رکھنا نہیں تو عمدہ انداز میں جانے دو اور اگر وہ حاملہ ہے تو وضع الحمل اس کی عدت ہے وہ مدت لمبی ہو یا تھوڑی ہو۔ اور وہ وضع الحمل ہی اس عورت کی عدت ہے۔

(وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ۭ)

اور تمہاری عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اور اگر ان کے یائسہ ہونے میں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ایسے ہی ان عورتوں کی عدت ہے جن کو حیض نہیں آتا اور اگر وہ حاملہ ہیں تو ان کی عدت وضع الحمل ہے۔ عدت کے دوران عورت کا نام ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے اگر وہ وضع حمل کے بعد اگر وہ بچے کو دودھ پلاتی ہیں تو اس کی اجرت بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے:

(فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَیْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ) اور اگر دونوں کے درمیان معاملہ طے ہو جائے تو دوسری عورت کو دودھ پلانے کا موقع دو۔

یعنی مرد عورت سے کہے کہ اگر تو راضی ہے تو تو خود بچے کو دودھ پلاؤ اور اگر مرد راضی نہیں ہے کہ اس کا بچہ اس کے پاس رہے تو وہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلانے کے لئے کہہ سکتا ہے۔

(لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ) صاحب وسعت کو چاہیئے کہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کے رزق میں تنگی ہے وہ اسی میں سے خرچ کرے جو خدا نے اسے دیا ہے اور خدا کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جتنا اسے عطا کیا گیا ہے عنقریب خدا تنگی کے بعد وسعت عطا کرے گا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

اپنے رب سے ڈرو اور جن عورتوں کو تم طلاق دو ان کو اپنے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ خود نکلیں جب تک وہ کوئی کھلا گناہ نہ کریں یہ خدائی حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو۔ جو حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور تمہیں نہیں معلوم کہ شاید اس کے بعد خدا کوئی نئی بات ایجاد کر دے۔

فرماتے ہیں طلاق کے احکام میں سے ہے کہ مرد اپنی عورت جس کو اس نے طلاق دے دی ہے اس کو اپنے گھر سے نہیں نکال سکتا اور خود اس کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ گھر سے نکلے سوائے اس صورت میں کہ جب عورت کوئی واضح فحش کو انجام دے۔ فحش سے مراد ہے کہ زنا کروائے یا مردوں کے سامنے اپنے کو مزین کر کے پیش کرے فاحشہ میں سے ہے کہ عورت گھر والوں کے لئے اذیت کا باعث ہو مثلاً بدزبانی کرے یا شوہر سے بدزبانی کرے اگر ایسا کرے تو پھر اس کو گھر سے نکالنا جائز

ہو جاتا ہے۔

(لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①) وہ کیا جانتا ہے کہ شاید اس کے بعد خدا کوئی امر ایجاد کر دے۔ یعنی اس کے بعد اس عدت کے دوران ہی خدا ایسی صورت حال پیدا کر دے کہ جس سے مرد دوبارہ رجوع کرے اور جدائی پیدا نہ ہو۔

(فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ) پس جب وہ اپنی عدت کو پورا کر لیں تو ان کو نیکی کے ساتھ یا روک لو یا رخصت کر دو۔ یعنی جب عدت طلاق پوری ہو جائے تو بھی اگر چاہو تو اس کو عزت و نیکی کے ساتھ روک لو اور اگر نہیں چاہتے تو پھر اس کو نیکی کے ساتھ رخصت کر دو۔ اور اپنی وسعت کے حساب سے اس پر احسان کر دو اسے کچھ دے کر روانہ کرو۔ اور اگر تم تنگ دست ہو تو بھی اپنی بساط کے مطابق اسے کچھ دے کر روانہ کرو۔

(وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ) اس کا عطف پہلے جملے پر ہے کہ اگر طلاق دو تو پھر اپنے افراد میں سے دو عادل گواہ معین کر دو اور ان کے روبرو طلاق دو۔

(وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ) اور حاملہ عورت کی عدت ان کا وضع الحمل ہے۔ یعنی جس عورت کو طلاق دی گئی ہے اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت کی مدت اس کا وضع الحمل (یعنی بچہ پیدا کر لینا) ہے۔ خواہ وہ طلاق والے دن ہی وضع الحمل ہو جائے تو پھر وہ نفاس سے پاک ہو کر دوسری شادی کر سکتی ہے۔ اور اگر اس کی وضع الحمل نو ماہ تک چلا جائے تو اس کی عدت وہی وضع الحمل ہی ہو گی۔ لہٰذا اس وقت تک وہ شادی نہیں کر سکتی۔

(اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ) اور ان طلاق یافتہ کو سکونت دو جیسی تم استطاعت رکھتے ہو۔ فرماتے ہیں: جس عورت کو تم طلاق دے رہے ہو جب تک وہ تمہاری عدت میں ہے اس کو اپنی استطاعت کے حساب سے رہائش دو اور نان نفقہ بھی دو اور اگر حاملہ ہے تو وضع الحمل تک اس کی رہائش اور نان ونفقہ شوہر کی ذمہ داری ہے۔

(وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۭ) اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کا راہ پیدا کرتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا۔

محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میں نے خدا کے اس قول کے بارے میں حضرت ابو عبداللہ سے سوال کیا کہ فرزند رسولؐ (مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۭ) سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا یعنی اس دنیا میں ایسے ایسے مقام سے رزق خدا عطاء کرے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا ہو گا۔

(وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ) اور جس کے رزق میں تنگی ہے وہ اس میں سے خرچ کرے جو خدا نے اسے عطاء کیا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور اس نے الحسین بن سعید سے اور اس نے نضر بن سوید سے اور اس نے عاصم بن حمید سے اور اس نے ابوبصیر سے اور اس نے حضرت ابا عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے اس کے ذیل میں فرمایا ہے کہ جب مرد اپنی عورت پر اپنی ظاہری استطاعت کے مطابق خرچ کرے اور اس کو لباس بھی دو ورنہ اگر اتنا بھی نہیں کر سکتا تو پھر دونوں میں جدائی ہو جائے۔

آیت نمبر ۸ تا ۱۲

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

ترجمہ

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے حکم خدا اور رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے ان کا شدید محاسبہ کر لیا اور

انہیں بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا (۸) پھر انہوں نے اپنے کام کے وبال کا مزہ چکھ لیا اور آخری انجام خسارہ ہی قرار پایا (۹) اللہ نے ان کے لئے شدید قسم کا عذاب مہیا کر رکھا ہے لہٰذا ایمان والو اور عقل والو اللہ سے ڈرو کہ اس نے تمہاری طرف اپنے ذکر کو نازل کیا ہے (۱۰) وہ رسول جو اللہ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے کہ ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور جو خدا پر ایمان رکھے گا اور نیک عمل کرے گا خدا اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اللہ نے انہیں یہ بہترین رزق عطا کیا ہے (۱۱) اللہ ہی وہ ہے جس نے ساتوں آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور زمینوں میں بھی ویسی ہی زمینیں بنائی ہیں اس کے احکام ان کے درمیان نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں یہ معلوم رہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور اس کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے (۱۲)

تفسیر

کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں۔ مراد اہل بستیاں ایسے ہیں۔

(عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا) جنہوں نے اپنے رب اور رسول کے حکم کے سامنے سرتابی کی ہے۔

(قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا) یقیناً اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔

فرماتے ہیں کہ ذکر رسول خدا کا نام ہے۔ یعنی محمدؐ کو رسول بنا کر مبعوث کیا اسی لئے آئمہ فرماتے ہیں ہم اہل الذکر ہیں یعنی آل محمدؐ ہیں۔

(اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ) وہ ہی اللہ ہے جس نے سات آسمان خلق کئے اور انہی کی طرح زمین بھی ہے اور اس کا حکم ان کے درمیان نازل ہوتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے کہ ہر آسمان کے نیچے ایک زمین ہے۔

(لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

سورۃ التحریم یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات بارہ ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 66 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 107 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں منقول ہے کہ جو شخص سورہ طلاق اور سورہ تحریم کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کے خوف و ہراس سے محفوظ رکھے گا اور اسے اپنی پناہ میں رکھے گا اور اسے جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ اور اسے ان سورتوں کی تلاوت کرنے اور ان پر مداومت کی بناء پر جنت میں داخل کرے گا کیونکہ یہ دونوں سورتیں نبی اکرمؐ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ نیز رسول خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص سورہ تحریم کی تلاوت کرے گا خدا سے خالص توبہ کی توفیق دے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦ ۚ

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

پیغمبر آپ اس شے کو کیوں ترک کر رہے ہیں جس کو خدا نے آپ کے لئے حلال کیا ہے کیا آپ ازواج کی مرضی کے خواہشمند ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۱) خدا نے فرض قرار دیا ہے کہ اپنی قسم کو کفارہ دے کر ختم کر دیجئے اور اللہ آپ کا مولا ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۲) اور جب نبی نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات بتائی اور اس نے دوسری کو باخبر کر دیا اور خدا نے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے بعض باتوں کو اسے بتایا اور بعض سے اعراض کیا پھر جب اسے باخبر کیا تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے تو آپ نے کہا کہ خدائے علیم و خبیر نے (۳) اب تم دونوں توبہ کرو کہ تمہارے دلوں میں کجی پیدا ہو گئی ہے ورنہ اگر اس کے خلاف اتفاق کرو گی تو یاد رکھو کہ اللہ اس کا سرپرست ہے اور جبریل اور نیک مومنین اور ملائکہ

سب اس کے مددگار ہیں (۴) وہ اگر تمہیں طلاق بھی دے دے گا تو خدا تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا کردے گا مسلمہ، مومنہ، فرمانبردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزہ رکھنے والی، کنواری اور غیر کنواری سب (۵) ایمان والو اپنے نفس اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر وہ ملائکہ معین ہوں گے جو سخت مزاج اور تند و تیز ہیں اور خدا کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اور جو حکم دیا جاتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں (۶) اور اے کفر اختیار کرنے والو آج کوئی عذر پیش نہ کرو کہ آج تمہیں تمہارے اعمال کی سزا دی جائے گی (۷)

تفسیر

اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جس کو خدا نے آپ کے لئے حلال کیا ہے کیا آپ ازواج کی رضایت کے خواہشمند ہیں؟ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے فرض قرار دیا کہ اپنی قسم کفارہ دے کر ختم کردیں اور اللہ آپ کا مولا ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے نقل کیا ہے وہ اور بیان کرتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے الحسین بن سعید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن سیار سے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے اس قول (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ) کے ذیل میں فرمایا ہے کہ:

جب بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ کو اطلاع ملی کہ رسول خدا اس وقت ماریہ کے پاس ہیں تو ان دونوں نے آپ پر اعتراض کیا تو نبی اکرمؐ نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ اس قسم کے بعد خدا نے کہا کہ آپ اپنی قسم کا کفارہ دے کر اس کو ختم کریں۔

شان نزول:۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یوں ہے: رسول خدا اپنی ایک بیوی کے گھر میں تھے ماریہ القبطیہ آپؐ کے ساتھ تھی۔ جو آپ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک دن باری بی بی حفصہ کی تھی۔ اور وہ آپ سے اجازت لے کر کسی ضروری کام کی وجہ سے گھر سے چلی گئی رسول خدا اس کے گھر میں تھے اور ماریہ بھی آپ کے ساتھ تھی تو رسول خداؐ نے کمرہ خالی دیکھ کر ماریہ سے مباشرت کی۔ ابھی دروازہ بند ہی تھا کہ بی بی حفصہ کو اس کے بارے میں پتہ چل گیا غصہ

میں آگئی۔ اور رسول خداؐ کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہؐ یہ دن میرا تھا میرے دن میرے گھر اور میرے ہی بستر پر ماریہ سے ہم بستر ہونا مجھے برداشت نہیں ہے رسول خداؐ کو حیاء آیا تو آپ نے فرمایا یہ تیرے لئے کافی ہے کہ میں آج سے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیتا ہوں اور میں قسم اٹھاتا ہوں کہ آج کے بعد میں کبھی بھی ماریہ کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اور میں آپ کو ایک راز کی خبر دیتا ہوں خبردار اس راز کو فاش نہ کرنا کسی کو یہ خبر نہ دینا۔ اگر تو نے یہ راز فاش کردیا تو خدا اور رسول اور تمام ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت تیرے پر ہوگی۔ بی بی نے عہد کرلیا کہ وہ اس راز کو فاش نہیں کرے گی۔ وہ راز کیا ہے؟

رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ عمر ہوگا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی ہے۔ بی بی حفصہ نے اسی دن یہ خبر بی بی عائشہ کو دے دی اور بی بی عائشہ نے یہ بات اپنے بابا ابوبکر کو بتادی اور انہوں نے اس کا تذکرہ جناب عمر سے کردیا کہ مجھے عائشہ نے خبر دی ہے کہ اس نے حفصہ سے نقل کیا ہے لہٰذا مجھے عائشہ کی بات پر یقین نہیں آرہا لہٰذا آجائیں حفصہ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں جب عمر اپنی بیٹی کے پاس آئے اور اس نے کہا کہ تو نے عائشہ کو کون سے بات بتائی ہے۔ بی بی حفصہ سردست مکر گئی کہا میں نے کوئی بات نہیں کی۔ جناب عمر نے کہا دیکھو اگر واقعاً ایسے ہی جیسا کہ بیان ہوا ہے تو پھر ہم اس کے بارے میں اقدامات کریں تو بی بی حفصہ نے کہا کہ ہاں ایسے ہی ہے۔ رسولؐ خدا نے مجھے ایسے فرمایا ہے۔

حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور اس نے رسول خدا کو اس کے بارے میں خبر دی اور یہ سورہ لے کر آئے۔ حکم دیا:

(يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ①) اے نبی آپ اس چیز کو اپنے لئے حرام کیوں کرتے ہیں جس کو خدا نے آپ کے لئے حلال قرار دیا ہے۔

(تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ) یعنی خدا نے حکم دیا کہ اپنی قسم کو کفارہ دے کر ختم کرو۔

یعنی خدا نے آپ کے لئے مباح قرار دیا کہ آپ اپنی قسم کا کفارہ دے کر اس کو ختم کریں اور ماریہ کو اپنے لیے مباح و جائز قرار دیں۔

(وَاللهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ②) اللہ آپ کا مولا ہے جو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

(وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۖ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ) اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی کو راز کی بات بتائی اور اس نے اس کے بارے میں خبر کردی۔ یعنی ان سے اس راز کی بات کو دوسری بیوی کے لئے بیان کردیا یعنی راز فاش کردیا۔

(وَأَظْهَرَهُ اللهُ) اور خدا نے بھی اپنے نبی کو ان کے سارے منصوبے کے بارے میں خبر کردی۔

(عَرَّفَ بَعْضَهُ) یعنی اس نے دوسری کو خبر کردی خدا نے فرمایا جو خبر میں نے آپ کو دی تھی وہ تو نے آگے کیوں

بتائی؟

(وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ) اور بعض سے اعراض کیا۔ اور جب رسول خدا نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ میں نے بتادیا ہے تو اس وقت رسول خدا نے فرمایا:

(قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝) مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے۔

(اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ)

اب تم دونوں توبہ کرو تمہارے دلوں میں کجی پیدا ہوگئی ہے ورنہ اگر تم نبی کے خلاف اتفاق کرلوگی تو یاد رکھو کہ نبی کا مولا و مددگار اللہ اور جبرائیل اور صالح المومنین ہے۔

(صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ): سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝) اور اس کے بعد ملائکہ بھی اس کے پشت پناہ ہے۔ یعنی امیر المومنین کے بعد ملائکہ بھی اس کے مددگار ہیں۔ اس کے بعد خدا ان سے مخاطب ہو رہا ہے۔

(عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝)

اگر تمہیں طلاق دے بھی دے گا تو خدا تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطاء کرے گا جو مسلمان ہونگی فرمانبردار توبہ کرنے والی عبادت گزار، روزہ دار، کنواری وغیر کنواری ہونگی۔

رسول خدا کی بیویوں میں سے بی بی عائشہ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہیں تھی۔ حضرت ابوبصیر نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ کے بارے میں سوال کیا یہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ امیر المومنین علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

آیت نمبر ۸ تا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

ترجمہ

ایمان والو خلوص دل کے ساتھ توبہ کرو عنقریب تمہارا پروردگار تمہاری برائیوں کو مٹادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس دن خدا اپنے نبی اور صاحبان ایمان کو رسوا نہیں ہونے دے گا ان کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور وہ کہیں گے کہ خدایا ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے کہ تو یقیناً ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۸) پیغمبر آپ کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں اور ان کا ٹھکانا

جہنم ہے اور وہی بدترین انجام ہے (۹) خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کے لئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن ان سے خیانت کی تو اس زوجیت نے خدا کی بارگاہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی تمام جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ (۱۰) اور خدا نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ کی مثال بیان کی ہے کہ اس نے دعا کی کہ پروردگار میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دلا دے اور اس پوری ظالم قوم سے نجات عطا کر دے (۱۱) اور مریم بنت عمران کی مثال جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ ہمارے فرمانبردار بندوں میں سے تھی (۱۲)

تفسیر

اے نبی کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

حضرت ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے کفار کے خلاف جہاد کیا اور علی علیہ السلام نے منافقین کے خلاف جہاد کیا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ احمد بن ادریس نے نقل کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور اس نے الحسین بن سعید سے اور اس نے النضر بن سوید سے اور اس نے زرعۃ بن محمد سے اور اس نے ابوبصیر سے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے خدا کے اس قول:

(قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

کے بارے میں سوال کیا اے فرزند رسول میں اپنے آپ کو تو آگ سے بچا لوں گا لیکن اپنے خاندان کو کیسے بچاؤں؟ آپ نے فرمایا: تو ان کو نیکی کا حکم دے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اس کا حکم دو اور جس سے خدا نے روکا ہے اس سے ان کو روکو۔ اگر وہ تیری اطاعت کریں تو تو نے ان کو بچا لیا اور اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو جو تیرے ذمہ تھا تو وہ پورا کر دیا۔

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ) اے ایمان والو! خدا کی بارگاہ میں توبہ نصوحا کرو۔

حضرت امام ابوالحسن فرماتے ہیں کہ انسان توبہ کرے اور دوبارہ اس کو انجام نہ دے یہ توبہ نصوحا ہے اللہ اپنے بندوں

اس سب سے زیادہ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی اور خدا سے توبہ کرنے والا ہو۔

(ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا) خدا مثال بیان کرتا ہے۔

یعنی خدا بیان کرتا ہے ان دونوں بیبیوں کی مثال نوح و لوط کی بیویوں کی مانند ہے۔

(ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا)

خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کے لئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے صالح بندوں میں سے دو بندوں کے تحت تھیں۔ لیکن ان دونوں نے ان دونوں بندوں سے خیانت کی۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں فخانتا سے مراد یہ نہیں ہے کہ انہوں نے زنا کیا یا وہ کوئی فحشہ تھیں۔ تاکہ ان پر حد قائم ہوئی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱

پھر خدا نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ کی مثال بیان کی ہے۔ جس نے دعا کی کہ اے میرے خدا یا میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دے اور اس پوری ظالم قوم سے نجات دے۔

(مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا) اور مریم کی مثال کہ جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی۔

یعنی کسی نے ان کی طرف نظر نہ کی۔ (فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا) اور ہم نے اپنی ایک مخلوق روح اس میں پھونک دی۔

(وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲) اور وہ ہمیں پکارنے والوں میں سے تھی۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸

اس دن خدا اپنے نبی اور ایمان والوں کو رسوا نہیں کرے گا اور ان کا نور ان کے ساتھ ہوگا جو ان کے

آگے آگے اور دائیں جانب ہوگا۔

ابوالجارود: نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا: قیامت کے دن جس شخص کے لئے نور ہوگا وہ کامیاب ہوگا اور ہر مومن کے لئے نور ہے۔ صالح بن سھل نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے اس قول کے بارے میں فرمایا:

(نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ) آپ نے فرمایا: مومنین کے آئمہ ان کے نور ہیں جو ان کے آگے آگے اور دائیں جانب چلیں گے یہاں تک کہ مومنین اپنی اپنی منزل و مقام تک پہنچ جائیں گے۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

سورہ مبارکہ الملک یہ مکہ سورہ ہے اور اس کی آیات 30 ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 67 ہے اور اس کا ترتیب نزولی میں نمبر 77 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کسی نے نماز واجب میں اور سونے سے قبل سورہ ملک کو پڑھا وہ صبح تک اللہ کی امان میں رہے گا قیامت کے دن بھی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

نیز حضرت رسول خدا نے فرمایا جس شخص نے سورہ ملک کی تلاوت کی گویا وہ شب قدر میں بیدار رہ کر عبادت کرتا رہا ہے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ
الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ
ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿۴﴾
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ
جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ
تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ
خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَقَالُوْا
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا
بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ
الْخَبِيْرُ ۝۱۴

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھوں میں سارا ملک ہے اور وہ ہر شے پر قادر و مختار ہے (۱) اس نے موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں حسنِ عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے اور وہ صاحب عزت بھی ہے اور بخشنے والا بھی ہے (۲) اسی نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے ہیں اور تم رحمان کی خلقت میں کسی طرح کا فرق نہ دیکھو گے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھو کہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے (۳) اس کے بعد بار بار نگاہ ڈالو دیکھو نگاہ تھک کر پلٹ آئے گی

لیکن کوئی عیب نظر نہ آئے گا (۴) ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزین کیا ہے اور انہیں شیاطین کو سنگسار کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان کے لئے جہنم کا عذاب الگ مہیا کر رکھا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہی بدترین انجام ہے (۶) جب بھی وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس کی چیخ سنیں گے اور وہ جوش مار رہا ہوگا (۷) بلکہ قریب ہوگا کہ جوش کی شدت سے پھٹ پڑے جب بھی اس میں کسی گروہ کو ڈالا جائے گا تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا (۸) تو وہ کہیں گے کہ آیا تو تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا اور یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم لوگ خود بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہو (۹) اور پھر کہیں گے کہ اگر ہم بات سن لیتے اور سمجھتے ہوتے تو آج جہنم والوں میں نہ ہوتے (۱۰) تو انہوں نے خود اپنے گناہ کا اقرار کر لیا تو اب جہنم والوں کے لئے تو رحمت خدا سے دوری ہی دوری ہے (۱۱) بیشک جو لوگ بغیر دیکھے اپنے پروردگار کا خوف رکھتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے (۱۲) اور تم لوگ اپنی باتوں کو آہستہ کہو یا بلند آواز سے خدا تو سینوں کی رازوں کو بھی جانتا ہے (۱۳) اور کیا پیدا کرنے والا نہیں جانتا ہے جب کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے (۱۴)

تفسیر

بابرکت ہے وہ ذات ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے موت اور حیات کو خلق کیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس اللہ نے موت و حیات کو انسان کے لئے مقدر کیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے حیات کو پہلے مقدر کیا اور پھر موت کو۔

(لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا) تاکہ وہ آزمائش کرے کہ تم میں کون بہترین عمل کرتا ہے۔

یعنی وہ تمہیں اپنا امر و نہی کرتا ہے تاکہ تمہارا امتحان کرے کہ کون بہترین عمل کرتا ہے اور کون ہماری اطاعت کرتا ہے۔

(وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝) اور وہی عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

(الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ) اس نے سات آسمان اوپر نیچے خلق فرمائے ہیں۔
بعض دوسرے بعض کے اوپر نیچے ہیں یعنی طبقات کی صورت میں۔

(مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ) اور تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کا تفاوت و فرق نہیں دیکھو گے۔
فرماتے ہیں کہ اس خالق رحمٰن نے جو آسمانوں کی تخلیق کی ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہے کوئی فساد نہیں ہے۔

(هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝) کیا تمہیں اس میں کوئی عیب نظر آتا ہے؟ فطور یعنی عیب نظر آتا ہے۔

(ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ) یعنی تم بار بار آسمان کی طرف دیکھو۔
یعنی آسمان و زمین کی ملکوت میں غور سے دیکھو۔ (يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝) بار بار دیکھو گے تو نظر تھک کر پلٹ آئے گی لیکن کوئی عیب نظر نہیں آئے گا۔ یعنی نظر دیکھنے میں قاصر ہے اور تھک جائے گی۔

(وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ) اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے مزین کیا ہے۔ یعنی ستاروں سے مزین کیا ہے۔

(اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا) جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چیخ سنیں گے۔ یعنی جب وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ان کے واقع ہونے کی آواز پیدا ہوگی۔

(وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝) اور وہ جوش مارے گی۔ (تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ) بلکہ قریب ہوگا کہ وہ جوش کی شدت سے پھٹ جائے۔ یعنی جہنم دشمن خدا کو دیکھے گی تو اس قدر جوش میں آئے گی کہ قریب ہے کہ پھٹ جائے۔

(كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝) اور جب کسی گروہ کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے دربان سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟
یعنی جہنم پر مسلط ملائکہ جو آگ کے لئے ان کو عذاب دیں گے وہ ان سے سوال کریں گے کہ تم جو جہنم میں آئے ہو کیا تمہارے پاس کوئی اللہ کی طرف سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا تاکہ تم بچ سکتے؟

(لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝) تو اس وقت وہ جواب دیں گے اے کاش اگر ہم ان ڈرانے والوں کی بات سن لیتے یا اس کو سمجھ جاتے تو آج ہم جہنم میں نہ ہوتے۔

فرماتے ہیں کہ وہ سنتے تھے کہ نبی اکرم کیا کہہ رہے ہیں اور اس کو سمجھتے تھے لیکن ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور ان کی بات کو قبول نہیں کرتے تھے۔ اور اس پر دلیل کہ وہ سنتے اور سمجھتے اور قبول نہیں کرتے تھے خدا کا یہ فرمان ہے:

(فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝) پس انہوں نے خوف سے اپنے گناہوں کا اعتراف کر

لیا سو جہنم والوں کے لئے رحمت خدا سے دوری ہی دوری ہے۔

آیت نمبر ۱۵ تا ۳۰

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰۗفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰي وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـَٔتْ وُجُوْهُ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ
مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ

اسی نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنا دیا ہے کہ اس کے اطراف میں چلو اور رزقِ خدا تلاش کرو پھر اسی کی طرف قبروں سے اٹھ کر جانا ہے (۱۵) کیا تم آسمان میں حکومت کرنے والے کی طرف سے مطمئن ہو گئے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ تمہیں گردش ہی دیتی رہے (۱۶) یا تم اس کی طرف سے اس بات سے محفوظ ہو گئے کہ وہ تمہارے اوپر پتھروں کی بارش کر دے پھر تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے (۱۷) اور ان سے پہلے والوں نے بھی تکذیب کی ہے تو دیکھو کہ ان کا انجام کتنا بھیانک ہوا ہے (۱۸) کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر ان پرندوں کو نہیں دیکھا ہے جو پر پھیلا دیتے ہیں اور سمیٹ لیتے ہیں کہ انہیں اس فضا میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا کہ وہی ہر شے کی نگرانی کرنے والا ہے (۱۹) کیا یہ جو تمہاری فوج بنا ہوا ہے خدا کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ بیشک کفار صرف دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں (۲۰) یا یہ تم کو روزی دے سکتا ہے اگر خدا اپنی روزی کو روک لے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نافرمانی اور نفرت میں غرق ہو گئے ہیں (۲۱) کیا وہ شخص جو منہ کے بل چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا جو سیدھے صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے (۲۲) آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی نے

تمہارے لئے کان آنکھ اور دل قرار دیئے ہیں مگر تم بہت کم شکریہ ادا کرنے والے ہو (۲۳) کہہ دیجئے کہ وہی وہ ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلا دیا ہے اور اسی کی طرف تمہیں جمع کر کے لے جایا جائے گا (۲۴) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہو گا (۲۵) آپ کہہ دیجئے کہ علم اللہ کے پاس ہے اور میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۲۶) پھر جب اس قیامت کے عذاب کو قریب دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ عذاب ہے جس کے تم خواستگار تھے (۲۷) آپ کہہ دیجئے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ خدا مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو ان کافروں کا دردناک عذاب سے بچانے والا کون ہے (۲۸) کہہ دیجئے کہ وہی خدائے رحمان ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے (۲۹) کہہ دیجئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہارے لئے چشمہ کا پانی بہا کر کون لائے گا (۳۰)

تفسیر

وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا (ذَلُوْلًا) یعنی نرم فرش بنایا۔ (فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا) پس تم اس کے اطراف میں چلو۔

(مناکب) یعنی اطراف۔ (فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) پھر جب وہ قیامت کے عذاب کو قریب سے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہو گا امیر المومنین کے دشمن جب دیکھیں گے کہ امیر المومنین کو خدا کیا کیا عظمت عطاء کر رہا ہے اس کا مقام و منزلت کتنی عظیم ہے اور اس کے ہاتھوں میں لوائے حمد بھی ہے اور حوض کوثر پر کھڑے ہو کر مومنین کو سیراب بھی کر رہے ہیں اور جو ان کے دشمن میں ان کو اس سے دور کر رہے ہیں تو ان دشمنان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور برے برے منہ بنا کر ایک دوسرے سے کہیں گے۔

(هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾) یہی وہ ہے جس کو تم چھوڑ گئے تھے۔ یعنی یہی وہ علی ہے جس کے مقام و منزلت

اس کے نام کا تم انکار کرتے تھے۔

(قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝) آپ ان سے فرمادیں کہ اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہارے لیے پانی کا چشمہ کون جاری کرے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ اگر تمہارے وقت کا امام تمہاری آنکھوں سے غائب ہو جائے تو اس کی مثل تمہارے لیے امام کو لائے گا۔

فضالہ بن ایوب نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس قول کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس مراد (مَآؤُكُمْ یعنی اَبْوَابُكُمْ) تمہارا پانی سے مراد تمہارے ابواب ہیں۔ اور ابواب سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں آپ نے فرمایا کہ آئمہ اہل بیت ہی وہ خدا کے دروازے ہیں جنہیں اللہ اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان قرار دیا ہے۔ (فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝) سے مراد ہے کہ تمہارا امام جانتا ہے کیسے ہوگا۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ

سورۃ القلم یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 52 ہے اور اس کے رکوع دو ہیں اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 68 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 2 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے آپؑ نے فرمایا: جو شخص سورہ ن اور القلم کو اپنی واجب اور مستحب نمازوں میں پڑھے گا اللہ ہمیشہ کے لئے اسے فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے گا۔ اور جب وہ اس دنیا سے جائے گا تو اللہ اسے فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔

نیز فرمایا جو شخص سورہ ن اور قلم کی تلاوت کرے گا اللہ اس کو ان لوگوں کا ثواب عطاء کرے گا جو اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝١ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢ وَاِنَّ
لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝٣ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝٤ فَسَتُبْصِرُ
وَيُبْصِرُوْنَ ۝٥ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝٦ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝٨ وَدُّوْا لَوْ
تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠ هَمَّازٍ
مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ

زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا
بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ن، قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں (۱) آپ اپنے پروردگار کی نعمت کے طفیل مجنون نہیں ہیں (۲) اور آپ کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۳) اور آپ بلند ترین اخلاق کے درجہ پر ہیں (۴) عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے (۵) کہ دیوانہ کون ہے (۶) آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بہک گیا ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے (۷) لہٰذا آپ جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کریں (۸) یہ چاہتے ہیں کہ آپ ذرا نرم ہو جائیں تو یہ بھی نرم ہو جائیں (۹) اور خبردار آپ کسی بھی مسلسل قسم کھانے والے ذلیل (۱۰) عیب جو اور اعلیٰ درجہ کے چغل خور (۱۱) مال میں بیحد بخل کرنے والے، تجاوز گر گناہگار (۱۲) بدمزاج اور اس کے بعد بدنسل کی اطاعت نہ کریں (۱۳) صرف اس بات پر کہ یہ صاحب مال و اولاد ہے (۱۴) جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہہ دیتا ہے کہ یہ سب اگلے لوگوں کی داستانیں ہیں (۱۵) ہم عنقریب اس کی ناک پر نشان لگا دیں گے (۱۶) ہم نے ان کو اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح کو پھل توڑ لیں گے (۱۷)

تفسیر

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾

ن۔ اور قلم اور جو کچھ وہ لکھ رہا ہے اس کی قسم آپ اپنے پروردگار کی نعمت کے طفیل آپ مجنون نہیں

الف۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے عبدالرحمٰن القصیر سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے ن اور القلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے قلم کو جنت کے ایک درخت کہ جس کا نام خلد ہے اس سے خلق کیا اس کے بعد جنت میں ایک نہر ہے اس کو حکم دیا کہ وہ سیاہی بن جائے اس کے بعد وہ نہر جم گئی وہ برف سے بھی زیادہ سفید اور شفاف تھی اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں تھا پھر خدا نے قلم کو حکم دیا کہ لکھو۔ تو اس نے عرض کی اے خدایا! میں کیا لکھوں تو خدا نے فرمایا: قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو لکھو تو قلم نے چاندی سے زیادہ سفید ایک کاغذ پر لکھا جو یاقوت سے زیادہ صاف تھا اور اس کو طے کیا اور اس کو عرش کے ایک ستون میں قرار دیا اور پھر خدا نے قلم کے منہ پر مہر لگا دی تا کہ وہ اس کے بعد نہ بولے اور وہ کبھی بھی نہیں بولے گا۔ پس وہ کتاب ہے جو مکنون و پوشیدہ ہے یہ وہ کتاب ہے کہ تمام اسی کے نسخ ہیں پس تم کیسے عرب ہو تو کلام کے معنی کو نہیں سمجھتے اور تم میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ اس کتاب کو منسوخ کر دو کیا وہ نہیں جانتا کہ جب کوئی تحریر منسوخ ہوتی ہے وہ اصل سے لی جاتی ہے اور یہ ہی خدا کا قول ہے جس میں ہے

(اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾) ہم ہر اس کو منسوخ کر دیں گے جو تم کرتے رہے ہو۔

(وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾) اور قسم ہے اس کی جو قلم لکھتا ہے۔ یہ قسم ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔

(مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾) آپ اپنے رب کی نعمت کے ساتھ ہیں مجنون نہیں ہیں۔

(وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾) اور آپ کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے فرماتے یعنی اے میرے نبی یہ جو ہم آپ کو ثواب عظیم عطا کرتے ہیں ہم آپ پر احسان نہیں کرتے بلکہ یہ آپ کا اجر ہے۔

(فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾) عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے دیوانہ کون ہے۔ یعنی تم میں سے کون جو فتنہ میں ہے فرماتے ہیں یہ آیت بنوامیہ اور جبتر اور زخر اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک طرف بنوامیہ اور جبتر و ہے اور دوسری طرف علی علیہ السلام ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک شخص امیر المومنین علی علیہ السلام سے ملا اور کہا: یا علیؑ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس آیت کا مصداق آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو قرار دے کر ہماری مذمت کرتے ہیں (فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾) تو امیر المومنین نے فرمایا: اے فلاں کیا میں نے تجھے نہیں خبر دی کہ یہ آیت بنوامیہ کے بارے

میں نازل ہوئی ہے اور قرآن میں ان کو شجرہ ملعونہ قرار دیا گیا ہے؟

وہ بندہ بول کر کہتا ہے کہ اے علی آپ غلط کیوں کہہ رہے ہیں (نعوذ باللہ) بلکہ بنو امیہ آپ سے زیادہ اچھے اخلاق اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

(فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸) لہٰذا آپ جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کریں۔ یعنی اے نبی جو علی کو نہیں جانتا اور اس کو جھٹلاتا ہے آپ اس کی اطاعت نہ کریں یعنی ان کی بات نہ مانیں۔

(وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹) یہ چاہتے ہیں کہ آپ خود نرم ہو جائیں تو یہ بھی نرم ہو جائیں۔ یعنی آپ علیؑ کے معاملے میں کچھ نرمی اختیار کریں اور اس کے بارے میں اتنے زیادہ احکام صادر نہ کریں تو ہم بھی آپ کی مخالفت کرنے میں نرمی اختیار کریں گے۔ یہ ان کی خواہش ہے۔

(وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰) اور خبردار آپ کسی بھی مسلسل قسمیں اٹھانے والے ذلیل کی اطاعت نہ کریں۔

فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نبی اکرمؐ کے سامنے آکر قسم اٹھائی تھی کہ وہ آئندہ سے آپ کی علی کے بارے میں مخالفت نہیں کریں گے اور آپ سے کیے ہوئے وعدہ کی مخالفت نہیں کریں گے اور بعد میں اس نے پھر توڑ دیا اور مخالفت بھی کی۔

(هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱) عیب تلاش کرنے والے اور اعلیٰ درجہ کے چغل خور کی اطاعت نہ کریں۔ یعنی وہ رسولؐ کے پاس بھی چغلخوری کرتا اور اصحاب کے پاس جا کر رسولؐ کی چغل خوری کرتا تھا۔

(مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲) خیر سے روکنے والا اور تجاوز گر گناہ گار۔

فرماتے ہیں کہ خیر سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ مُعْتَدٍ یعنی جو آپ پر تجاوز گر ہے۔ وہ بدبخت ہے جو لوگوں کو علی سے روکے اور علی علیہ السلام پر ظلم کرے۔

(عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳) بدمزاج اور بدنسل کی اطاعت نہ کریں۔

یہ سارے حکم ظاہری طور پر رسول کو ہیں لیکن مراد امت ہے کہ امت رسول والے ایسے شخص کی اطاعت نہ کرے۔ کیونکہ بدمزاجی بہت بڑا کفر ہے اور بدنسل زَنِيْمٍ کا معنی ہے جس کی اصل نہ ہو۔ جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

"زنیم قداعاء الرجال تداعیا

کماز ید فه عرض الا دهم الا کارع"

زنیم جو مردوں کو بلاتا ہے جیسے یہ زمین کے اوپر پانی ہے جس میں جانور داخل ہوتے ہیں

(اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا) اس سے مراد وہی شخص ہے جس کے بارے میں بیان ہو رہا ہے کہ جس کے اصاف بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی ایک علامت یہ ہے جب اس پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے:

(قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵) وہ کہتا ہے یہ سب پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔

یعنی پہلے لوگوں کی جھوٹی سچی کہانیاں ہیں جو قرآن میں جمع کر دی گئی ہیں

(سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶) ہم عنقریب ان کی ناک پر نشان لگا دیں گے۔

فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ زمانہ رجعت میں ہوگا۔ جب زمانہ رجعت میں امیر المومنین علیہ السلام واپس آئیں گے تو ان کے ساتھ ان کے دشمن بھی واپس آئیں گے تو پھر وہ اپنے دشمنوں کے ناکوں پر نشان لگائیں گے۔ جیسا کہ جانوروں کے سونڈ، ناک اور ہونٹوں پر نشان لگائے جاتے تھے۔ ایسے ہی دشمنان علیؑ کے ناکوں پر نشان ہونگے جس ان کی فوری شناخت ہو جایا کرے گی۔

(اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا) ہم نے ان کو اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا جب انہوں نے قسم اٹھائی تھی۔ یعنی انہوں نے قسم اٹھائی تھی۔

(لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝۱۷) کہ وہ صبح ہی صبح پھل توڑ لیں گے۔

آیت نمبر ۱۸ تا ۳۴

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝۱۸ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝۱۹
فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝۲۰ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝۲۱ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى
حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝۲۲ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝۲۳ اَنْ
لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝۲۴ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝۲۵
فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝۲۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝۲۷ قَالَ
اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝۲۸ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ۝۲۹ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝۳۰ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ

اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾

ترجمہ

اور انشاء اللہ نہیں کہیں گے (۱۸) تو خدا کی طرف سے راتوں رات ایک بلا نے چکر لگایا جب یہ سب سو رہے تھے (۱۹) اور سارا باغ جل کر کالی رات جیسا ہو گیا (۲۰) پھر صبح کو ایک نے دوسرے کو آواز دی (۲۱) کہ پھل توڑنا ہے تو اپنے اپنے کھیت کی طرف چلو (۲۲) پھر سب گئے اس عالم میں کہ آپس میں رازدارانہ باتیں کر رہے تھے (۲۳) کہ خبردار آج باغ میں کوئی مسکین داخل نہ ہونے پائے (۲۴) اور روک تھام کا بندوبست کر کے صبح سویرے پہنچ گئے (۲۵) اب جو باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم تو بہک گئے (۲۶) بلکہ بالکل سے محروم ہو گئے (۲۷) تو ان کے منصف مزاج نے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ تم لوگ تسبیح پروردگار کیوں نہیں کرتے (۲۸) کہنے لگے کہ ہمارا رب پاک و بے نیاز ہے اور ہم واقعاً ظالم تھے (۲۹) پھر ایک نے دوسرے کو ملامت کرنا شروع کر دی (۳۰) کہنے لگے کہ افسوس ہم بالکل سرکش تھے (۳۱) شائد ہمارا پروردگار ہمیں اس سے بہتر دے دے کہ ہم اس کی طرف رغبت کرنے والے ہیں (۳۲) اسی طرح عذاب نازل ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے بڑا ہے اگر انہیں علم ہو (۳۳) بیشک صاحبانِ تقویٰ کے لئے پروردگار کے یہاں نعمتوں کی جنّت ہے (۳۴)

تفسیر

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور انشاء اللہ نہیں کہیں گے تو خدا کی طرف سے راتوں رات ایک بلا نے چکر لگایا اور یہ سارے سو رہے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس کا سبب وہ تھا جو میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اسحاق بن ہیثم سے نقل کیا ہے اور اس نے علی بن الحسین عبدی سے نقل کیا ہے اس نے سلیمان الاعمش سے نقل کیا ہے اور اس نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ ابن عباس سے کہا گیا کہ اس امت کے کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو وہ اس گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے تو ابن عباس نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو یہ کتاب خدا میں سورج سے زیادہ روشن انداز میں بیان ہوتا ہے اور خدا نے اس کو سورہ ن والقلم میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص جو بوڑھا تھا اور اس کا ایک باغ تھا اور وہ اپنے باغ کا پھل اپنے گھر بعد میں لے کر آتا تھا پہلے اس سے حق داروں کو حق ادا کرتا تھا۔ جب وہ بزرگ مر گیا تو اس کی اولاد تھی جو پچاس کے قریب تھے وہ اس باغ کے وارث ہو گئے جس سال وہ بزرگ فوت ہوا اس سال ان کے باغ نے پھل بھی بہت زیادہ اٹھایا۔ کہ اس قدر پہلے کبھی نہیں اٹھایا تھا۔

اس بابا کے بچے خوشی خوشی عصر کے بعد اپنے باغ کی طرف گئے تو انہوں نے باغ کے پھل کا مشاہدہ کیا اور رزق وافر و فاضل دیکھا اس طرح کا پھل انہوں نے اپنے بابا کی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پس جب انہوں نے اس قدر پھل کو دیکھا تو ان کے دلوں میں بغاوت پیدا ہو گئی۔ ان میں سے بعض نے کہا ہمارا بابا ایک بوڑھا آدمی تھا اور اس کی عقل بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی۔ لہٰذا تم سب آؤ اور ایک معاہدہ کریں اور وعدہ کریں کہ اس سال ہم اس باغ کے پھل سے کسی غریب و فقیر کو نہیں دیں گے اور اس طرح ہم خود مال دار ہو جائیں گے اور غنی ہو جائیں گے۔ اس طرح ہمارا مال زیادہ ہو جائے گا اور پھر آنے والے سالوں میں نئے سرے میں دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے تو ان میں سے چار بھائی اس پر راضی ہو گئے اور پانچواں ناراض ہو گیا اس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

(قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾) ان کے درمیان والے نے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے۔

راوی نے ابن عباس سے سوال کیا کہ ان میں سے جو اوسط تھا اس سے کیا مراد ہے کہ وہ سن و سال میں اوسط تھا؟ تو ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ سن و سال میں تو سب سے چھوٹا تھا لیکن عقل و شعور میں سب سے بڑا تھا۔ یہاں اوسط سے مراد بہتر ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اوسط القوم خیر القوم۔ قوم کا اوسط قوم کا بہتر ہوتا ہے اور اس پر دلیل قرآن میں ہے کہ اے امت محمد تم سب امتوں سے اوسط اور سب سے بہتر امت ہو۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے:

(وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا) اور ہم نے تم کو ایسے ہی درمیانی امت قرار دیا ہے۔

تو ان بھائیوں کے درمیان جو اوسط تھا اس نے کہا خدا سے ڈرو اور اپنے والد کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو۔ سالم رہو گے؛ اور غنیمت پاؤ گے۔ تو سب اس سے جھگڑ پڑے اور اس کو بہت زیادہ مارا اور زخمی کر دیا پس جب اس کو یقین ہو گیا کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے تو وہ بھی مجبوراً ان کے مشورہ میں شریک ہو گیا۔ حالانکہ وہ اس پر راضی نہ تھا۔ پس وہ شام کو خوشی خوشی گھروں کو واپس آئے پھر انہوں نے قسم اٹھائی کہ جب صبح ہو گی تو ہم سارا پھل توڑ لیں گے، اور انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ تو اسی جرم کی وجہ سے وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور وہ مصیبت ان کے اور ان کے رزق کے درمیان حائل ہو گئی۔ کہ جس رزق کا انہوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ اور خدا نے ان کے بارے میں اپنی کتاب میں خبر دی ہے۔ اور فرمایا:

(اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ) ہم نے ان کو امتحان میں ڈال دیا ہے جیسے کہ ہم نے باغ والوں کو ڈالا تھا۔

راتوں رات اس کے باغ کو آگ نے لے لیا اور اس کو جلا کر راکھ کر دیا۔

(فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝) پس سارا باغ جل کر کالی رات کی مانند ہو گیا۔

راوی نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ "صریم" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد کالی سیاہ رات ہے، پھر فرمایا اسی رات جس میں کوئی روشنی اور نور نہ ہو۔ پس جب صبح ہوئی (فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝) جب صبح ہوئی تو ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ پھل توڑنا ہے لہٰذا تم سب اپنے باغ کی طرف چلو۔

(فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝) پھر وہ سب باغ کی طرف گئے اور آپس میں رازدارانہ باتیں کر رہے تھے۔

راوی نے ابن عباس سے کہا کہ وہ رازدارانہ باتیں کیوں کر رہے تھے؟ تو ابن عباس نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے تاکہ کوئی سن نہ لے اور یہ کہتے تھے کہ (اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝) خبردار آج باغ میں کوئی مسکین داخل ہونے نہ پائے اور وہ روک تھام کا بندوبست کرتے صبح ہی صبح وہ پہنچ گئے۔

یعنی وہ اپنے آپ میں کہہ رہے تھے آج کوئی مسکین نہیں آنے دیا جائے گا، لیکن وہ نہیں جانتے تھی کہ ان کے ساتھ خدا کی طرف سے آنے والی بلا نے کیا کر دیا ہے۔ (فَلَمَّا رَاَوْهَا) پس جب انہوں نے باغ کو دیکھا اور جو کچھ باغ کے ساتھ ہو چکا تھا اس کا مشاہدہ کیا۔

(قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝) تو کہنے لگے ہم تو بہک گئے تھے بلکہ بالکل محروم ہو گئے۔ خدا نے ان کی طرف سے ہونے والے گناہ کی وجہ سے ان کو ان کے رزق سے محروم کر دیا۔ خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

(قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝)

ان میں سے منصف مزاج نے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہم لوگ اس پر خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے تو کہنے لگے

[illegible] رب پاک و منزہ ہے ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ایک دوسرے کی ملامت کرنا شروع کر دی۔

یعنی وہ پختہ ارادہ کر چکے تھے اس پر ایک دوسرے کی ملامت و مذمت کرنے لگے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝) کہنے لگے کہ افسوس ہم بالکل سرکش تھے۔ شاید ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر عطا کر دے ہم اس کی طرف رجوع و رغبت کرنے والے ہیں۔ تو خدا نے کہا:

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝) ایسے ہی عذاب نازل ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا ہو گا اگر یہ جانتے ہوئے۔

ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (انك لعلى خلق عظيم) آپ خلق عظیم پر نہیں

فرمایا: مراد ہے کہ آپ ایک دین عظیم پر ہیں۔ (اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ) ہم نے ان کو ایسے ہی بلا کیا جیسے ہم نے باغ والوں کو مبتلا کیا تھا۔

اہل مکہ کو خدا نے بھوک و افلاس میں مبتلا کر دیا تھا جیسے اس نے باغ والوں کو مبتلا کیا تھا۔ فرمایا یہ جنت دنیا کا ایک باغ ہے جو یمن میں تھا اور اس کو رضوان کہا جاتا تھا اور صنعاء سے (9) میل کے فاصلہ پر تھا۔

(فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝) تو خدا کی طرف سے راتوں رات ایک بلا نے چکر لگایا اور یہ سب سو رہے تھے۔

آپ نے فرمایا اس طائف سے مراد عذاب خدا تھا، جس نے باغ کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ (انا لضالون) فرمایا مراد ہے ہم راہ حق سے خطاء کر گئے تھے۔ (لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝) یعنی مراد ہے کہ تم اپنے اس گناہ پر استغفار کیوں نہیں کرتے؟

آیت نمبر ۳۵ تا ۵۲

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝
اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ

لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾
سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا
بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ
اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ
وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ
يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾
وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ
مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ
لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾
لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾
فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾
وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ

کیا ہم اطاعت گزاروں کو مجرموں جیسا بنا دیں (۳۵) تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسا فیصلہ کر رہے ہو (۳۶) یا تمہاری کوئی کتاب ہے جس میں یہ سب پڑھا کرتے ہو (۳۷) کہ وہاں تمہاری پسند کی

ساری چیزیں حاضر ملیں گی (۳۸) یا تم نے ہم سے روزِ قیامت تک کی قسمیں لے رکھی ہیں کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جس کا تم فیصلہ کرو گے (۳۹) ان سے پوچھئے کہ ان سب باتوں کا ذمہ دار کون ہے (۴۰) یا ان کے لئے شرکاء ہیں تو اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں (۴۱) جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور انہیں سجدوں کی دعوت دی جائے گی اور یہ سجدہ بھی نہ کر سکیں گے (۴۲) ان کی نگاہیں شرم سے جھکی ہوں گی ذلت ان پر چھائی ہوگی اور انہیں اس وقت بھی سجدوں کی دعوت دی جا رہی تھی جب یہ بالکل صحیح و سالم تھے (۴۳) تو اب مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم عنقریب انہیں اس طرح گرفتار کریں گے کہ انہیں اندازہ بھی نہ ہوگا (۴۴) اور ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ہماری تدبیر مضبوط ہے (۴۵) کیا آپ ان سے مزدوری مانگ رہے ہیں جو یہ اس کے تاوان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں (۴۶) یا ان کے پاس کوئی غیب ہے جسے یہ لکھ رہے ہیں (۴۷) اب آپ اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کریں اور صاحب حوت جیسے نہ ہو جائیں جب انہوں نے نہایت غصہ کے عالم میں آواز دی تھی (۴۸) کہ اگر انہیں نعمت پروردگار نے سنبھال نہ لیا ہوتا تو انہیں چٹیل میدان میں برے حالوں میں چھوڑ دیا جاتا (۴۹) پھر ان کے رب نے انہیں منتخب کر کے نیک کرداروں میں قرار دے دیا (۵۰) اور یہ کفار قرآن کو سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ عنقریب آپ کو نظروں سے پھسلا دیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانے ہیں (۵۱) حالانکہ یہ قرآن عالمین کے لئے نصیحت ہے اور بس (۵۲)

تفسیر

ان سے سوال کرو ان سب باتوں کا ذمہ دار کون ہے؟ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں زعیم سے مراد کفیل ہے۔

(يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾) جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور انہیں سجدہ کی طرف دعوت دی جائے گی اور یہ سجدہ بھی نہ کر سکیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس دن سارے مخفی امور کو ظاہر کیا جائے گا اور آل محمد کا حق غصب کرنے والوں کو

ظاہر کیا جائے گا اور ان کو سجدہ کی طرف دعوت دی جائے گی۔ فرماتے ہیں ساق سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن دشمنان آل محمدؐ کے سامنے علیؑ کو ظاہر کیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کرو وہ منافق ایسے ہونگے کہ وہ ان کے سامنے سجدہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان کی گردنیں گائے کے سینگوں کی مانند ہونگی۔ جن میں لچک نہیں ہوتی۔

(فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝) یعنی وہ سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہونگے۔

علامہ فرماتے ہیں یہ ان کی عقوبت ہے کہ وہ دنیا میں خدا کی اطاعت نہیں کرتے تھے تو اس کی عقوبت و سزا ہے کہ اب وہ سجدہ نہیں کر پائیں گے۔

(وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝) اور جب انہیں سجدہ کی دعوت دی جا رہی تھی یہ اس وقت صحیح و سالم تھے۔

علامہ فرماتے مراد یہ ہے کہ جب دنیا میں ان لوگوں کو ہماری ولایت کی طرف دعوت دی جا رہی تھی یہ اس وقت صحیح و سالم تھے استطاعت رکھتے تھے اس کو قبول کرتے لیکن انہوں نے نہیں کیا۔

(سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝) عنقریب ہم انہیں اس طرح گرفتار کریں گے کہ انہیں اس کا اندازہ بھی نہیں ہوگا۔ یعنی ان کے ان گناہوں کی وجہ سے گرفتار ہونگے جس کو یہ گناہ قرار دے رہے تھے۔ اس کے بعد خدا اپنے نبی کو فرماتا ہے؛

(فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ) میں آپ اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کریں مچھلی والے کی مانند نہ ہو جاؤ۔ صاحب حوت سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی۔ اور غضبناک ہو کر چلے گئے۔

ابو الجارود: نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ (إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝) جب اس نے نہایت غصہ کی حالت میں وا زدی۔ آپ نے فرمایا: مَكْظُومٌ سے مراد ہے غم زدہ تھے۔

(لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ) کہ اگر انہیں نعمت رب نے سنبھال نہ لیا ہوتا۔

فرماتے: خدا کی رحمت نے سنبھال نہ لیا ہوتا۔ (لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ) تو انہیں چٹیل میدان میں برے حال میں چھوڑ دیا جاتا۔

عَرَاءِ سے مراد وہ جگہ و مقام کہ جس پر چھت نہ ہو۔

(وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ) اور یہ کفار جب قرآن سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے عنقریب آپ کو وہ نظروں سے پھسلا دیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانے ہیں

یعنی جب رسول خدا لوگوں کو علی علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں خبر دیتے ہیں تو اس وقت یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ایسے لگتا ہے یہ رسول دیوانہ ہو گیا ہے خدا فرماتا ہے:

(وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝) اور یہ نہیں مگر عالمین کے لئے ذکر ہے یعنی علیؑ کے فضائل تو فقط عالمین کے لئے ذکر ہیں۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ

یہ سورۃ الحاقۃ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات باون (52) ہیں۔ اور اس کے رکوع دو (2) ہیں، اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 69 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 78 ہے۔

تلاوت کا اجر و ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

سورہ حاقہ کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرو کیونکہ فرائض میں اور نوافل میں اس کی تلاوت اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان کی نشانی ہے۔ جو شخص اس کی تلاوت کرے گا اس کا ایمان محفوظ رہے گا اور اسی حالت میں اپنے اللہ سے محفوظ ایمان کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ نیز حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

جو شخص سورہ حاقہ کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن اللہ اس کا حساب آسان کر دے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ
بِالْقَارِعَةِ ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۙ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا
بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ
حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ﴿۷﴾
فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۚ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ
بِالْخَاطِئَةِ ۚ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۚ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا

طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۙ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ
اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۙ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ
وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱۵﴾
وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ﴿۱۷﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

یقیناً پیش آنے والی قیامت (۱) اور کیسی پیش آنے والی (۲) اور تم کیا جانو کہ یہ یقیناً پیش آنے والی شے کیا ہے (۳) قوم ثمود و عاد نے اس کھڑکھڑانے والی کا انکار کیا تھا (۴) تو ثمود ایک چنگھاڑ کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے (۵) اور عاد کو انتہائی تیز و تند آندھی سے برباد کر دیا گیا (۶) جسے ان کے اوپر سات رات اور آٹھ دن کے لئے مسلسل مسخر کر دیا گیا تو تم دیکھتے ہو کہ قوم بالکل مردہ پڑی ہوئی ہے جیسے کھوکھلے کھجور کے درخت کے تنے (۷) تو کیا تم ان کا کوئی باقی رہنے والا حصہ دیکھ رہے ہو (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے اور الٹی بستیوں والے سب نے غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے (۹) کہ پروردگار کے نمائندہ کی نافرمانی کی تو پروردگار نے انہیں بڑی سختی سے پکڑ لیا (۱۰) ہم نے تم کو اس وقت کشتی میں اٹھا لیا تھا جب پانی سر سے چڑھ رہا تھا (۱۱) تاکہ اسے تمہارے لئے نصیحت بنائیں اور محفوظ رکھنے والے کان سن لیں (۱۲) پھر جب صور میں پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا (۱۳) اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ٹکرا کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا (۱۴) تو اس دن قیامت واقع ہو جائے گی (۱۵) اور آسمان شق ہو کر بالکل پھس پھسے ہو جائیں گے (۱۶) اور فرشتے اس کے اطراف پر ہوں

گے اور عرشِ الٰہی کو اس دن آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے (۱۷)

تفسیر

الحاقہ اور کیا معلوم کہ حاقہ کیا ہے اور تم کیا جانتے ہو کہ حاقہ کیا ہے، ''حاقہ'' فرماتے ہیں یہ عذاب کے نازل ہونے کے ڈرانے کے لئے ہے۔ کہ یقیناً عذاب نازل ہونے والا ہے۔

(وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ) آل فرعون کو برے عذاب سے ڈرایا گیا۔

(كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝) قوم ثمود اور عاد نے کھڑکھڑانے والی کا انکار کیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ان قوموں پر کھڑکھڑانے والی بجلی کا عذاب آیا تھا۔

(فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝) تو قوم ثمود ایک چنگھاڑ کے ذریعے ہلاک کر دی گئی اور قوم عاد کو ایک تیز و تند آندھی سے ہلاک کیا گیا۔

''صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ'' یعنی تیز و تند آندھی جو بہت ٹھنڈی تھی۔ ان میں سے اکثر اس کی مخالفت کرتے تھے جن کا ان کو حکم دیا جاتا تھا۔

(سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا) اس آندھی کو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط کیا گیا۔

فرماتے ہیں کہ ان سات راتوں میں چاند زحل کی وجہ سے گرہن میں رہا تھا۔ اور سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلنے والی ٹھنڈی آندھی کی وجہ سے ساری قوم مر گئی۔

(وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝) اور فرعون اور ان سے پہلی والی قومیں سب نے غلطیوں کا ارتکاب کیا تھا۔

''اَلْمُؤْتَفِكٰتُ'' یعنی الٹی بستیاں۔ فرماتے ہیں اس سے مراد بصرہ شہر ہے۔

''بِالْخَاطِئَةِ'' اس سے مراد کوئی عورت ہے جس کا شاید بصرہ سے کوئی تعلق ہو۔

(اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝) اور ہم نے تم کو اس کشتی پر اٹھایا جب پانی سر سے چڑھ رہا تھا۔

اس کا باطنی معنی یہ ہے۔ اس مراد امیر المومنین اور ان کے اصحاب مراد ہیں کہ جب اس عورت کا لشکر آیا تو ہم نے ان کو فتح دی۔

(وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ) اور پھر زمین اور پہاڑوں کو اکھاڑ کر ٹکرا کر ریزہ ریزہ کر دیں گے۔ زمین اور

پہاڑوں کو ایک دوسرے پر ماریں گے اور ٹکرائیں گے جس سے وہ چورہ چورہ ہو جائیں گے۔

(فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝) آسمان کو بھی اس دن شق کر دیا جائے گا پس یہ بھی اس دن پھٹ جائے گا۔ یعنی یہ سارا نظام ختم ہو جائے گا۔

(وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝) اور فرشتے اس کے اطراف میں ہوں گے اور اس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں قیامت کے دن عرش پروردگار کو آٹھ افراد نے اٹھایا ہوگا ان میں سے چار اولین میں سے ہوں گے اور چار آخرین میں سے ہوں گے۔ وہ چار جو اولین میں سے وہ نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور جو چار آخرین میں سے ہیں وہ محمدؐ و علیؑ، حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہیں۔

عرش خدا نے اٹھانے کا معنی ہے علم خدا کے حامل یہ افراد ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۸ تا ۳۷

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ
حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا
دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ
مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ
صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ
كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾
لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾

ترجمہ

اس دن تم کو منظر عام پر لایا جائے گا اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی (۱۸) پھر جس کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ سب سے کہے گا کہ ذرا میرا نامہ اعمال تو پڑھو (۱۹) مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ میرا حساب مجھے ملنے والا ہے (۲۰) پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا (۲۱) بلند ترین باغات میں (۲۲) اس کے میوے قریب قریب ہوں گے (۲۳) اب آرام سے کھاؤ پیو کہ تم نے گزشتہ دنوں میں ان نعمتوں کا انتظام کیا ہے (۲۴) لیکن جس کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش یہ نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا (۲۵) اور مجھے اپنا حساب نہ معلوم ہوتا (۲۶) اے کاش اس موت ہی نے میرا فیصلہ کر دیا ہوتا (۲۷) میرا مال بھی میرے کام نہ آیا (۲۸) اور میری حکومت بھی برباد ہوگئی (۲۹) اب اسے پکڑو اور گرفتار کرلو (۳۰) پھر اسے جہنم میں جھونک دو (۳۱) پھر ایک ستر گز کی رسی میں اسے جکڑ لو (۳۲) یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا (۳۳) اور لوگوں کو مسکینوں کو کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا تھا (۳۴) تو آج اس کا یہاں کوئی غمخوار نہیں ہے (۳۵) اور نہ پیپ کے علاوہ کوئی غذا ہے (۳۶) جسے گنہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں کھا سکتا (۳۷)

تفسیر

پس جن کو نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ سب سے کہیں گے کہ ہمارا نامہ اعمال تو پڑھو۔

علامہ فرماتے ہیں ہر امت کا حساب ان کے وقت کے امام کے ساتھ ہوگا اور آئمہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔

(وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ) فرماتے ہیں اس سے مراد آئمہ ہیں۔

(يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ) اور وہ آئمہ سب کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ پس پھر وہ اپنے دوستوں کو ان کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیں گے۔ تو وہ بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ اور جو ان کے دشمن ہونگے ان کو ان کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیں گے تو وہ بغیر حساب کے جہنم میں چلے جائیں گے۔

جب آئمہ کے دوست اپنے نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو اس وقت وہ اپنے بھائیوں سے کہیں گے کہ آؤ ہمارے نامہ اعمال کو پڑھو۔ اور مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ میرا نامہ اعمال مجھے ملنے والا ہے اور اس کے بعد وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔ یعنی پسندیدہ زندگی۔ علامہ فرماتے ہیں اس مقام کو فاعل کی جگہ رکھا گیا ہے۔

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ) اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت علی علیہ السلام کے بہت بڑے دشمن کے بارے میں نازل ہوئی جو علی کے مقابل میں کفر و اسلام دونوں میں لڑا تھا۔ جب اس کو نامہ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس وقت کہے گا۔

(يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ) اے کاش یہ نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا اور مجھے اپنا حساب معلوم نہ ہوتا اے کاش موت ہی نے میرا فیصلہ کر دیا ہوتا۔

(الْقَاضِيَةَ) موت مراد ہے۔ (مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ) اور میرا حال بھی میرے کام نہ آیا۔

یعنی جو مال دنیا میں جمع کرتا رہا وہ بھی آج میرے کام نہیں آیا۔

(هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ) اور میری حجت بھی آج برباد ہوگئی۔

(سُلْطٰنِيَهْ) سے مراد دلیل و حجت ہیں۔ اس وقت ان کے لئے کہا جائے گا۔

(خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ) اسے پکڑو اور گرفتار کرلو پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ یعنی اس کو جہنم میں سکونت دو۔

(ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۙ) پھر ایک ستر گز کی رسی سے اس کو جکڑ لو۔

علامہ فرماتے ہیں اس کا باطنی معنی یہ ہے کہ ''سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا'' سے مراد وہ ستر ظالم و جابر حکمران ہیں جو آل محمدؐ پر ظلم کرتے تھے یعنی اس کو بھی ان جابر و ظالم حکمرانوں کے ساتھ جکڑ دو۔

(اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ) کیونکہ یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور مسکینوں کو کھانا نہیں دیتا تھا۔ یعنی یہ آل محمدؐ کے حقوق کا غاصب تھا۔

(فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ) پس آج کے دن اس کا کوئی حامی نہیں ہے۔ یعنی حَمِيْمٌ سے مراد قرابت دار اس کا حامی نہیں ہے۔

آیت نمبر ۳۸ تا ۵۲

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ
كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ
تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ
لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ
لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ
لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

ترجمہ

میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو (۳۸) اور اس کی بھی جس کو نہیں دیکھ رہے ہو (۳۹) کہ یہ ایک محترم فرشتے کا بیان ہے (۴۰) اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے ہاں تم بہت کم ایمان لاتے ہو (۴۱) اور یہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے جس پر تم بہت کم غور کرتے ہو (۴۲) یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے (۴۳) اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گھڑ لیتا (۴۴) تو ہم اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے (۴۵) اور پھر اس کی گردن اڑا دیتے (۴۶) پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا (۴۷) اور یہ قرآن صاحبانِ تقویٰ کے لئے نصیحت ہے (۴۸) اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے بھی ہیں (۴۹) اور یہ کافرین کے لئے باعثِ حسرت ہے (۵۰) اور یہ

بالکل یقینی چیز ہے (۵۱) لہٰذا آپ اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کریں (۵۲)

تفسیر

اور پیپ کے علاوہ ان کی کوئی غذا ہوگی۔ غسلین سے مراد کفار کا پسینہ ہے۔

(وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾) اور یہ ہماری طرف سے کوئی بات گھڑ لیتا۔ یعنی رسول خدا کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔

(لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾) تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے۔ یعنی اس کو روک لیتے اور پوری طاقت سے اس کو روکتے۔

(ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾) پھر ہم اس کی وتین اڑا دیتے۔ وتین انسان کی پشت میں ایک رگ ہے جس سے انسان کی مردانگی وابستہ ہوتی ہے۔

(فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾) پس تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہیں تھا۔ یعنی خدا کو کوئی ایک بھی نہیں روک سکتا تھا۔

(وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾) اور یہ کافروں کے لیے باعث حسرت ہے۔

(وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾) اور یہ بالکل یقینی چیز ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام یقیناً حق ہیں۔

(فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾) پس آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کریں۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے خدا کے اس قول کے بارے میں فرمایا:

(فَاَخَذْنٰهُ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾) پس خدا نے ان کو بڑی سختی سے پکڑ لیا۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا: یعنی جو انہوں ربا و سود لیا تھا اس کی وجہ سے ان کی سخت گرفت ہوئی۔

(قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾) اور اس کے میوے قریب قریب ہوں گے۔ یعنی جنت کے درختوں کے پھل اتنے قریب ہوں گے جو کھڑا ہے وہ بھی توڑ لے گا اور بیٹھا ہوا ہے وہ بھی توڑ لے گا۔

عبدالکریم بن عبدالرحیم نے بیان کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ دائیں ہاتھ والوں کے نامہ اعمال کیا ہے اور وہ بائیں ہاتھ والوں کے نامہ اعمال نہیں ہوگا۔ کہا وہ کیا ہے تو اس نے کہا دائیں ہاتھ کے نامہ اعمال میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہوگا۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ

یہ سورہ معارج یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 44 ہے اور اس کے رکوع دو ہیں اور کی موجودہ قرآن میں اس کا نمبر 70 سے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 79 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس شخص نے کثرت کے ساتھ سورہ معارج کی تلاوت کی۔

تو قیامت دن اللہ ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔

اور اسے جنت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سکونت عطاء فرمائے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ا تا ۱۷

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ
ذِي الْمَعَارِجِ ۭ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ
خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۭ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾
وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۭ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاۗءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ
كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔـلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ
يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾
وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾
كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا (۱) جس کا کافروں کے حق میں کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے (۲) یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے (۳) جس کی طرف فرشتے اور روح الامین بلند ہوتے ہیں اس ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے (۴) لہٰذا آپ بہترین صبر سے کام لیں (۵) یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں (۶) اور ہم اسے قریب ہی دیکھ رہے ہیں (۷) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہوجائے گا (۸) اور پہاڑ دھنکے ہوئے اون جیسے (۹) اور کوئی ہمدرد کسی ہمدرد کا پرسانِ حال نہ ہوگا (۱۰) وہ سب ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے تو مجرم چاہے گا کہ کاش آج کے دن کے عذاب کے بدلے اس کی اولاد کو لے لیا جائے (۱۱) اور بیوی اور بھائی کو (۱۲) اور اس کنبہ کو جس میں وہ رہتا تھا (۱۳) اور روئے زمین کی ساری مخلوقات کو اور اسے نجات دے دی جائے (۱۴) ہرگز نہیں یہ آتش جہنم ہے (۱۵) کھال اتار دینے والی (۱۶) ان سب کو آواز دے رہی ہے جو منہ پھیر کر جانے والے تھے (۱۷)

تفسیر

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ سوال کرنے والے نے یقینی واقع ہونے والے عذاب کے بارے میں سوال کیا۔

حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے اس عذاب کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ کون سا عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا یہ آگ کا عذاب ہوگا جو آگ مغرب سے نکلے گی اور ایک فرشتہ اس کو پیچھے سے ہانکے گا یہاں تک کہ بنی سعد بن ہمام کے گھروں تک لے آئے جو ان کی مسجد کے قریب ہونگے یہ بنو امیہ کے کسی گھر کو نہیں چھوڑے گی اس کے اہل سمیت گھر کو جلا دے گی ہر اس گھر کو نہیں چھوڑے گی جس کے اندر کوئی دشمن آل محمد ہوگا مگر یہ کہ آگ اس گھر کو اس کے اہل سمیت جلا دے گی۔ اور امام مہدیؑ کے دور میں ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جنگ بدر کے دن جب گھوڑے دوڑا رہے تھے تو اس وقت ابوجہل نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی۔ اے اللہ ہمارے رحم کو قطع کردے اور ہمارے اوپر اپنے عذاب نازل کردے جس کو ہم نہیں جانتے۔

تو خدا نے یہ آیت نازل کردی۔ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ۝۱ ۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن علی سے اور انہوں علی بن حسان سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے خدا کے اس قول سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ۝۱ ۔ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ایک مرد نے اوصیا کے بارے میں اور لیلۃ القدر کے بارے میں اور کچھ اس رات میں وحی نازل ہوئی ہے اس کے بارے میں سوال کیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے ایک واقع ہونے والے عذاب کے بارے میں سوال کیا گیا پھر اس کا انکار کردیا کہ وہ واقع نہ ہو۔ پس جب وہ واقع ہونے والا ہے تو پھر۔

لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳ پھر اس عذاب کو کوئی روکنے والا نہیں اور یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ اور اس کی طرف ملائکہ اور روح بلند ہوتے ہیں۔

یعنی لیلۃ القدر کی صبح میں نبی و وصی کی طرف سے خدا کی طرف ملائکہ اور روح بلند ہوتے ہیں۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵ پس آپ اس پر صبر جمیل کریں۔

یعنی یہ جو آپ کی تکذیب ہوئی ہے اس شخص کی طرف سے کہ جس سے نہیں ہونی چاہیے تھی اس پر آپ صبر کریں۔

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ ایک دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

یعنی قیامت کے دن پچاس جگہ کھڑا ہونا پڑے گا اور ہر جگہ ایک ہزار سال کھڑا ہونا پڑے گا۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۵ جب آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ پگھلا ہوا تانبا اور چاندی بھی ایسے ہی ہوگی تو ایسے ہی آسمان پگھلا ہوا ہوگا۔

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝۱۰ اور کوئی ہمدرد کسی ہمدرد کا پرسان حال نہ ہوگا۔

یعنی کسی ہمدرد کی ہمدردی کارآمد نہیں ہوگی نفع مند نہیں ہوگی۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ يُبَصَّرُوْنَهُمْ یعنی وہ ان کو پہچانتے ہیں اور پھر ان سے سوال نہیں کیا جائے۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝۱۱ مجرم چاہے گا کہ اے کاش آج کے دن عذاب کے

لے میں اس کی اولاد کو لے جائے بیوی اور بھائی کو۔ اور اس کنبے کو جس میں وہ رہتا تھا یہاں تک اس کی ماں تو لے جائے اور بچائے اس عذاب سے نجات دلوادے ام سے مراد وہ ماں ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔

كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ ہرگز نہیں یہ جہنم کی آگ ہے۔

یعنی: ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اس سے نجات نہیں ہوگی۔

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶ یہ کھال اتارنے والی آگ ہے۔

یعنی یہ آگ آنکھیں اندھی کردے گی اور چہرے سیاہ کردے گی۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝۱۷ ان سب کو آواز دے رہی ہے جو منہ موڑ کر جانے والے تھے۔

یعنی ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

آیت نمبر ۱۸ تا ۳۴

وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝۱۸ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝۱۹ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
جَزُوْعًا ۝۲۰ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝۲۱ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝۲۲ الَّذِيْنَ هُمْ
عَلٰي صَلَاتِهِمْ دَاۗىِٕمُوْنَ ۝۲۳ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴
لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۲۵ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ
هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۲۷ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝۲۸
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۲۹ اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ
هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَاۗىِٕمُوْنَ ۝۳۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۳۴

ترجمہ

اور جنہوں نے مال جمع کر کے بند کر رکھا تھا (۱۸) بیشک انسان بڑا لالچی ہے (۱۹) جب تکلیف پہنچ جاتی ہے تو فریادی بن جاتا ہے (۲۰) اور جب مال مل جاتا ہے تو بخیل ہو جاتا ہے (۲۱) علاوہ ان نمازیوں کے (۲۲) جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں (۲۳) اور جن کے اموال میں ایک مقررہ حق معین ہے (۲۴) مانگنے والے کے لئے اور نہ مانگنے والے کے لئے (۲۵) اور جو لوگ روزِ قیامت کی تصدیق کرنے والے ہیں (۲۶) اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (۲۷) بیشک عذاب پروردگار بے خوف رہنے والی چیز نہیں ہے (۲۸) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں (۲۹) علاوہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے کہ اس پر ملامت نہیں کی جاتی ہے (۳۰) پھر جو اس کے علاوہ کا خواہشمند ہو وہ حد سے گزر جانے والا ہے (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا خیال رکھنے والے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نمازوں کا خیال رکھنے والے ہیں (۳۴)

تفسیر

وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اور جنہوں نے مال جمع کر کے بند کر رکھا تھا۔

یعنی انہوں نے مال دنیا جمع کر کے زمین میں دفن کیا ہوا تھا اور برتنوں میں اور اس کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تھے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ بے شک انسان لالچی خلق ہوا ہے یعنی هَلُوْعًا سے مراد حریص و لالچی ہے۔

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ اور جب تکلیف آ جاتی ہے تو فریادی بن جاتا ہے یعنی شر سے مراد فقر و فاقہ ہے۔

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اور جب کوئی خیر آتی ہے۔ تو بخیل بن جاتا ہے خیر سے مال و متاع ثروت اور وسعت رزق مراد ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ سوائے نمازیوں کے یہ

[illegible] سے پہلے افراد سے اور اب کے بعد ان نمازیوں کے اوصاف بیان ہونا شروع ہوں گے ان کے اعمال احسن

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ یہ وہ نمازی ہیں جو اپنی نمازوں پر پابندی کرنے والے ہیں۔

یعنی: جب وہ اپنے اوپر کسی نماز کو واجب کر لیتے مثلاً نوافل کو تو ان کے ادا کرنے میں پابندی کرنے والے ہیں۔

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ سوال کرنے والے کے لئے اور نہ سوال کرنے والے کے لئے فرماتے سائل سے مراد [illegible] سوال کرے اور محروم سے مراد ہے جو سوال نہ کرے مُهْطِعِيْنَ ۔ یعنی جو ذلیل ہو کر چلے آ رہے ہیں۔

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ دائیں اور بائیں سے گروہ در گروہ عِزِيْنَ بیٹھے ہوئے ہیں۔

آیت نمبر ۳۵ تا ۴۴

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ

یہی لوگ جنّت میں باعزّت طریقہ سے رہنے والے ہیں (۳۵) پھر ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ

آپ کی طرف بھاگے چلے آرہے ہیں (۳۶) داہنے بائیں سے گروہ در گروہ (۳۷) کیا ان میں سے ہر ایک کی طمع یہ ہے کہ اسے جنت النعیم میں داخل کر دیا جائے (۳۸) ہرگز نہیں انہیں تو معلوم ہے کہ ہم نے انہیں کس چیز سے پیدا کیا ہے (۳۹) میں تمام مشرق و مغرب کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں (۴۰) اس بات پر کہ ان کے بدلے ان سے بہتر افراد لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں (۴۱) لہٰذا انہیں چھوڑ دیجئے یہ اپنے باطل میں ڈوبے رہیں اور کھیل تماشہ کرتے رہیں یہاں تک کہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا وعدہ کیا گیا ہے (۴۲) جس دن یہ سب قبروں سے تیزی کے ساتھ نکلیں گے جس طرح کسی پرچم کی طرف بھاگے جارہے ہوں (۴۳) ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوگی اور یہی وہ دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (۴۴)

تفسیر

كَلَّا ۚ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ہرگز نہیں۔ انہیں تو معلوم ہے کہ ہم نے ان کو کس چیز سے خلق کیا ہے۔

یعنی: نجس نطفہ سے خلق کیا ہے اور اس سے علقہ۔

فَلَآ اُقْسِمُ قسم اٹھاتا ہوں۔

یہاں لا زائدہ ہے یعنی قسم مراد ہے۔

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ یعنی مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم۔

یعنی سردی والا مشرق اور گرمی والا مشرق الگ الگ ہیں۔ ایسے ہی سردی والا مغرب اور گرمی والا مغرب الگ الگ ہیں بعض نے کہا ہے کہ ہر دن اور رات کا شرق و مغرب الگ الگ ہوتا ہے یہ قسم ہے تو اس کا جواب قسم یہ ہے۔

اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ ہم اس بات پر قدرت رکھنے والے کہ ان کے بدلے ان سے بہتر افراد لے آئیں۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا جس دن سب قبروں سے تیزی سے نکلیں گے۔ اَجْدَاثِ یعنی قبور۔

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ جس طرح کسی پرچم کی طرف بھاگے جارہے ہیں۔

یعنی ایسے بھاگے جارہے ہیں کہ جیسے ان کو کوئی آواز دے رہا ہے اور یہ اس کی طرف بھاگے جارہے ہیں۔

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ اور ذلت ان پر چھائی ہوگی۔

یعنی: ان کے مقدر میں ذلت ہوگی۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

سُوْرَۃُ نُوْحٍ

یہ سورہ نوح مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (28) ہے اور اس کے رکوع دو (2) ہیں اور اس کا موجودہ قرآن میں نمبر 71 ہے۔ اور ترتیب نزولی میں بھی اس کا نمبر 71 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی واجب اور مستحب نمازوں میں سورہ نوح کی تلاوت کو ترک نہ کرے اور جو شخص صبر و استقامت کے ساتھ اس سورہ کو واجب و مستحب نمازوں میں پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے نیک افراد میں شمار کرے گا اور ان کو مقام و منزلت عطا کرے گا۔ اور جنت کے باغوں میں سے تین باغ جو اس کے اپنے باغ کے علاوہ دے گا۔ اور سو حوروں اور چار ہزار مومنات عورتوں سے اس کی شادی کرے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ

اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ⑪ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ⑫ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ⑬ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ⑭

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو دردناک عذاب کے آنے سے پہلے ڈراؤ (۱) انہوں نے کہا اے قوم میں تمہارے لئے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۲) کہ اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۳) وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک باقی رکھے گا اللہ کا مقررہ وقت جب آجائے گا تو وہ ٹالا نہیں جاسکتا ہے اگر تم کچھ جانتے ہو (۴) انہوں نے کہا پروردگار میں نے اپنی قوم کو دن میں بھی بلایا اور رات میں بھی (۵) پھر بھی میری دعوت کا کوئی اثر سوائے اس کے نہ ہوا کہ انہوں نے فرار اختیار کیا (۶) اور میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے اپنی انگلیوں کو کانوں میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اپنی بات پر اڑ گئے اور شدت سے اکڑے رہے (۷) پھر میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی (۸) پھر میں نے اعلان بھی کیا اور خفیہ طور سے بھی دعوت دی (۹) اور کہا کہ اپنے پروردگار سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر موسلا دھار پانی

برسائے گا (۱۱) اور اموال و اولاد کے ذریعہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا (۱۲) آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی عظمت کا خیال نہیں کرتے ہو (۱۳) جب کہ اسی نے تمہیں مختلف انداز میں پیدا کیا ہے (۱۴)

تفسیر

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا تا کہ وہ اپنی قوم دردناک عذاب کے آنے سے قبل ڈرائیں۔

علامہ فرماتے ہیں حضرت نوح کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ

اور میں نے جب بھی ان کو دعوت دی آؤ تا کہ میں تمہارے لئے مغفرت کروں تو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیا کرتے اور اپنے اوپر اپنے کپڑے اوڑھ لیتے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں سے اپنے آپ کو چھپا لیا کرتے تھے اور کان بند کر لیتے تھے تا کہ نبی خدا کی آواز نہ سنیں۔

وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ اور اپنی بات پر اڑ گئے اور شدت سے اڑے رہے۔

یعنی تکبر کیا۔ اور پختہ ارادہ کیا کہ وہ نبی کی کوئی بات نہیں سنیں گے۔

ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑧

پھر میں نے اعلانیہ بھی ان کے لئے کیا اور ان کو خفیہ طور بھی دعوت دی۔

یعنی میں نے اعلانیہ اور خفیہ طور دونوں انداز سے دعوت حق دی۔

لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ⑬ تم خدا کی عظمت کا خیال نہیں رکھتے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ مراد ہے کہ لا تخافون لله عظمة یعنی تم خدا کی عظمت کا بھی خوف نہیں رکھتے۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ⑭ جب کہ اس نے تمہیں مختلف انداز میں خلق کیا ہے۔

یعنی مختلف خواہشات ارادے اور چاہتوں کے ساتھ خلق کیا ہے اور مختلف رنگوں میں اور مختلف زبانوں میں۔

آیت نمبر ۱۵ تا ۲۸

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ⑮ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ⑯ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ⑰ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ⑱ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ⑲ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ⑳ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ㉑ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ㉒ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ㉓ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ㉔ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ㉕ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ㉖ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ㉗ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ㉘

ترجمہ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے کس طرح تہ بہ تہ سات آسمان بنائے ہیں (۱۵) اور قمر کو ان میں روشنی اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے (۱۶) اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے (۱۷) پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا اور پھر نئی شکل میں نکالے گا (۱۸) اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنادیا ہے (۱۹) تاکہ تم اس میں مختلف کشادہ راستوں پر چلو (۲۰) اور نوح نے کہا کہ پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے اور اس کا اتباع کرلیا ہے جو مال واولاد میں سوائے گھاٹے کے کچھ نہیں دے سکتا ہے (۲۱) اور ان لوگوں نے بہت بڑا مکر کیا ہے (۲۲) اور لوگوں سے کہا ہے کہ خبردار اپنے خداؤں کو مت چھوڑ دینا اور ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر کو نظر انداز نہ کردینا (۲۳) انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کردیا ہے اب تو ظالموں کے لئے ہلاکت کے علاوہ کوئی اضافہ نہ کرنا (۲۴) یہ سب اپنی غلطیوں کی بنا پر غرق کئے گئے ہیں اور پھر جہنم میں داخل کردیئے گئے ہیں اور خدا کے علاوہ انہیں کوئی مددگار نہیں ملا ہے (۲۵) اور نوح نے کہا کہ پروردگار اس زمین پر کافروں میں سے کسی بسنے والے کو نہ چھوڑنا (۲۶) کہ تو انہیں چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور فاجر و کافر کے علاوہ کوئی اولاد بھی نہ پیدا کریں گے (۲۷) پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوجائیں اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے علاوہ کسی شے میں اضافہ نہ کرنا (۲۸)

تفسیر

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾

اللہ ہی نے تم کو مٹی سے خلق کیا ہے مراد ہے کہ زمین پر خلق کیا ہے۔ اور پھر وہ اسی میں لے جائے گا اور پھر اسی سے دوبارہ نکالے گا۔

رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ حضرت نوح نے کہا۔ اے میرے پروردگار انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور اس کی اتباع کرلی جو مال اور اولاد کے گھاٹے کے سوا کچھ نہیں دے سکتا یعنی انہوں نے اجیروں اور دولت مندوں کی اتباع کرلی ہے۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ . اور ان لوگوں نے بہت بڑا مکر کیا ہے۔

کُبَّارًا سے مراد کبیر ہے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾

اور ان لوگوں نے کہا کہ خبردار اپنے خداؤں کو مت چھوڑ دینا ود، سواعا، یغوث و یعوق و نسر کو نظر انداز مت کرنا۔

علامہ فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام سے قبل جو مومنین کی قوم اس دنیا سے چلی جاتی یعنی مرجاتی تو لوگوں کو ان کی موت کا بہت دکھ ہوتا۔ تو ابلیس ملعون ان لوگوں کے سامنے ان کی مورتیاں لے کر آتا تاکہ وہ ان سے اس انسان محبت کو برقرار رکھیں اور لوگ بھی ایسے ہی کرتے ان مورتیوں سے مانوس ہوجاتے اور جب سردیوں کا موسم ہوتا تو لوگ انہیں اپنے گھروں میں لے جاتے۔ ایسے ہی ایک زمانہ یا صدی گزر گئی جب دوسری صدی آئی تو ابلیس نے ان لوگوں سے کہنا شروع کرلیا کہ یہ مورتیاں تمہارے خدا ہیں جن کی تمہارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ پس لوگوں نے بھی ان کی عبادت شروع کردی اور اس طرح لوگوں کی ایک کثیر تعداد گمراہ ہوگئی۔

تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے خلاف بددعا کی اور وہ ہلاک ہوگئے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا مراد ہے آسمان ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ یہ کیا ہیں۔

آپ نے فرمایا بنو کلب کا بت تھا۔ اور سُوَاعًا یہ بنو ھذیل کا بت تھا۔ یَغُوْثَ مراد کا بت تھا۔ یعوق ھمدان والوں کا بت تھا۔ نسر اصبین والوں کا بت تھا۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ . اب ان ظالموں کے لئے ہلاکت کوئی اضافہ نہ فرما۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔ اس سے مراد ہے کہ ان کو ہلاک برباد کردے۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾

اے خدایا اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے فاجر و کافر کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

علامہ فرماتے ہیں۔ ان الفاظ سے نوح کی مراد یہ تھی ان کو زندہ مت چھوڑ ان سب کو ہلاک کر دے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد بن موسیٰ نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے محمد بن حماد سے اور اس نے علی بن اسماعیل تمیمی سے اور اس نے فضیل الرسام سے اور اس نے صالح بن میثم سے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ:

جب حضرت نوح نے اپنی قوم کے لئے دعا کی تھی اس وقت انہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب ان میں سوائے فاجر و کفار کے علاوہ کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کیا تو خدا کا یہ قول نہیں سنا حضرت نوح کے لئے ہے۔

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ. اے نوح تیری قوم سے ان کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ تو اس قول خدا سے آپ کو یہ علم حاصل ہوا تھا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بخش دے اور جو میرے گھر مومن بن کر داخل ہوا سے بخش دے۔

حضرت امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں بَيْتِيَ سے مراد نبی کی ولایت ہے پس جو نبی کی ولایت میں داخل ہو گیا وہ نبی کے گھر میں داخل ہوگا۔ ایسے ہی ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا فرماتے تَبَارًا سے مراد خسارا ہے۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ

یہ سورۃ الجن یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات (28) ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 72 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 40 ہے

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام ابوعبداللہ الصادق سے نقل ہے۔ آپ نے فرمایا: جو سورہ جن کو کثرت سے پڑھے گا تو وہ دنیاوی زندگی میں جنوں کی نظر اور ان کے جادو سحر۔ اور شر مکر و فریب سے نقصان نہیں اُٹھائے گا۔ اور قیامت کے دن رسول خدا کے ساتھ ہوگا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کرے گا۔

اے میرے خدایا میں ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا اور نہ ہی کسی اور کو چاہتا ہوں۔ اور نہ کسی اور کی طرف میلان رکھتا ہوں۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا
عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾
وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ
سَفِيْهُنَا عَلَي اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ
الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ

اللّٰهُ اَحَدًا ۝۶ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا
وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ
يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ
اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ
كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ
نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا
يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ
فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ
حَطَبًا ۝۱۵ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝۱۶
لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝۱۷
وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ
يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے (۱) جو نیکی کی ہدایت کرتا ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے (۲) اور ہمارے رب کی شان

بہت بلند ہے اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا (۳) اور ہمارے بیوقوف لوگ طرح طرح کی بے ربط باتیں کر رہے ہیں (۴) اور ہمارا خیال تو یہی تھا کہ انسان اور جنات خدا کے خلاف جھوٹ نہ بولیں گے (۵) اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے بعض لوگوں کی پناہ ڈھونڈ رہے تھے تو انہوں نے گرفتاری میں اور اضافہ کر دیا (۶) اور یہ کہ تمہاری طرح ان کا بھی خیال تھا کہ خدا کسی کو دوبارہ نہیں زندہ کرے گا (۷) اور ہم نے آسمان کو دیکھا تو اسے سخت قسم کے نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا (۸) اور ہم پہلے بعض مقامات پر بیٹھ کر باتیں سن لیا کرتے تھے لیکن اب کوئی سننا چاہے گا تو اپنے لئے شعلوں کو تیار پائے گا (۹) اور ہمیں نہیں معلوم کہ اہلِ زمین کے لئے اس سے برائی مقصود ہے یا نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے (۱۰) اور ہم میں سے بعض نیک کردار ہیں اور بعض اس کے علاوہ ہیں اور ہم طرح طرح کے گروہ ہیں (۱۱) اور ہمارا خیال ہے کہ ہم زمین میں خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے اپنی گرفت سے عاجز کر سکتے ہیں (۱۲) اور ہم نے ہدایت کو سنا تو ہم تو ایمان لے آئے اب جو بھی اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا اسے نہ خسارہ کا خوف ہوگا اور نہ ظلم و زیادتی کا (۱۳) اور ہم میں سے بعض اطاعت گزار ہیں اور بعض نافرمان اور جو اطاعت گزار ہوگا اس نے ہدایت کی راہ پالی ہے (۱۴) اور نافرمان تو جہنم کے کندے ہو گئے ہیں (۱۵) اور اگر یہ لوگ سب ہدایت کے راستے پر ہوتے تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے (۱۶) تاکہ ان کا امتحان لے سکیں اور جو بھی اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرے گا اسے سخت عذاب کے راستے پر چلنا پڑے گا (۱۷) اور مساجد سب اللہ کے لئے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا (۱۸) اور یہ کہ جب بندۂ خدا عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ لوگ اس کے گرد ہجوم کر کے گر پڑتے (۱۹)

تفسیر

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ

اے نبیؐ آپ ان مکہ کے قریش والوں سے کہہ دیں۔ میری طرف یہ وحی کی گی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ کو سورہ احقاف میں نقل کر دیا ہے۔

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝

اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا نہ کسی کو اپنا بیٹا بنایا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جنوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے ایک چیز خدا کے بارے میں کہہ دی جس پر خدا ان سے راضی نہ ہوا۔ کیونکہ جَدَّ رَبِّنَا کا معنی ہے کہ ہمارے رب کا بخت یہ معنی خدا کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ فرمایا۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

اور ہمارے بے وقوف لوگ اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے اللہ پر طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔

شَطَطًا: سے مراد ہے ظلما: ظلم و جہالت کی وجہ سے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن الحسین نے نقل کیا ہے اور انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ سے اور انہوں نے الحسین بن سعید سے اور انہوں نے النضر بن سوید سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے آپ نے جن کے قول:

اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا. کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو جن نے جھوٹ بولا ہے۔ اس کو خدا نے بیان کیا ہے۔

نیز فرماتے ہیں اسی سند کے ساتھ علامہ نے احمد بن الحسین سے۔ اور اس نے ابن فضال سے اور اس نے ابان بن زرارہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ اور انسانوں میں سے بعض جنوں کے بعض لوگوں کی پناہ ڈھونڈ رہے تھے انہوں نے ان کی پریشانی میں اور اضافہ کر دیا۔

اس سے کیا مراد ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں کہ جن کی طرف شیطان وحی کرتا ہے۔ وہ اس سے کہتے ہیں کہ تم اپنے شیطانوں سے کہو کہ فلاں کو اذیت دو۔ اور فلاں تجھے اذیت دیتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم۔ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ کے بارے میں فرماتے حضرت رسول اللہ کی ولادت باسعادت سے قبل جن بعض انسانوں کاہنوں کے پاس آتے تھے اور آسمانوں سے جو خبریں انہوں نے سنی ہوتیں تھیں وہ ان انسانوں کو بیان کیا کرتے تھے اور انسان جنوں کی باتوں سے آگے لوگوں کو غیب کی خبریں دیا کرتے تھے اور اپنی کہانت چمکاتے تھے۔ یہ مراد ہے۔

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ یعنی وہ شیطان ان کے لئے سوائے خسارہ کے کچھ نہیں اضافہ کرتے تھے۔

فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ پس جو بھی اپنے رب پر ایمان رکھتا ہوگا وہ نہ خسارہ سے ڈرے گا اور نہ اس کو ظلم و زیادتی کا خوف ہوگا۔ علامہ فرماتے ہیں بَخْسًا سے مراد نقصان ہے اور رَهَقًا سے مراد عذاب ہے كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ ہم طرح طرح کے گروہ ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں اس مراد ہے کہ ہم مختلف مذاہب پر ہیں۔

حدثنا: علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن ہمام نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن عبداللہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن عمر نے اور انہوں نے عباد بن صیب سے اور انہوں امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباؤ واجداد سے خدا کے اس قول میں نقل ہے کہ:

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ جو اطاعت گزار ہوگا اس نے ہدایت کی راہ پالی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد ہے جو ہماری ولایت کا اقرار کرے گا پس وہ ہدایت کی راہ پائے گا۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ اور نافرمان تو جہنم کا ایندھن ہونگے۔

فرماتے ہیں قٰسِطُوْنَ سے مراد علی علیہ السلام کے وہ دشمن ہیں جس نے بیعت کو توڑا اور مولا کے خلاف جنگ و جدال میں مصروف ہو گئے تھے۔

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝

اور اگر یہ ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتے تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے۔

امام فرماتے ہیں سے مراد ہے اگر یہ ولایت علی علیہ السلام کے راستے پر ہوتے ان کو وافر پانی سے سیراب کرتے پانی کی کمی نہ آتی۔

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۔ تاکہ ہم ان کا امتحان لے سکیں۔

فرماتے ہیں ہم نے قتل حسین علیہ السلام کے ذریعے ان کا امتحان لیا۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ ...

اور جب بندہ خدا عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس کے گرد ہجوم کر کے گر پڑتے۔

فرماتے ہیں اس عبداللہ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو لوگوں کو ولایت علی علیہ السلام کی طرف بلاتے تھے۔

(كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾) كَادُوْا یعنی قریش والے۔ رسول پر ہجوم کر لیتے تھے۔

آیت نمبر ۲۰ تا ۲۸

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا
وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ
اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا
يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ
مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ
رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ

پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا ہوں (۲۰) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ فائدہ کا (۲۱) کہہ دیجئے کہ اللہ کے مقابلہ میں میرا بھی بچانے والا کوئی نہیں ہے اور نہ میں کوئی پناہ گاہ پاتا ہوں

(۲۲) مگر یہ کہ اپنے رب کے احکام اور پیغام کو پہنچا دوں اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم ہے اور وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والا ہے (۲۳) یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے اس عذاب کو دیکھ لیا جس کا وعدہ کیا گیا تھا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور کس کی تعداد کمتر ہے (۲۴) کہہ دیجئے کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ وعدہ قریب ہی ہے یا ابھی خدا کوئی اور مدت بھی قرار دے گا (۲۵) وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے (۲۶) مگر جس رسول کو پسند کر لے تو اس کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر کر دیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو پہنچا دیا ہے اور وہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے اس پر حاوی ہے اور سب کے اعداد کا حساب رکھنے والا ہے (۲۸)

تفسیر

آپ کہہ دیں میں صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یعنی آپ کہہ دیں میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ فقط اپنے رب کی عبادت کرو۔

(لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾) میں تمہارے لئے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔

فرماتے ہیں کہ اگر میں اس کی ولایت سے نکل جاؤں تو میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔

(قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ) آپ کہہ دیں کہ اللہ کے مقابل میں میرا بھی بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ یعنی جو مجھے حکم دیا گیا ہے اس کو اگر میں چھپاؤں۔

(وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾) اور نہ میں کوئی پناہ گاہ پاتا ہوں۔ یعنی میرے لئے اس کے مقابل میں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

(اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ) مگر یہ کہ میں اپنے رب کے احکام اور پیغام کو پہنچا دوں۔ یعنی جو اللہ نے مجھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں حکم دیا گیا ہے وہ میں ابلاغ کر دوں۔

(وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا یعنی جو علی ابن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں خدا اور رسول کی مخالفت کرے گا۔

(فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾) پس ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا جس

میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ آپ جہنم کو تقسیم کریں گے آپ جہنم سے کہیں گے یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔ قریش کہتے تھے اے محمدؐ وہ وقت کب آئے گا جب علیؑ جہنم کو حکم دے گا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ) یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھ لیا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یعنی جب انہوں نے موت اور قیامت کو دیکھا۔

(فَسَيَعْلَمُوْنَ) پس وہ عنقریب جان جائیں گے۔ یعنی علی علیہ السلام کے بڑے بڑے دشمن اور معاویہ اور عمرو بن العاص اور قریش کے کینہ پرور لوگ مراد ہیں۔

(مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝۲۴) کس کے مددگار کمزور اور کس کی تعداد کم تر ہیں؟

یعنی اس وقت کے کفار کہنے لگے کہ اے محمدؐ یہ وقت کب آئے گا تو اللہ نے حضرت محمدؐ سے فرمایا:

(قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝۲۵) آپ کہہ دیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وعدہ قریب ہی ہے یا ابھی خدا کوئی اور مدت بھی قرار دے گا۔ اَمَداً سے مراد اجل یعنی موت مراد ہے۔

(عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ) وہ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند کرے۔

فرماتے ہیں حضرت رسول خداؐ ان میں وہ رسول ہیں جن کو خدا نے چن لیا یا پسند کر لیا ہے ان کو اپنے غیب کا عالم قرار دیا ہے اور آپؐ نے اپنے بعد علیؑ کو مرتضیٰ قرار دیا ہے جو رسول کے بعد غیب کو جانتے ہیں۔

(فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝۲۷) تو اس کے آگے اور پیچھے نگران فرشتے معین کر دیتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے وہ اس رسول کے دل میں علم قرار دیتا ہے۔ من خلفه رصدا سے مراد یہ ہے وہ اس کو علم کی تعلیم دیتا ہے اور اس کو علم دیتا ہے جیسے پرندہ اپنے بچے کو رزق دیتا ہے۔ اور اللہ اس کو علم کا الہام کرتا ہے اور رَصَدًا سے مراد وہ تعلیم ہے جو علی علیہ السلام کو نبی کی طرف سے حاصل ہوئی۔

(لِّيَعْلَمَ) تاکہ نبی کو معلوم ہو جائے۔

(اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ) کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو پہنچا دیا ہے جس کے پاس جو کچھ ہے اس پر حاوی ہے یعنی جو علی علیہ السلام نے نبی اکرم سے علم حاصل کیا ہے وہ انہوں نے پہنچا دیا ہے۔

(وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝۲۸) وہ ہر چیز کے اعداد کا حساب رکھنے والا ہے۔ یعنی اول خلقت سے لے کر جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے خواہ فتنہ جو برپا ہوگا یا کوئی زلزلہ ہے جو آنے والا ہے یا سورج و چاند کو گرہن لگنے والا

ہے یا کوئی حذف یا کوئی اور کوئی امت جو گذشتہ دور میں ہلاک ہو چکی ہے یا آئندہ ہلاک ہونے والی ہے جو ظالم و جابر امام زور سے اس منصب پر فائز ہوگا یا جو امام عادل اس کے نام اور نسب کو بھی وہ جانتا ہے، کون مرے گا اور کون قتل کیا جائے گا اور کتنے امام ہیں کہ جو رسواء کیا جائے گا اور لیکن رسواء ہونے والے اس کو کوئی نقصان نہ دے سکیں گے اور کتنے ناحق امام ہونگے کہ ان کی مدد کی جائے گی لیکن مدد کرنے والے اس کو فائدہ نہ دے سکیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد بن احمد المدائنی نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے [illegible] بن مسلم نے بیان کیا ہے انہوں نے الحسین بن علوان سے اور انہوں نے علی بن عزاب سے اور انہوں نے الکلبی سے اور انہوں نے ابوصالح سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے اس قول خدا کے بارے میں دریافت کیا: (وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ [illegible]) ابن عباس نے فرمایا ذکر رب سے روگردانی سے مراد ہے کہ علی علیہ السلام کی ولایت سے روگردانی کرنا ہے،

(فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴) پس جو اطاعت کریں گے وہ ہی کامیابی و ہدایت حاصل کرنے والے ہیں اس میں فرمایا جو حق کو طلب کرے اور اس کو پالے وہ ہی کامیاب ہیں۔

(وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ) فرمایا قاسط وہ ہے جو راہ حق سے روکنے والا ہے۔

(وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸) مساجد سب اللہ کے لئے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو۔

فرمایا مساجد سے مراد ارکان سجدہ ہیں جو سات ہیں اور ان کا حالت سجدہ میں زمین پر رکھنا ضروری ہے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے اور پیشانی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے الحسین بن خالد سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ مساجد اللہ کے لئے ہیں اس مراد میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ کے لئے ہیں۔

(وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ) فرماتے ہیں اس جگہ عبداللہ یہ حضرت رسول خدا کا اسم گرامی ہے۔

يَدْعُوْهُ: یہ اللہ سے کنایہ ہے یعنی اللہ کو پکارو۔

كَادُوْا: قریش والے۔ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹ ۔یعنی ابداً ہمیشہ

(حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ) یہاں تک وہ اس کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

فرماتے ہیں حضرت قائم اور امیر المومنین کو جب دنیا والے رجعت میں دیکھیں گے تو اس وقت لوگوں سے کہا جائے گا یہ وہ ہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا۝۲۴) پس عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کون ہے جو مددگار کے اعتبار سے کمزور ہے اور کس کے حامی کم ہیں۔ فرماتے ہیں یہ امیر المومنین ہیں جنہوں نے اپنے ایک دشمن مخالف سے کہا تھا کہ جس کا نام رخر تھا اے زانیہ عورت کے بیٹے اگر رسول خدا سے کیا ہوا وعدہ نہ ہوتا اور کتاب خدا کا پاس نہ ہوتا تو تجھے معلوم ہوتا کہ کون کمزور ہے اور کون ہے جس کے حامی کم ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا نے ان لوگوں کو رجعت کے بارے میں خبر دی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ آخر یہ وقت کب آئے گا۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا۝۲۵) اے رسول آپ ان سے کہہ دیں میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے؟ یا میرے خدا نے اس کے لئے کوئی نئی مدت تعین کر دی ہے۔

(عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۝۲۶) اللہ غیب کو جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول اور وہ جس کو خدا نے چن لیا ہے وہ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے بارے میں خبر دیں گے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے خواہ قائم آل محمد علیہم السلام کی خبریں رجعت اور قیامت کے بارے میں خبریں دیں گے۔

حدثنا: علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے زیاد سے اور انہوں نے الحسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے ابن بکیر سے اور اس نے الحسین بن زیاد سے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے اللہ کے اس بیان کے بارے میں فرمایا:

(وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۝۱۰) اور ہمیں معلوم نہیں ہے کہ اہل زمین کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے ساتھ ہدایت و رشد کا ارادہ کیا ہے۔

جب امام حسن علیہ السلام کو چھوڑ کر معاویہ کی لوگوں نے بیعت کر لی تو اس وقت امام نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ نے زمین والوں کے لئے برائی کا ارادہ کر لیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے الحسین بن سعید سے اور انہوں نے النضر بن سوید سے اور انہوں نے القاسم بن سلمان سے اور انہوں نے جناب جابر سے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں خدا کے اس قول کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے:

(وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۝۱۶) اور اگر یہ سارے طریقہ پر قائم رہتے تو

ہم ان کو وافر مقدار میں پانی سے سیراب کرتے۔

یعنی مراد ہے کہ اگر یہ علی علیہ السلام کی ولایت والے راستہ پر قائم رہتے اور اس میں شیطان کی طرف سے کوئی چیز شامل نہ کرتے اور جو عہد اصل عالم ذر میں کیا تھا جب آدم کی ذریت سے عہد لیا گیا تھا اور وہ عہد علیؑ کی ولایت کا تھا اس پر قائم رہتے تو ہم ان پر کبھی بھی پانی کی قلت نہ آنے دیتے بلکہ اس کو وافر پانی سے سیراب کرتے۔ لیکن انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم نے ان کے لئے دریاؤں سے فرات کا پانی بھی کم کر دیا۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ

سورۃ المزمل یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بیس (20) ہے اور اس کے رکوع دو ہیں۔ موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 73 ہے اور اس کی ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 3 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص سورہ مزمل کو نماز عشاء میں پڑھے یا رات کو اس کی تلاوت کرے تو رات اور دن اور اس طرح یہ سورہ قیامت کے دن اس قاری کا گواہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ موت عطاء کرے گا۔

نیز رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے سورہ مزمل کی تلاوت کی اس سے دنیا و آخرت کی سختیاں اٹھالی جائیں گی۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ
قَوْلًا ثَقِيْلًا ۭ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۭ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ
فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۭ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۭ﴿۸﴾
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۭ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰي
مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۭ﴿۱۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اے میرے چادر لپیٹنے والے (۱) رات کو اٹھو مگر ذرا کم (۲) آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر دو (۳) یا کچھ زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ پڑھو (۴) ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں (۵) بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے (۶) یقیناً آپ کے لئے دن میں بہت سے مشغولیات ہیں (۷) اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کریں اور اسی کے ہو رہیں (۸) وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے لہٰذا آپ اسی کو اپنا نگراں بنالیں (۹) اور یہ لوگ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں اس پر صبر کریں اور انہیں خوبصورتی کے ساتھ اپنے سے الگ کر دیں (۱۰)

تفسیر

اے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھو مگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر لو۔

فرماتے ہیں مزمل نبی اکرم ہیں یہ چادر لپیٹا کرتے تھے اور سو جاتے تھے۔ اللہ نے آپ کو فرمایا: اے چادر والے نبی رات کو اٹھا کریں مگر اتنا زیادہ نہیں بلکہ آدھی رات کو آدھا کر لیں کہ آدھی رات سوئیں اور آدھی رات کو کچھ زیادہ کر لیں۔

(وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾) اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ پڑھو۔

فرماتے ہیں کہ مراد ہے اس کو بیان کر کے اور سمجھ کر پڑھو پوری وضاحت سے پڑھو۔ نہ تو اشعار کی طرح جلدی اور یکے بعد دیگرے پڑھو اور نہ ریت کے ذرات کی طرح اس کو بکھیر دو لیکن اس کو اس طرح پڑھو کہ سخت اور سنگ دل کو نرم کر دے اور انہیں بیدار کر دے اور ہرگز تمہارا مقصد یہ نہ ہو کہ تم لازمی اور حتمی سورہ کو مکمل کرنا ہے۔

(اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۭ﴿۵﴾) ہم عنقریب آپ پر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں۔ یعنی راتوں کو قیام کرنا۔ اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

(اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۭ﴿۶﴾) یقیناً راتوں کو اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ

ہے اور ذکر کا بہترین وقت ہے۔

فرماتے ہیں یہ کتنا سچا قول ہے:

(وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝) اور سب سے بے نیاز ہو کر اس کے ساتھ دل لگا کر رکھنا۔

فرمایا: نماز میں رفع الیدین اور سباتین کو حرکت دینا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

(اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝) یقیناً آپ کی دن میں بہت سی مصروفیات ہیں۔

یعنی آپ کے لئے سونے اور دوسری مصروفیات کے لئے دن میں بہت زیادہ وقت ہے۔ (وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝) یعنی اس کے لئے مخلص ہو جاؤ۔

آیت نمبر ۱۱ تا ۲۰

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝١١ اِنَّ لَدَيْنَآ
اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝١٢ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝١٤ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝١٥
فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝١٦ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ
كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝١٧ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ كَانَ
وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝١٨ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
سَبِيْلًا ۝١٩ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ
وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ

اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ
عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ
يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؗ
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ
اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝٢٠

ترجمہ

اور ہمیں اور ان دولت مند جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں اور انہیں تھوڑی مہلت دے دیں (۱۱) ہمارے پاس ان کے لئے بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۲) اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے (۱۳) جس دن زمین اور پہاڑ لرزہ میں آجائیں گے اور پہاڑ ریت کا ایک ٹیلہ بن جائیں گے (۱۴) بیشک ہم نے تم لوگوں کی طرف تمہارا گواہ بنا کر ایک رسول بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا (۱۵) تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں لے لیا (۱۶) پھر تم بھی کفر اختیار کرو گے تو اس دن سے کس طرح بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا (۱۷) جس دن آسمان پھٹ پڑے گا اور یہ وعدہ بہرحال پورا ہونے والا ہے (۱۸) یہ درحقیقت عبرت و نصیحت کی باتیں ہیں اور جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کے راستے کو اختیار کرلے (۱۹) آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا نصف شب یا ایک تہائی رات قیام کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ ایک گروہ اور بھی ہے اور اللہ دن و رات کا صحیح اندازہ

رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ تم لوگ اس کا صحیح احصاء نہ کرسکو گے تو اس نے تمہارے اوپر مہربانی کردی ہے اب جس قدر قرآن ممکن ہو اتنا پڑھ لو کہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب تم میں سے بعض مریض ہو جائیں گے اور بعض رزقِ خدا کو تلاش کرنے کے لئے سفر میں چلے جائیں گے اور بعض راہِ خدا میں جہاد کریں گے تو جس قدر ممکن ہو تلاوت کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو اور پھر جو کچھ بھی اپنے نفس کے واسطے نیکی پیشگی بھیج دو گے اسے خدا کی بارگاہ میں حاضر پاؤ گے، بہتر اور اجر کے اعتبار سے عظیم تر۔ اور اللہ سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۰)

تفسیر

(وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ) اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا۔ یعنی ایسا کھانا ہے کہ جس کو نگلنا ممکن نہیں ہے۔

(يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ) جس دن زمین اور پہاڑ لرز جائیں گے۔ یعنی زمین پھٹ جائے گی۔

(وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا) اور پہاڑ ریت کا ٹیلہ بن جائیں گے۔ فرماتے ہیں پہاڑ ریت کے ٹیلہ کی طرح گر جائیں گے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ:

(اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ) آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی کے قریب یا نصف رات یا ایک ثلث رات کو قیام کرتے ہیں۔

اللہ جانتا ہے کہ میرا نبی ایسے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کے بارے میں بشارت دیتا ہے تاکہ وہ اس پر سختی سے عمل پیرا ہو جائیں۔

(عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ) وہ جانتا ہے کہ تم اس کا صحیح احصاء نہیں کرسکو گے۔

یعنی ایک بندہ رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ نہیں جانتا کہ آدھی رات کب ہوگئی ہے کب دو تہائی ہوئی ہے اور وہ بندہ کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے وہ اس خوف میں رہتا ہے کہ وہ شاید اس کی حفاظت نہیں کرسکا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ

مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۣ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) یعنی وہ کہتے ہیں کہ آدھی رات یا ایک تہائی رات کب ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے کہ جس میں خدا نے فرمایا:

(فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ) پس تم جتنا قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھو۔

فرماتے ہیں جان لو جو بھی نبی آیا ہے وہ نماز شب ضرور پڑھتا تھا اور ہر نبی نماز شب کو رات کے اول حصہ میں پڑھتا تھا۔

(فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا) پھر اگر تم کفر اختیار کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو دن بچوں کو بوڑھا کردے گا۔

یعنی مراد ہے کہ تم کیسے انکار و کفر کرو گے اور بچ جاؤ گے اس دن سے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں اس دن بچے اس دن کی سختی کی وجہ سے بوڑھے ہو جائیں گے۔

زرعۃ بن سماعہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا:

(وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ) تم اللہ کو قرضہ حسنہ دو۔

آپ نے فرمایا یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

یہ سورۃ المدثر مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 56 ہے اور اس کے رکوع دو ہیں۔ قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 74 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 4 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص اپنی فریضہ نماز میں سورہ مدثر کی تلاوت کرے گا اس کا خدا پر حق ہے کہ وہ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے درجہ میں قرار دے اور وہ دنیا کی زندگی میں کبھی کوئی شقاوت و بدبختی کو نہیں دیکھے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧ فَاِذَا نُقِرَ
فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ
يَسِيْرٍ ۝١٠ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝١١ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝١٢
وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝١٣ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝١٤ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝١٥ كَلَّا ؕ
اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝١٦ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝١٧ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝١٨
فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝١٩ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝٢٠ ثُمَّ نَظَرَ ۝٢١ ثُمَّ عَبَسَ

وَبَسَرَ ۝٢٢ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝٢٣ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝٢٤ اِنْ
هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝٢٥ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝٢٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝٢٧
لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝٢٨ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝٢٩ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝٣٠

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اے میرے کپڑا اوڑھنے والے (۱) اٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ (۲) اور اپنے رب کی بزرگی کا اعلان کرو (۳) اور اپنے لباس کو پاکیزہ رکھو (۴) اور برائیوں سے پرہیز کرو (۵) اور اس طرح احسان نہ کرو کہ زیادہ کے طلب گار بن جاؤ (۶) اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو (۷) پھر جب صور پھونکا جائے گا (۸) تو وہ دن انتہائی مشکل دن ہوگا (۹) کافروں کے واسطے تو ہرگز آسان نہ ہوگا (۱۰) اب مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا ہے (۱۱) اور اس کے لئے کثیر مال قرار دیا ہے (۱۲) اور نگاہ کے سامنے رہنے والے بیٹے قرار دیئے ہیں (۱۳) اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دے دی ہے (۱۴) اور پھر بھی چاہتا ہے کہ اور اضافہ کردوں (۱۵) ہرگز نہیں یہ ہماری نشانیوں کا سخت دشمن تھا (۱۶) تو ہم عنقریب اسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے (۱۷) اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا (۱۸) تو اسی میں مارا گیا کہ کیسا اندازہ لگایا (۱۹) پھر اسی میں اور تباہ ہوگیا کہ کیسا اندازہ لگایا (۲۰) پھر غور کیا (۲۱) پھر تیوری چڑھا کر منہ بسور لیا (۲۲) پھر منہ پھیر کر چلا گیا اور اکڑ گیا (۲۳) اور آخر میں کہنے لگا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو پرانے زمانے سے چلا آرہا ہے (۲۴) یہ تو صرف انسان کا کلام ہے (۲۵) ہم عنقریب اسے جہنم واصل کردیں گے (۲۶) اور تم کیا جانو کہ جہنم کیا ہے (۲۷) وہ کسی کو چھوڑنے والا اور باقی رکھنے والا نہیں ہے (۲۸) بدن کو جلا کر سیاہ کردینے والا ہے (۲۹) اس پر انیس فرشتے معین ہیں (۳۰)

تفسیر

اے چادر اوڑھے والے اٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بزرگی کی اعلان کرو اور اپنے لباس کو پاکیزہ رکھو۔

فرماتے الْمُدَّثِّرُ ① یعنی چادر اوڑھنے والا مراد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور فَأَنْذِرْ ② یہ بھی رسول خدا کو حکم ہو رہا ہے۔ اور رجعت کے دن کا قیام مراد ہے یعنی رسول خداؐ سے رجعت کے دن کہا جائے کہ اٹھو اور ان لوگوں کو ڈراؤ۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ③ : یعنی کپڑوں کو پاک رکھو۔ یعنی کپڑوں کو اٹھا کر رکھو۔ فرماتے ہیں یہ ہمارے شیعوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے لباس کو پاک و پاکیزہ رکھیں۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ④ اور برائیوں سے پرہیز کرو۔

رُجْزَ سے مراد خبیث ہے یعنی خباب سے ہر ہیز کرو۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ⑤ اور اس طرح احسان نہ کرو کہ زیادہ کے طلب گار بن جاؤ۔ ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اس مراد یہ ہے۔ کسی کو عطیہ اس انداز سے نہ دو کہ وہ اور کا طلب گار بن جائے۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ⑥ ..ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ⑪ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن انتہائی مشکل ہوگا کافروں کے واسطے تو ہرگز آسان نہ ہوگا اب مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا ہے فرماتے ہیں کہ آیت ولید بن مغیرۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ولید مکہ کا ایک مشہور اور جانا پہنچانا و معروف شخص تھا جس کی عقل و خرد کے تمام مشرکین مکہ قائل تھے اور مکہ والے اپنے اہم مسائل میں اس سے مشورہ کیا کرتے تھے اور یہ بدبخت رسول خداؐ کو فراق و مزاح کرنے میں بھی پیش پیش تھا۔ ایک دن حضرت رسول خداؐ حجر اسماعیل میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے قریش ولید کے پاس گئے اور اس سے کہا اے عبدالشمس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پڑھ رہا ہے وہ کیا ہے کیا وہ شعر پڑھ رہا ہے یا خطبہ ہے یا کہانت ہے؟

اس نے کہا مجھے اس کے قریب لے جاؤ تا کہ میں کی کلام سنوں پھر بتاؤں گا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے پس جب وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا تو اس نے کہا اے محمد اپنے کچھ اشعار مجھے بھی سناؤ۔

آپ نے فرمایا اے ولید یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے پھر اس نے کہا اچھا اس سے کچھ مجھے بھی سناؤ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ حٰم السجدہ کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ جب آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ⑬ اور اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے میں نے تمہیں ایسی بجلی سے ڈرایا ہے جیسی بجلی قوم عاد و ثمود پر آئی تھی۔ (سورہ فصلت)

راوی بیان کرتا ہے کہ ولید نے جب اس آیت کو سنا تو کانپنے لگا اور اس کے سر اور ڈاڑھی کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور فوراً اٹھا اور اپنے گھر چلا گیا پھر قریش والوں کے پاس نہ آیا قریش والے اکٹھے ہو کر ابوجہل کے پاس چلے گئے اسے کہا۔ اے بوالحکم۔ ابوعبدالشمس اپنے دین سے نکل گیا ہے اور اس نے محمدؐ کے دین کو اختیار کر لیا ہے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ جب سے یہاں سے گیا ہے وہ واپس مڑ کر نہیں آیا۔

ابوجہل ولید کے پاس گیا اور کہا اے چاچا جان آپ نے ہمارے سروں کو جھکا دیا ہے اور ہمیں رسواء کر دیا ہے اور ہمارے دشمنوں کو خوش کر دیا ہے آپ نے محمدؐ کے دین اختیار کر لیا ہے یہ سن کر ولید نے کہا۔ تم لوگوں کو کس نے کہا ہے کہ میں نے دین محمد کو اپنا لیا ہے میں نے تو اس کا کلام سنا ہے جس کو سن کر میں لرزا کر رہ گیا ہوں۔

ابوجہل نے کہا جو کلام آپ نے محمدؐ کا سنا ہے کیا وہ خطبات ہیں ولید نے کہا نہیں کیونکہ خطبات کا کلام متصل کلام ہوتا ہے یہ کلام نثر ہے کہ جس کا بعض بعض کے مشابہ نہیں ہے۔

ابوجہل نے کہا کیا اس کا کلام شعر ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ شعر بھی نہیں ہے میں نے عرب کے شعراء کا کلام سنا ہوا ہے۔ ان کا کلام چاہے مدید ہو یا بسیط رمل ہو یا رجز میں نے سب سنا ہے محمدؐ کا کلام شعر بھی نہیں ہے۔

ابوجہل نے سوال کیا کہ آخر محمدؐ کا کلام ہے کیا؟

اس نے کہا کہ مجھے مہلت دو پھر میں بتاؤں گا کہ یہ کلام کیا ہے؟ دوسرے دن ابوجہل ولید کے پاس آیا اس نے کہا تم نے محمدؐ کے کلام کے بارے میں سوچا ہے کہ یہ کیا ہے؟

ولید نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں نے سوچ لیا ہے محمد کا کلام جادو ہے جو لوگوں کے دلوں پر اثر کرتا ہے۔ اس وقت رسول خداؐ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ⑪ .

ولید کو وحید اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس نے قریش سے کہا تھا۔

انا الوحید ابن الوحید یس لی فی عرب نظیر ورا لابی نظیرہ میں وحید ابن وحید ہوں میری عرب میں کی کی مثل نظیر نہیں ہے۔ نہ ہی میرے والد کی مثل اور نظیر تھا۔

اس کے پاس مال بہت زیادہ تھا اس کے مکہ میں دس بیٹے تھے اور اس کے مکہ میں دس غلام تھے اور ہر عبد و غلام کے پاس ایک ہزار ہزار دینار تھے جو ان کے ساتھ تجارت کرتے تھے اور یہ اس دور کا ایک خزانہ تھا۔ اور کہا جاتا اس کے خزانے سے بیل کی کھال کو بھرا جا سکتا تھا۔ (مجمع البیان میں ذکر ہے کہ اس کے باپ اصلی کا کسی کو پتہ ہی نہیں تھا مترجم)

تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ⑪ -

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ⑰ کو ہم عنقریب اسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے۔ علامہ فرماتے ہیں جہنم میں ایک پہاڑ

ہے جس کا نام صعود ہے۔

ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ پھر غور کیا پھر تیوری چڑھا کر منہ بسور لیا۔ یعنی اس نے اپنے۔ تیوری چڑھائی اور منہ بنالیا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ پھر اس نے منہ موڑا اور تکبر کرتے ہوئے مڑ گیا اور اس نے کہا یہ تو ایک جادو ہے جو پرانے زمانے سے چلا آرہا ہے یہ تو طرف انسان کا کلام ہے۔ ہم عنقریب اسے جہنم واصل کر دیں گے۔ اور تم کیا جانو کہ جہنم کیا ہے۔ سقر جہنم کی وادی کا نام ہے۔

لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ وہ کسی کو چھوڑنے والا اور باقی رکھنے والا نہیں ہے۔

یعنی اس دونوں فعلوں کا مفعول محذوف ہے اصل عبارت یہ ہے۔

لَا تُبْقِيْهِ وَلَا تَذَرُهٗ۔ یعنی وہ کسی کو بھی چھوڑنے والی نہیں اور باقی رکھنے والی نہیں لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ بدن کو جلا کر سیاہ کر دینے والی ہے۔ اور اس پر انیس (19) فرشتے معین ہیں۔

یعنی وہ آگ اس پر چمکتی ہے اور اس کو جلا کر سیاہ کر دے گی اور اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں جو ان کو عذاب دیں گے۔

آیت نمبر ۳۱ تا ۵۶

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾

وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

ترجمہ

اور ہم نے جہنم کا نگہبان صرف فرشتوں کو قرار دیا ہے اور ان کی تعداد کو کفار کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ اہل کتاب کو یقین حاصل ہو جائے اور ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب یا صاحبان ایمان اس کے بارے میں کسی طرح کا شک نہ کریں اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور کفار یہ کہنے لگیں کہ آخر اس مثال کا مقصد کیا ہے اللہ اسی طرح جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اس کے لشکروں کو اس کے علاوہ کوئی نہیں

جانتا ہے یہ تو صرف لوگوں کی نصیحت کا ایک ذریعہ ہے (۳۱) ہوشیار ہمیں چاند کی قسم (۳۲) اور جاتی ہوئی رات کی قسم (۳۳) اور روشن صبح کی قسم (۳۴) یہ جہنم بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے (۳۵) لوگوں کے ڈرانے کا ذریعہ (۳۶) ان کے لئے جو آگے بڑھنا چاہیں (۳۷) ہر نفس اپنے اعمال میں گرفتار ہے (۳۸) علاوہ اصحابِ یمین کے (۳۹) وہ جنتوں میں رہ کر آپس میں سوال کر رہے ہوں گے (۴۰) مجرمین کے بارے میں (۴۱) آخر تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا ہے (۴۲) وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزار نہیں تھے (۴۳) اور مسکین کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے (۴۴) لوگوں کے برے کاموں میں شامل ہو جایا کرتے تھے (۴۵) اور روزِ قیامت کی تکذیب کیا کرتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی (۴۷) تو انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی (۴۸) آخر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں (۴۹) گویا بھڑکے ہوئے گدھے ہیں (۵۰) جو شیر سے بھاگ رہے ہیں (۵۱) حقیقتاً ان میں ہر آدمی اس بات کا خواہش مند ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں عطا کر دی جائیں (۵۲) ہرگز نہیں ہو سکتا اصل یہ ہے کہ انہیں آخرت کا خوف ہی نہیں ہے (۵۳) ہاں ہاں بیشک یہ سراسر نصیحت ہے (۵۴) اب جس کا جی چاہے اسے یاد رکھے (۵۵) اور یہ اسے یاد نہ کریں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے کہ وہی ڈرانے کا اہل اور مغفرت کا مالک ہے (۵۶)

تفسیر

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۔ اور ہم جہنم کے نگران فقط فرشتوں کو قرار دیا ہے۔

یعنی: وہ ملائکہ لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ اور ہم نے ان کی مقدار کو کفار کی آزمائش کی ذریعہ بنایا ہے۔

فرماتے ہیں جہنم میں ہر ایک مرد کے اوپر انیس (۱۹) فرشتوں کو معین کیا جائے گا جو عذاب دیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم نے فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالعباس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے یحییٰ بن زکریا سے نقل کیا ہے

اور اس نے علی بن حسان سے نقل کیا اور اس نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول ۔ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ کے بارے میں فرمایا: وحید سے مراد ولد الزنا ہے اور یہ زمر ہے۔

وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ [illegible] میں بہت زیادہ مال قرار دیا۔

یعنی: اس کے لئے مال ایک [illegible] وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ ۔ اور اس کی نگاہ کے سامنے اپنے والے بیٹے۔ مراد ہے کہ اسے اصحاب اس کے تھے جو گواہی دیتے تھے کہ محمد رسول اللہ کا کوئی وارث نہیں ہے۔ وَمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ اور ہر قسم کے مال میں اس کو وسعت دے دی۔

یعنی وہ مال جو اس کی ملکیت میں تھا ہم نے اس میں اس کو وسعت دے دی۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ ۔ پھر بھی چاہتا ہے کہ اور اضافہ ہو جائے ہرگز نہیں یہ ہماری نشانیوں کا سخت دشمن ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول خدا سے عناد و دشمنی کی وجہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کا دشمن ہے۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ تو ہم عنقریب اس کو سخت عذاب میں گرفتار کریں گے۔ جس کے بارے میں اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا۔

یعنی جس ولایت کا ہم نے اس کو حکم دیا تھا اس میں اس نے فکر کی ہے اور اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ رسول خدا نے جو ولایت امیر المومنین کے سپرد کی ہے اور اس پر اس نے بیعت بھی کر لی ہے یہ رسول خدا کے بعد یہ ولایت امیر المومنین کے ہم سپرد نہیں کریں گے۔

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ۔ پس وہ قتل کیا گیا اور کس انداز سے قتل کیا گیا پھر قتل کیا گیا اور کس انداز میں قتل کیا گیا۔

فرماتے ہیں کہ اس کو عذاب کے بعد عذاب دیا جائے اور کس قدر سخت ہوگا اور وہ عذاب دینے والا قائم آل محمد علیہ السلام ہوگا۔ پھر وہ نبی اور امیر المومنین کی طرف دیکھے گا۔ وہ منہ موڑ کر چلے جائیں گے۔ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ : یعنی وہ تیوری چڑھائے گا اور جو اس کو حکم دیا گیا تھا۔

اس سے اس نے منہ موڑ لیا۔ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ وہ منہ پھیر کر چلا گیا اور اکڑ گیا۔ اور اس نے کہا کہ یہ فقط جادو ہے جو لوگوں میں موثر ہے۔ اس کے بارے میں فرماتے ہیں زفر نے کہا تھا کہ نبی اکرم لوگوں پر علی کے بارے میں جادو کرتے ہیں جو ان پر موثر ہو رہا ہے۔

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ : اور یہ نہیں مگر ایک انسان کا قول ہے۔

فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول خدا جو کچھ علی علیہ السلام کے بارے ہی کہتے ہیں یہ وحی خدا نہیں ہے بلکہ یہ ان کا اپنا قول ہے۔

ان کے اس کہنے کے وجہ سے ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

علامہ علی بن ابراہیم: فرماتے ہیں کہ یہ قول خدا۔ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ : ہر نفس اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا سوائے اصحاب یمین کے علامہ فرماتے ہیں یمین سے امیر المومنین مراد ہیں اور آپ کے اصحاب سے مراد آپ شعیہ ہیں اور یہ شیعیان علی علیہ السلام جنت میں رہ کر آپس میں ایک دوسرے سے مجرموں کے بارے میں سوال کریں گے۔ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ : آخر کس چیز نے تم کو جہنم واصل کر دیا ہے۔

علی علیہ السلام کے شیعہ آل محمد کے دشمنوں سے سوال کریں گے کہ کس چیز کی وجہ سے تم جہنم میں داخل ہوئے ہو تو وہ جواب میں کہیں گے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ : ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ وہ جواب دیں گے کہ ہم آل محمد کی اتباع نہیں کرتے گویا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نماز نہیں پڑھاتا وہ آل محمد علیہم السلام کی اتباع نہیں کرتا۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ : اور ہم مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ ہم آل محمد کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے اور ان کا خمس جو ان کے قربی اور مساکین اور ابن سبیل کا حق تھا وہ نہیں ادا کرتے تھے۔

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾

لوگوں کے برے کاموں میں شامل ہو جاتے تھے اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں مراد ہے جب لوگ آل محمدؐ پر ظلم کرتے تو ہم ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور قیامت کا دن کہ جزاء سزاء کا دن ہے اس کی تکذیب کرتے تھے۔ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ یہاں تک کہ ہمیں یقین آ گیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یقین سے مراد موت ہے۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ ۔ پس ان لوگوں کو کسی سفارشی کی سفارش بھی فائدہ نہیں دے گی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ دشمن آل محمد کی اگر تمام مقرب فرشتے نبی مرسل خدا کی بارگاہ میں سفارش کریں تب بھی خدا اس کے حق میں کسی کی سفارش کو قبول نہیں کرے گا۔ یعنی یہ قابل بخشش ہے ہی نہیں۔ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ آ

ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں مراد ہے کہ آخر ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ امیر المومنین کی ولایت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ ۔ گویا یہ بھڑکے ہوئے گدھے جو شیعہ سے بھاگ رہے ہیں۔

قسورہ یعنی اسد، یعنی شیر، هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ۔ یعنی ان کو چاہیے کہ تقویٰ اختیار کریں اور مغفرت طلب کریں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے الحسین بن محمد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے المعلی بن محمد سے اور انہوں نے الحسن بن علی الوشا سے اور انہوں نے ابن الفضیل سے اور انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ اسلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں نقل کیا ہے۔

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ : یہ بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے جو لوگوں کو ڈرانے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مراد ہے حضرت فاطمۃ بنت رسول خدا ایک بڑی چیز ہے۔

ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول میں فرمایا بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ ۔ یقیناً ان میں سے ہر ایک آدمی اس بات کا خواہش مند ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دی جائیں۔

آپ نے فرمایا: لوگ رسول خدا کے پاس آئے اور ان سے کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر ملی ہے کہ نبی اسرائیل والے جب کوئی گناہ کرتے تھے تو جب وہ صبح کرتے تو ان کی پیشانی پر لکھا ہوتا تھا کہ اس نے یہ گناہ کیا ہے اور یہ کافر ہو گیا ہے۔ تو ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ تو اس وقت جبرائیل علیہ اسلام رسول خدا پر نازل ہوئے اور کہا۔ آپ کی امت نبی اسرائیل والی سنت و روش کا آپ سے سوال کرتے ہیں۔ اگر یہ ایسے ہی چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھی ایسے ہی کر دیا کریں گے۔ تو پھر جن گناہوں کی وجہ سے ہم نے نبی اسرائیل کا مواخذہ کیا تھا ان پر ان کا بھی مواخذہ ہو جائے گا ان کا گمان ہے کہ رسول خدا اس کو اپنی قوم میں پسند نہیں کریں گے۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ

سورۃ القیامت یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 40 ہے اور اس کے رکوع دو ہیں اور موجودہ قرآن میں اس کا نمبر 75 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 31 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے روایت ہے۔

آپ نے فرمایا:

جو شخص پابندی کے ساتھ سورہ قیامت کی تلاوت کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سورہ کو قیامت والے دن اپنے قاری کی قبر سے خوبصورت شکل کے ساتھ اس قاری کے ساتھ اٹھائے گا۔ اور یہ مسلسل اس کو بشارت دیتی رہے گی۔ اور اس کے سامنے خوش رہے گی یہاں تک کہ پل صراط اور میزان سے وہ گزر جائے گا اور جنت میں داخل ہو جائے گا۔

نیز رسول خدا نے فرمایا:

جو شخص سورہ قیامت کی تلاوت کرے گا۔ تو میں اور جبرائیل امین اسی کے لیے قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتا تھا اور اس دن اس کا چہرہ تمام لوگوں سے زیادہ درخشندہ ہوگا۔ (نور الثقلین)

آیت نمبر ۱ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ يَقُوْلُ

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۵ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝۱۶ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝۱۷ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝۱۹

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

میں روزِ قیامت کی قسم کھاتا ہوں (۱) اور برائیوں پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں (۲) کیا یہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے (۳) یقیناً ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پور تک درست کر سکیں (۴) بلکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنے سامنے برائی کرتا چلا جائے (۵) وہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ قیامت کب آنے والی ہے (۶) تو جب آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی (۷) اور چاند کو گہن لگ جائے گا (۸) اور یہ چاند سورج اکٹھا کر دیئے جائیں گے (۹) اس دن انسان کہے گا کہ اب بھاگنے کا راستہ کدھر ہے (۱۰) ہرگز نہیں اب کوئی ٹھکانہ نہیں ہے (۱۱) اب سب کا مرکز تمہارے پروردگار کی طرف ہے (۱۲) اس دن انسان کو بتایا جائے گا کہ اس نے پہلے اور بعد کیا کیا اعمال کئے ہیں (۱۳) بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے حالات سے خوب باخبر ہے (۱۴) چاہے وہ کتنے ہی عذر کیوں نہ پیش کرے (۱۵) دیکھئے آپ قرآن کی تلاوت میں عجلت کے ساتھ زبان کو حرکت نہ دیں (۱۶) یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسے جمع کریں اور پڑھوائیں (۱۷) پھر جب ہم پڑھوا دیں تو آپ اس کی تلاوت کو دہرائیں (۱۸) پھر اس کے بعد اس کی

وضاحت کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے (۱۹)

تفسیر

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ پس روز قیامت کی قسم کھاتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں یہ لا زائدہ ہے جو تاکید کے لیے آیا ہے۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ ۔ اور برائیوں پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس نفس لوامہ سے مراد حضرت آدم علیہ اسلام ہیں۔

جب ان سے ترک اولیٰ ہوئی تو خدا نے ان کی ملامت کی۔ تو اس کے بعد آپ نے خود اپنی ملامت کی۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ ۔ کیا یہ انسان گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں جمع نہیں کر سکیں گے۔ کیوں نہیں یقیناً ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پورے تک درست کر سکیں یعنی اگر اللہ چاہے گا تو ان کی ہڈیاں تو ایک طرف ہم اس انگلیوں کے پورے کے اطراف کو بھی جمع کریں گے یعنی ہم اس پر قادر ہیں۔

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ بلکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے سامنے برائی ہی کرتا چلا جائے۔

یعنی انسان چاہتا ہے کہ گناہ جلدی کرے اور توبہ کو مؤخر کر دے اور یہ کہتا رہے کہ میں عنقریب توبہ کر لوں گا۔

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ ۔ اور یہ پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ یعنی قیامت کب واقع ہوگی۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ ۔ پس جب آنکھیں اس طرح پتھرا جائیں گی وہ طاقت نہیں رکھتا ہوگا کہ وہ ان کو بلند کر سکے۔

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ ۔ پر اب کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔

یعنی کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ ۔ اس دن انسان کو بتایا جائے گا کہ اس نے پہلے اور بعد میں کیا کیا اعمال انجام دے ہیں۔

یعنی قیامت کے دن انسان کو اس کے تمام اعمال کے بارے میں خبر دی جائے گی خواہ پہلے والے یا بعد والے ہوں۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

بلکہ انسان خود بھی اپنے حال کے بارے میں خوب باخبر ہوگا۔ اگرچہ وہ اس کے کتنے ہی عذر کیوں نہ

پیش کرے۔

یعنی انسان قیامت کے دن اپنے اعمال سے باخبر ہوگا اور پھر وہ اپنے برے اعمال کے بارے عذر پیش کرے گا کہ میں نے اس وجہ سے مثلاً یہ کام کیا تھا۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ ۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس قرآن کو جمع کریں اور اس کو پڑھوائیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد آل محمد علیہ اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قرآن کو جمع کریں اور اس کو پڑھوائیں۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ۔ پھر جب ہم پڑھ دیں تو آپ اس کی تلاوت کو دہرائیں۔

یعنی جو آل محمد تم لوگوں کو قرآن پڑھوائیں تو اس کی تلاوت ہی ان کی اتباع کرو (اس سے معلوم) ہو جو قرائت آل محمد ہے تمہیں اس کی اتباع کریں دوسرے قاریوں کی قرائت کی اتباع نہ کریں۔ (مترجم)

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ ۔ پھر اس کی وضاحت کرنا یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے یعنی اس کی تفسیر کرنا بھی ہم آل محمد کی ذمہ داری ہے۔ (لہٰذا جو آل محمد ہٹ کر تفسیر ہو وہ تفسیر بالرائے ہے جو قبول نہیں مترجم)

آیت نمبر ۲۰ تا ۴۰

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ
بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ
الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ۝
فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ
يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ
فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

ترجمہ

نہیں بلکہ تم لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہو (۲۰) اور آخرت کو نظر انداز کئے ہوئے ہو (۲۱) اس دن بعض چہرے شاداب ہوں گے (۲۲) اپنے پروردگار کی نعمتوں پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے (۲۳) اور بعض چہرے افسردہ ہوں گے (۲۴) جنہیں یہ خیال ہوگا کہ کب کمر توڑ مصیبت وارد ہو جائے (۲۵) ہوشیار جب جان گردن تک پہنچ جائے گی (۲۶) اور کہا جائے گا کہ اب کون جھاڑ پھونک کرنے والا ہے (۲۷) اور مرنے والے کو خیال ہوگا کہ اب سب سے جدائی ہے (۲۸) اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی (۲۹) آج سب کو پروردگار کی طرف لے جایا جائے گا (۳۰) اس نے نہ کلامِ خدا کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی (۳۱) بلکہ تکذیب کی اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اپنے اہل کی طرف اکڑتا ہوا گیا (۳۳) افسوس ہے تیرے حال پر بہت افسوس ہے (۳۴) حیف ہے اور صد حیف ہے (۳۵) کیا انسان کا خیال یہ ہے کہ اسے اسی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا (۳۶) کیا وہ اس منی کا قطرہ نہیں تھا جسے رحم میں ڈالا جاتا ہے (۳۷) پھر علقہ بنا پھر اسے خلق کر کے برابر کیا (۳۸) پھر اس سے عورت اور مرد کا جوڑا تیار کیا (۳۹) کیا وہ خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر سکے (۴۰)

تفسیر

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ . نہیں بلکہ تم لوگ دنیا سے محبت کرتے ہو۔

یعنی موجودہ دنیا سے محبت کرتے ہو۔ آخرت کا ارادہ نہیں رکھتے۔

وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ . اور آخرت کو نظر انداز کر رہے ہو۔

یعنی آخرت کو تم چھوڑ رہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ . اور اس دن بعض چہرے شاداب ہو گئے یعنی چمکتے ہونگے۔

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ . وہ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے وہ اپنے رب کی رحمت کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ . اور بعض چہرے اس دن افسردہ ہونگے۔

فرماتے ہیں مراد ہے ذلیل ہونگے۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ . جب جان گردن تک آجائے گی۔

یعنی جان نفس (روح) گردن تک پہنچ جائے گی۔

وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ . اس وقت کہا جائے گا کون ہے جو اس کو نجات دے۔

یعنی اس وقت انسان سے کہا جائے گا کون ہے جو تجھے موت سے نجات دے گا۔

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ . اور وہ مرنے والا گمان کرے گا کہ اب وہ جدا ہونے والا ہے۔

یعنی آخری وقت مرنے والے کو یقین ہو جائے گا کہ اب دنیا سے جدائی کا وقت آگیا ہے۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی۔

یعنی اس وقت دنیا آخرت سے مل جائے گی۔ یعنی آنکھ بند ہونے قبل دنیا اور بعد میں آخرت یوں دنیا اور آخرت ملی ہوگی۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ . آج اسے تیرے رب کی طرف لے جایا جائے گا۔ مساق۔ یعنی خدا کی طرف لے جایا جائے گا۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ . پس اس نے کلام خدا کی نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے دن لوگوں کو جمع کیا تا کہ ان سے علی علیہ السلام کی بیعت لی جائے تو جب لوگوں کو رسول خدا کے علی کے بارے اطلاع ہوئی کہ آپ کا یہ ارادہ ہے۔ جو اللہ کا ارادہ ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں خبر دینا چاہتے ہیں۔ تو کچھ لوگ واپس پلٹ گئے۔ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری سے مشورہ کیا اور پھر اپنے اہل کی طرف چلا گیا اور اس نے کہا علی کی ولایت وخلافت کا اقرار کبھی نہیں کروں گا۔

اور اس سلسلے میں محمد کی بات کی بھی تصدیق نہیں کروں گا۔

تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اس نے نہ کلام خدا کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ تکذیب کی اور منہ

پھیر لیا پھر اپنے اہل کی طرف اکڑتا ہوا چلا گیا افسوس ہے تیرے حال پر افسوس۔ اور حیف ہے صد حیف اے فاسق و فاجر بندے تیرے لئے افسوس و حیف ہے۔

پس رسول خدا منبر پر گئے اور اس سے برائت کا اعلان کریں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ ۔ آپ عجلت سے زبان کو حرکت نہ دیں۔

تو رسول خدا خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کیا۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے اسی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔

یعنی اس کا حساب نہیں ہوگا۔ اس کو عذاب نہیں ہوگا اس سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا اور کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ۔ کیا انسان اس منی کا قطرہ نہیں تھا۔ جسے رحم میں ڈالا جاتا ہے۔

یعنی جب مرد اپنے بیوی سے مباشرت کرتا ہے تو اس وقت منی انسان کی اس کی بیوی کے رحم میں جاتی ہے۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ پھر علقہ بنایا پھر اسے خلق کیا اور برابر کیا۔ پھر اس سے عورت اور مرد کا جوڑا بنایا۔

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ۔ کیا وہ خدا اس بات قادر نہیں ہے کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت ان لوگوں کا رد ہے جو حشر و نشر اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہیں۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ ینبو الانسان یومئذ بما قدم واخر.

آپ نے فرمایا: جو کچھ وہ خبر نشر کر کے جا چکا ہوگا اس کے بارے میں بھی اس کو خبر دی جائے گی۔ اور جو سنت خواہ وہ نیک یا بدی اس دنیا میں قائم کرے گیا ہوگیا تا کہ اس کے بعد اس پر عمل ہوا گر وہ بری ہوئی تو اس کا بوجھ بھی اس پر ہوگا اور کرنے والے سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا اور اگر وہ خیر کی سنت ہوگی تو اس کا ثواب بھی اسے ملے گا اور فاعل سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ

یہ سورۃ الدھر (سورہ انسان) یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 31 ہے اور اس کے رکوع دو ہیں۔ اور اس کی موجودہ قرآنی ترتیب میں نمبر 76 اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 98 ہے۔

تلاوت کا ثواب:۔

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

جو شخص ہر جمعرات کی صبح کو سورہ الدھر کی تلاوت کرے گا۔ تو خداوند عالم اس کو ایک سو حور العین عطاء کرے گا۔ اور چار سو مومنات عورتوں سے اس کی شادی کروائے گا اور قیامت کے دن وہ رسول خدا کے ساتھ ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۵

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ

مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿١١﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ
بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿١٥﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہے کہ جب وہ کوئی قابلِ ذکر شے نہیں تھا (۱) یقیناً ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا ہے تا کہ اس کا امتحان لیں اور پھر اسے سماعت اور بصارت والا بنا دیا ہے (۲) یقیناً ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفرانِ نعمت کرنے والا ہو جائے (۳) بیشک ہم نے کافرین کے لئے زنجیریں، طوق اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کا انتظام کیا ہے (۴) بیشک ہمارے نیک بندے اس پیالہ سے پئیں گے جس میں شراب کے ساتھ کافور کی آمیزش ہوگی (۵) یہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے اور جدھر چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے (۶) یہ بندے نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے (۷) یہ اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (۸) ہم صرف اللہ کی مرضی کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں ورنہ نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ (۹) ہم اپنے پروردگار سے اس دن کے بارے میں ڈرتے ہیں جس دن چہرے بگڑ جائیں گے اور ان پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی (۱۰) تو خدا نے انہیں اس دن کی سختی سے بچا لیا اور تازگی اور سرور عطا

کر دیا (۱۱) اور انہیں ان کے صبر کے عوض جنّت اور حریر جنّت عطا کرے گا (۱۲) جہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے نہ آفتاب کی گرمی دیکھیں گے اور نہ سردی (۱۳) ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ہوگا اور میوے بالکل ان کے اختیار میں کر دیئے جائیں گے (۱۴) ان کے گرد چاندی کے پیالے اور شیشے کے ساغروں کی گردش ہوگی (۱۵)

تفسیر

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿١﴾

یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر شئی نہیں تھا یعنی وہ علم اور وہ یاداشت میں تھا اور ایک اور حدیث ہے کہ وہ علم میں تھا لیکن یاداشت میں نہ تھا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ اور ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا تا کہ ہم اس کا امتحان لیں۔

یعنی نَّبْتَلِيْهِ سے مراد ہے تا کہ ہم اس کو آزمائش اور امتحان لیں۔

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٢﴾ پس ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا قرار دیا۔

پھر فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ ۔ ہم نے اس کو راستے کی ہدایت کر دی یعنی ہم نے انسان کے لئے نیکی اور بدی کا راستہ بیان کر دیا ہے۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿٣﴾ ۔ خواہ وہ شکر گزار بن جائے یا کفر اختیار کرے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جبر والے عقیدہ کا رد ہے جو لوگ اس بات کا عقیدہ رکھتے کہ انسان بے بس ہے ان کو رد کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے کہ انسان مجبور نہیں ہے۔ ہم نے ہدایت اور بدی دونوں راستے اس کے لئے کھول کر بیان کر دیے ہیں اب اس کی اپنی مرضی ہے کہ ہدایت والے راستہ کو اپنا کر شاکر ہو جائے یا بدی کا راستہ اختیار کرے اور کفر اختیار کرے یہ انسان کا اپنا چناؤ ہے۔ لہذا یہ عقیدہ کہ انسان کا اپنا فعل کوئی نہیں ہے یہ عقیدہ باطل ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور اس نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے یہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے خدا نے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿٣﴾ ۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب انسان کی مرضی ہے کہ وہ ہدایت کو حاصل کر کے خدا کا شکر گزار بندہ بن جائے یا ہدایت

کے راستہ کو چھوڑ کر کفر کرنے والا بن جائے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے خدا کے اس قول۔ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ کے بارے میں فرمایا کہ مراد ہے کہ خدا نے انسان مرد اور عورت دونوں کے نطفہ کو ملا کر خلق کیا ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵

بے شک ہمارے نیک بندے اس پیالہ سے پئیں گے جن میں شراب کے ساتھ کافور کی آمیزش ہوگی۔

یعنی وہ پانی ٹھنڈا اور اس کی خوشبو اس انداز میں ہوگی گویا اس میں کافور ملا ہوا ہے۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ چشمے کہ جن سے اللہ کے بندے سیراب ہوں گے بها منها۔ کہ اس مقام پر مہربان کے معنی میں ہے۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷

یہ بندے نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں مُسْتَطِيْرًا ۝۷ سے مراد عظیم ہے یعنی اس کی سختی بہت زیادہ ہوگی۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸

اور یہ بندے اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عبداللہ بن ہمون القدرح سے اور انہوں نے ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

حضرت فاطمہ بنت محمد الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس جو تھے اور آپ نے ان کا آٹا تیار کیا اور پھر اس کی روٹیاں تیار کیں اور جب ان کو سامنے رکھا تا کہ ان کو تناول کریں۔ تو ایک مسکین آ گیا اور اس نے صدا دی اے اہل بیت خدا تم لوگوں پر رحم کرے مجھے خدا کے دیے ہوئے رزق سے کھانا کھلائیں تو علی علیہ السلام کھڑے ہوئے تو آپ نے ان روٹیوں کا ایک ثلث اٹھا کر مسکین کو دے دیا۔ اور باقی دو ثلث موجود تھے ابھی دوبارہ کھانے کے دستر خوان پر بیٹھے ہی تھے کہ ایک یتیم آ گیا اور اس نے بھی صدا دی اے اہل بیت نبی خدا تم لوگوں پر رحم فرمائے خدا کے دیتے ہوئے رزق سے مجھے کھانا کھلائیں۔

پس امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوئے اور دو ثلث میں سے ایک ثلث پھر اس یتیم کو دے دیا۔ اور ابھی آپ پھر دستر خوان پر تشریف لائے ہی تھے کہ ایک قیدی آ گیا اور اس نے بھی صدا دی اے اہل بیت نبی خدا لوگوں پر رحم فرمائے خدا کے عطا

کردہ رزق مجھے کھانا کھلائیں۔ تو علی علیہ السلام نے وہ آخری ثلث بھی اس قیدی کو اٹھا کر دے دیا۔ اور اس کھانے میں سے کچھ نہ کھایا۔

تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ ۔

وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۲۲ ۔ اور ان کی یہ کوشش وہ ہے جس پر ان کا شکر ادا کیا جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین اور ان کے گھر والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ آیت قیامت تک جاری ساری ہے جو مومن بھی اس انداز میں خدا کی خاطر فعل کو انجام دے گا وہ اس کا مصداق بن جائے گا۔

قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ ۔ اس کا معنی ہے شدید۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ جہاں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے فرماتے ہیں کہ وہ تختوں پر خوبصورت بستروں پر تکیے لگا کر بیٹھے ہوئے ہونگے۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا اور ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ہوگا فرماتے کہ وہ سایہ ان کے سروں کے بالکل قریب ہوگا۔

وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴ اور میوے بالکل ان کے اختیار میں کر دے جائیں گے۔

یعنی درختوں کے پھل ان کے اختیار میں ہونگے اور اتنے قریب ہونگے کہ خواہ کھڑے ہوں یا بیٹھے دونوں حالتوں میں ان کو توڑ کر کھا سکیں گے۔

وَاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝۱۵ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ ان کے گرد چاندی کے پیالے اور شیشے کے ساغروں کی گردش ہوگی اور یہ ساغر بھی چاندی کے ہونگے۔

یعنی ان کے وہ پیالے بڑے بڑے کوزے ہونگے ان میں نہ اذان ہوگی کہ جس سے اذیت ہوتی اور نہ ان میں کوئی عیب ہوگا۔ اور وہ ساغر بھی چاندی کے ہونگے جن میں جنت والے پانی پئیں گے۔

آیت نمبر ۱۶ تا ۳۱

قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝۱۷ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝۱۸ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝۱۹

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ
سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ
مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ
رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ
وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ
تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ
يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ
وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣١﴾

ترجمہ

یہ ساغر بھی چاندی ہی کے ہوں گے جنہیں یہ لوگ اپنے پیمانہ کے مطابق بنالیں گے (۱۶) یہ وہاں ایسے پیالے سے سیراب کئے جائیں گے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی (۱۷) جو جنت کا ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے (۱۸) اور ان کے گرد ہمیشہ نوجوان رہنے والے بچے گردش کررہے ہوں گے کہ تم انہیں دیکھو گے تو بکھرے ہوئے موتی معلوم ہوں گے (۱۹) اور پھر دوبارہ دیکھو گے تو نعمتیں اور ایک ملکِ کبیر نظر آئے گا (۲۰) ان کے اوپر کریب کے سبز لباس اور ریشم کے

حلے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا پروردگار پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا (۲۱) یہ سب تمہاری جزا ہے اور تمہاری سعی قابلِ قبول ہے (۲۲) ہم نے آپ پر قرآن تدریجاً نازل کیا ہے (۲۳) لہٰذا آپ حکمِ خدا کی خاطر صبر کریں اور کسی گنہگار یا کافر کی بات میں نہ آجائیں (۲۴) اور صبح وشام اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہیں (۲۵) اور رات کے ایک حصہ میں اس کا سجدہ کریں اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کرتے رہیں (۲۶) یہ لوگ صرف دنیا کی نعمتوں کو پسند کرتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بڑے سنگین دن کو چھوڑے ہوئے ہیں (۲۷) ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے اعضاء کو مضبوط بنایا ہے اور جب چاہیں گے تو انہیں بدل کر ان کے جیسے دوسرے افراد لے آئیں گے (۲۸) یہ ایک نصیحت کا سامان ہے اب جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کے راستہ کو اختیار کرلے (۲۹) اور تم لوگ تو صرف وہی چاہتے ہو جو پروردگار چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۳۰) وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور اس نے ظالمین کے لئے دردناک عذاب مہیا کررکھا ہے (۳۱)

تفسیر

قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾

یہ ساغر بھی چاندی ہی کے ہونگے جنہیں یہ لوگ اپنے پیمانے کی مقدار میں بنالیں گے۔

فرماتے ہیں کہ ان ساغروں کو جنت والے جتنا بنانا چاہیے وہ بنالیں گے اور ان میں کوئی ہال ہوگا اور نہ کوئی فصل ہوگی۔

سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ : کریب اور ریشم

یعنی جوان کے لباس ہونگے وہ کریب اور ریشم کے ہونگے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ وہ برتن جو چاندی کے ہونگے وہ اس قدر شفاف ہونگے کہ ان سے نظر اس پار کر جائے گی جیسے شیشہ کے برتن سے پار کر جاتی ہے۔

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ : ۔اوران کے اردگرد بچے ہمیشہ گردش کرتے رہیں گے۔
یعنی ہمیشہ وہ نوجوان بچے جوان کا طواف کرتے رہیں گے۔

مُلْكًا كَبِيْرًا ۝۲۰ . بہت بڑی حکومت۔
ایسی حکومت جس کو زوال نہ ہو۔اور جو فنا نہ ہو۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ: ان کے اوپر کریب کے سبز لباس اور ریشم کے حلے ہونگے۔
یعنی ان کے اوپر کپڑے ہونگے جن کو وہ زیب تن کیے ہونگے۔
اس کے بعد خدا اپنے نبی سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝۲۳ ..بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۲۵
ہم نے آپ پر قرآن تدریجاً نازل کیا ہے لہٰذا آپ حکم خدا کی خاطر صبر کریں۔اور کسی گناہ گار اور کافر کی باتوں میں نہ آجائیں اور اپنے رب کو صبح وشام یاد رکھیں۔اور اس کے نام کی تسبیح کریا۔
یعنی مراد ہے صبح اور نصف دن کو صبح سے مراد نماز فجر اور نصف دن سے مراد ظہر میں کی نماز ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝۲۶
رات کے ایک حصہ میں اس کا سجدہ کریں اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کرتے رہیں۔
علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے نماز شب ادا کریں۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ : ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے اعضا کو مضبوط کیا۔یعنی ان کی خلقت کو مضبوط کیا۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ .
اور تم لوگ وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔
یہ آل محمد علیہم السلام کے بارے میں ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسِلٰتِ

یہ سورہ مبارکہ المرسلات کی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد پچاس (50) ہے اور اس کے رکوع دو ہیں اور اس کا موجودہ ترتیب میں نمبر 77 ہے اور اس کا ترتیب نزولی میں نمبر 33 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے۔
جو شخص اس سورہ مرسلات کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت رکھنے والا قرار دے گا۔ نیز مجمع البیان میں یہ روایت ہے۔
رسول خدا فرمایا جو شخص سورہ مرسلات کی تلاوت کرے گا تو اس کے بارے میں لکھا جائے گا یہ شخص مشرکین میں سے نہیں ہے۔(اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۲۶

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝۲ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝۳
فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝۴ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝۵ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝۶ اِنَّمَا
تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹
وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝۱۱ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝۱۲
لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝۱۳ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝۱۴ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۵ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۶ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۷
كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۸ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۹ اَلَمْ

نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ان کی قسم جنہیں تسلسل کے ساتھ بھیجا گیا ہے (۱) پھر تیز رفتاری سے چلنے والی ہیں (۲) اور قسم ہے ان کی جو اشیاء کو منتشر کرنے والی ہیں (۳) پھر انہیں آپس میں جدا کرنے والی ہیں (۴) پھر ذکر کو نازل کرنے والی ہیں (۵) تا کہ عذر تمام ہو یا خوف پیدا کرایا جائے (۶) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ بہر حال واقع ہونے والی ہے (۷) پھر جب تاروں کی چمک ختم ہو جائے (۸) اور آسمانوں میں شگاف پیدا ہو جائے (۹) اور جب پہاڑ اُڑنے لگیں (۱۰) اور جب سارے پیغمبر ایک وقت میں جمع کر لئے جائیں (۱۱) بھلا کس دن کے لئے ان باتوں میں تاخیر کی گئی ہے (۱۲) فیصلہ کے دن کے لئے (۱۳) اور آپ کیا جانیں کہ فیصلہ کا دن کیا ہے (۱۴) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۱۵) کیا ہم نے ان کے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کر دیا ہے (۱۶) پھر دوسرے لوگوں کو بھی ان ہی کے پیچھے لگا دیں گے (۱۷) ہم مجرموں کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرتے ہیں (۱۸) اور آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہی بربادی ہے (۱۹) کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا ہے (۲۰) پھر اسے ایک محفوظ مقام پر قرار دیا ہے (۲۱) ایک معین مقدار تک (۲۲) پھر ہم نے اس کی مقدار معین کی ہے تو ہم بہترین مقدار مقرر کرنے والے ہیں (۲۳) آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو ایک جمع کرنے والا ظرف نہیں بنایا ہے (۲۵) جس میں زندہ مردہ سب کو جمع کریں گے (۲۶)

تفسیر

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ ان کی قسم جس کو تسلسل کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں اس سے مراد آیات ہیں جن کو متواتر نازل کیا گیا بعض بعض کے تابع ہیں۔ بعض نے اس سے مرسلین مراد لیا ہے۔

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ اور پھر ان کی قسم جو تیز رفتاری سے چلنے والی ہیں عامہ فرماتے ہیں اس سے مراد قبر ہے۔

وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ اور قسم ہے ان کی جو اشیاء کو منتشر کرنے والی ہے علامہ فرماتے ہیں اس سے مراد مردوں کو نشر کرنا ہے۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ پھر انہیں آپس میں جدا کرنے والی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں اس مراد دابۃ یعنی جانور ہیں۔

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ پھر ذکر کو نازل کرنے والی یعنی ملائکہ مراد ہیں۔

عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ تا کہ عذر تمام ہو جائے اور ڈر قائم کر دیا جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد تا کہ تمہارا عذر ختم کر دیا جائے اور تمہارے لئے ڈر کو قائم کر دیا۔ علامہ فرماتے یہ جو کچھ خدا نے فرمایا یہ سب قسمیں ہیں اور ان کا جواب قسم یہ ہے۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ تحقیق جس کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ واقع ہو کر رہے گا۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ پس جب ستاروں کی چمک ختم ہو جائے گی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ان کا نور ختم ہو جائے اور وہ گر پڑیں گے۔

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ اور جب آسمان میں شگاف پیدا ہو جائے گا۔ یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور شگاف پیدا ہو جائیں گے۔

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ اور جب پہاڑ اڑنے لگیں گے۔

یعنی ان کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے اور وہ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑنے لگیں گے۔

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ اور جب سارے پیغمبر ایک وقت میں جمع ہو جائیں گے یعنی ان کو مختلف زبانوں میں مبعوث کیا گیا ہوگا لیکن وہ سب جمع ہو جائیں گے۔

لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ بھلا کس وجہ سے ان باتوں میں تاخیر کی گئی۔

اُجِّلَتْ یعنی اُخِّرَتْ۔ تاخیر کی گئی۔

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ فیصلہ کے دن کے لئے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا۔

علامہ فرماتے ہیں وہ حقیر پانی سے منی مراد ہے۔

فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ پھر اسے ہم نے محفوظ مقام پر رکھا۔ مراد قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ سے رحم ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ کیا ہم نے زمین کو ایک جمع کرنے والا ظرف نہیں قرار دیا جس میں زندہ اور مردے سب جمع ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ سے مراد مساکن ہیں یعنی رہنے کی جگہ یعنی گھر جیسا کہ کہا گیا جب امیر المومنین جنگ صفین سے واپس آرہے تھے تو آپ کے قبرستان کی طرف دیکھا تو فرمایا۔ هذه كفات الاموات. یہ مردوں کے مساکن ہیں اور جب آپ نے کوفہ کے گھروں کی طرف دیکھا تو فرمایا: هذه كفات الاحيا. یہ زندہ لوگوں کے مساکن ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾۔

آیت نمبر ۲۷ تا ۵۰

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى
ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ
بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾
هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ

اور اس میں اونچے اونچے پہاڑ قرار دیئے ہیں اور تمہیں شیریں پانی سے سیراب کیا ہے (۲۷) آج جھٹلانے والوں کے لئے بربادی اور تباہی ہے (۲۸) جاؤ اس طرف جس کی تکذیب کیا کرتے تھے (۲۹) جاؤ اس دھوئیں کے سایہ کی طرف جس کے تین گوشے ہیں (۳۰) نہ ٹھنڈک ہے اور نہ جہنم کی لپٹ سے بچانے والا سہارا (۳۱) وہ ایسے انگارے پھینک رہا ہے جیسے کوئی محل (۳۲) جیسے زرد رنگ کے اونٹ (۳۳) آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی اور جہنم ہے (۳۴) آج کے دن یہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے (۳۵) اور نہ انہیں اس بات کی اجازت ہوگی کہ عذر پیش کر سکیں (۳۶) آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۳۷) یہ فیصلہ کا دن ہے جس میں ہم نے تم کو اور تمام پہلے والوں کو اکٹھا کیا ہے (۳۸) اب اگر تمہارے پاس کوئی چال ہو تو ہم سے استعمال کرو (۳۹) آج تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم ہے (۴۰) بیشک متقین گھنی چھاؤں اور چشموں کے درمیان ہوں گے (۴۱) اور ان کی خواہش کے مطابق میوے ہوں گے (۴۲) اب اطمینان سے کھاؤ پیو ان اعمال کی بنا پر جو تم نے انجام دیئے ہیں (۴۳) ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں (۴۴) آج جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۴۵) تم لوگ تھوڑے دن کھاؤ اور آرام کر لو کہ تم مجرم ہو (۴۶) آج کے دن تکذیب کرنے والوں کے لئے ویل ہے (۴۷) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو نہیں کرتے ہیں (۴۸) تو آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۴۹) آخر یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لے آئیں گے (۵۰)

تفسیر

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ قرار دیے ہیں۔ علامہ فرماتے رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ سے مراد بلند بلند چوٹیوں والے پہاڑ ہیں۔

وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ پھر ہم نے تمہیں شرین پانی سے سیراب کیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں فُرَاتًا سے مراد شیریں پانی فرماتے ہیں جو پانی بھی شیریں ہوگا وہ فرات ہی ہوگا۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ جاؤ اس دھویں کے سائے کی طرف کہ جس کے تین گوشے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں اس دھویں میں جہنم کی آگ کے تین گوشے ہوں گے۔

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ وہ سایہ ایسے انگارے پھینک رہا ہوگا۔ جیسے کوئی محل ہو۔

علامہ فرماتے ہیں اس سائے سے اتنے بڑے بڑے آگ کے انگارے گریں گے جو پہاڑوں اور محلوں کی مقدار کے برابر ہونگے۔

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وہ انگارے ایسے ہونگے جیسے زرد رنگ کے اونٹ ہوں جو سیاہ ہو جائیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ بلکہ متقین یقیناً گھنی چھاؤں اور چشموں کے درمیان ہونگے۔

علامہ فرماتے ہیں وہ سائے نور کے ہونگے جو سورج کے نور سے زیادہ چمک دار ہونگے لیکن ان میں سورج والی گرمی نہیں ہوگی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

علامہ فرماتے ہیں مراد جب ان سے کہا جاتا ہے کہ برحق کی اتباع کرو تو نہیں کرتے۔

اس کے بعد خدا اپنے نبی سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ آخر یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لے آئیں گے۔ یعنی جو کچھ ان کے لئے ہم واضح وروشن کر کے بیان کر دیا ہے پھر بھی اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو کس بات پر ایمان لائیں گے۔

ابوبصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول کے بارے میں نقل کیا۔ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ آپ نے فرمایا مراد ہے۔ جب ستاروں کی روشنی چلی جائے گی۔

اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ یعنی مراد ہے اجل تمام ہوگی ہے۔

سُوْرَةُ النَّبَا

یہ سورہ نبا کی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (40) ہے۔ اور اس کے رکوع دو ہیں۔ اور موجودہ قرآن کی ترتیب میں اس کا نمبر 78 ہے اور اس کا ترتیب نزولی میں نمبر 80 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ہر روز سورہ نبا کی تلاوت کرے گا سال ختم ہونے قبل وہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ
اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ
مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ
فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ
كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ

یہ لوگ آپس میں کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں (۱) بہت بڑی خبر کے بارے میں (۲) جس کے بارے میں ان میں اختلاف ہے (۳) کچھ نہیں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۴) اور خوب معلوم ہو جائے گا (۵) کیا ہم نے زمین کا فرش نہیں بنایا ہے (۶) اور پہاڑوں کی میخیں نہیں نصب کی ہیں (۷) اور ہم ہی نے تم کو جوڑا بنایا ہے (۸) اور تمہاری نیند کو آرام کا سامان قرار دیا ہے (۹) اور رات کو پردہ پوش بنایا ہے (۱۰) اور دن کو وقتِ معاش قرار دیا ہے (۱۱) اور تمہارے سروں پر سات مضبوط آسمان بنائے ہیں (۱۲) اور ایک بھڑکتا ہوا چراغ بنایا ہے (۱۳) اور بادلوں میں سے موسلا دھار پانی برسایا ہے (۱۴) تاکہ اس کے ذریعہ دانے اور گھاس برآمد کریں (۱۵) اور گھنے گھنے باغات پیدا کریں (۱۶) بیشک فیصلہ کا دن معین ہے (۱۷) جس دن صور پھونکا جائے گا اور تم سب فوج در فوج آؤ گے (۱۸) اور آسمان کے راستے کھول دیئے جائیں گے اور دروازے بن جائیں گے (۱۹) اور پہاڑوں کو جگہ سے حرکت دے دی جائے گی اور وہ ریت جیسے ہو جائیں گے (۲۰) بیشک جہنم ان کی گھات میں ہے (۲۱) وہ سرکشوں کا آخری ٹھکانا ہے (۲۲) اس میں وہ

مدتوں رہیں گے (۲۳) نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھ سکیں گے اور نہ کسی پینے کی چیز کا (۲۴) علاوہ کھولتے پانی اور پیپ کے (۲۵) یہ ان کے اعمال کا مکمل بدلہ ہے (۲۶) یہ لوگ حساب و کتاب کی امید ہی نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور انہوں نے ہماری آیات کی باقاعدہ تکذیب کی ہے (۲۸) اور ہم نے ہر شے کو اپنی کتاب میں جمع کر لیا ہے (۲۹) اب تم اپنے اعمال کا مزہ چکھو اور ہم عذاب کے علاوہ کوئی اضافہ نہیں کر سکتے (۳۰)

تفسیر

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾

یہ لوگ آپ میں کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں بہت بڑی خبر کے بارے میں جس کے بارے میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسین بن خالد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱﴾ کے بارے میں فرمایا: النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی کوئی خبر مجھ علی سے زیادہ عظیم نہیں ہے اور کوئی آیت مجھ علی سے زیادہ بڑی نہیں ہے۔ پس میرے فضل کو گزشتہ امتوں پر بھی پیش کیا گیا تھا باوجود کہ ان کی زبانیں مختلف تھیں انہوں نے بھی اس میں اختلاف ہی کیا سب نے میرے فضل کا اقرار نہیں کیا۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا۔

یعنی زمین کو ایسا فرش بنایا جس پر انسان بستر لگاتا ہے۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ اور پہاڑوں کی میخیں نصب نہیں کی۔

یعنی یہ پہاڑ زمین کے لئے میخیں ہیں جب میخ لگ جائے تو وہ ہل نہیں سکتی ایسے ہی ان پہاڑوں کی وجہ سے زمین بھی نہیں ہلتی۔

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ اور ہم نے رات کو لباس نہیں قرار دیا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ رات وہ لباس ہے جو دن زیب تن کر کے چھپ جاتا ہے۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ اور ایک بھڑکتا ہوا چراغ بنایا۔ یعنی چمکتا ہوا سورج بنایا۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ اور بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا۔

مُعْصِرٰتِ سے مراد بادل ہیں۔ مَآءً ثَجَّاجًا: زور زور سے پانی برسنا۔

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اور گھنے گھنے باغات پیدا کیے۔

یعنی ایسے باغات پیدا کیے کہ جن کے درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ اور آسمان کو کھول دیا جائے گا اور دروازے بن جائیں گے۔

یعنی جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اور پہاڑوں کو حرکت دے دی جائے گی اور ریت جیسے ہو جائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ پہاڑ سیراب کی مانند ہو جائیں گے۔ سیراب وہ چمکتی ریت ہے جو گرمی میں مثل پانی نظر آتی ہے۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ بے شک جہنم ان کی گھات میں ہے۔ یعنی ان کے لئے گھات لگا کر کھڑی ہے۔

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ اور یہ سرکشوں کا آخری ٹھکانہ ہے۔ مَاٰبًا یعنی آخری منزل ہے۔

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ وہ اس میں طویل مدت رہیں گے۔

فرماتے احقاب سالوں کو کہتے ہیں اور ایک احقاب اسی (80) سال کا ہوگا اور سال 366 دن کا اور ایک دن ہزار سال کا ہوگا جن کو تم شمار کرتے ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور اس نے الحسین بن سعید سے اور اس نے نضر بن سوید سے اور اس نے درست بن ابی منصور سے اور اس نے الاحول سے اور اس نے حمران بن الیمین سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے خدا نے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾

اس میں وہ طویل مدت رہیں گے نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھ سکیں گے اور نہ کسی پینے والی چیز کا پانی اور پیپ کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد وہ ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے وہ اس سے خارج نہیں ہو سکیں گے علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا سے مراد ہے کہ جہنم والے سکون کی نیند نہیں سو پائیں گے۔

آیت نمبر ۳۱ تا ۴۰

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ

بیشک صاحبانِ تقویٰ کے لئے کامیابی کی منزل ہے (۳۱) باغات ہیں اور انگور (۳۲) نوخیز دوشیزائیں ہیں اور سب ہمسن (۳۳) اور چھلکتے ہوئے پیمانے (۳۴) وہاں نہ کوئی لغو بات سنیں گے نہ گناہ (۳۵) یہ تمہارے رب کی طرف سے حساب کی ہوئی عطا ہے اور تمہارے اعمال کی جزا (۳۶) وہ آسمان و زمین اور ان کے مابین کا پروردگار رحمٰن ہے جس کے سامنے کسی کو بات کرنے کا یارا نہیں ہے (۳۷) جس دن روح القدس اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کوئی بات بھی نہ کر سکے گا علاوہ اس کے جسے رحمٰن اجازت دے دے اور ٹھیک ٹھیک بات کرے (۳۸) یہی برحق دن ہے تو جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنالے (۳۹) ہم نے تم کو ایک قریبی عذاب

سے ڈرایا ہے جس دن انسان اپنے کئے دھرے کو دیکھے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں خاک ہوگیا ہوتا (۴۰)

تفسیر

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ تحقیق صاحب تقویٰ ہی کامیاب ہونگے یعنی تقویٰ والے ہی کامیاب ہوں گے۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ ۔نوخیز دوشیزائیں ہیں جو سب ہم سن ہونگی۔ یعنی اٹھتی ہوئی جوانی والی لڑکیاں ہونگی جو جنت والوں کے لئے ہونگی۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے ان آیات کے بارے میں فرمایا: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ ۔ فرمایا صاحب تقویٰ کرامات والے ہونگے و کواعب الناھدایت یعنی ایسے لڑکیاں جو اٹھتی جوانی رکھنے والی ہونگی۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ ان کے ہاتھوں چھلکتے ہوئے پیمانے ہونگے مراد ہے وہ پیمانے پر ہونگے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ. جس دن روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہونگے اور کوئی بات نہیں کرے گا۔ علامہ فرماتے ہیں روح ایک ایسی مخلوق خدا ہے جو جبرائیل اور میکائیل سے بھی افضل واعظم ہے اور یہ رسول خدا کے ساتھ تھی اور اب ان کے بعد ان کے بعد آنے والے امام کے پاس ہوتی ہے۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ ہم نے تم کو ایک قریبی عذاب سے ڈرایا ہے فرماتے ہیں وہ عذاب جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔

يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ اور جس دن انسان اپنے کیے ہوئے اعمال کو دیکھے گا تو اس وقت کافر کہے گا ہائے کاش میں تراب ہوجاتا۔

علامہ فرماتے ہیں مراد ہے کہ اس وقت کافر خواہش کرے گا اے کاش میں ترابی یعنی علوی ہوتا امیر المومنین کو ماننے والا ہوتا۔

علامہ فرماتے ہیں رسول خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کی کنیت ابوتراب قرار دی ہے۔

سُوْرَةُ النَّازِعَاتِ

یہ سورۃ النازعات یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات 46 ہیں اور اس کے رکوع دو ہیں۔ اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 79 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 81 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص سورہ نازعات کی تلاوت کرے گا تو جب وہ اس دنیا سے جائے گا تو وہ سیراب جائے گا۔ اور جب وہ قیامت کے دن محشور ہوگا تو سیراب محشور ہوگا۔ اور جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو بھی سیراب ہوکر جنت میں جائے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾
تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾
يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ
بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ
الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى

اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾
فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ
الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً
لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

ترجمہ

قسم ہے ان کی جو ڈوب کر کھینچ لینے والے ہیں (۱) اور آسانی سے کھول دینے والے ہیں (۲) اور فضا میں تیرنے والے ہیں (۳) پھر تیز رفتاری سے سبقت کرنے والے ہیں (۴) پھر امور کا انتظام کرنے والے ہیں (۵) جس دن زمین کو جھٹکا دیا جائے گا (۶) اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا لگے گا (۷) اس دن دل لرز جائیں گے (۸) آنکھیں خوف سے جھکی ہوں گی (۹) یہ کفار کہتے ہیں کہ کیا پلٹ کر پھر اس دنیا میں بھیجے جائیں گے (۱۰) کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے تب (۱۱) یہ تو بڑے گھاٹے والی واپسی ہوگی (۱۲) یہ قیامت تو بس ایک چیخ ہوگی (۱۳) جس کے بعد سب میدانِ حشر میں نظر آئیں گے (۱۴) کیا تمہارے پاس موسیٰؑ کی آئی ہے (۱۵) جب ان کے رب نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں آواز دی (۱۶) فرعون کی طرف جا وہ سرکش ہو گیا ہے (۱۷) اس سے کہو کیا یہ ممکن ہے تو پاکیزہ کردار ہو جائے (۱۸) اور میں تجھے تیرے رب کی طرف ہدایت کروں اور تیرے دل میں خوف پیدا ہو جائے (۱۹) پھر انہوں نے اسے عظیم نشانی دکھلائی (۲۰) تو اس نے انکار کر دیا اور نافرمانی کی (۲۱) پھر منہ پھیر کر دوڑ دھوپ میں لگ گیا (۲۲) پھر سب کو جمع کیا اور آواز دی (۲۳) اور کہا کہ میں تمہارا ربِ اعلیٰ ہوں (۲۴) تو خدا نے اسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب کی گرفت میں لے لیا (۲۵) اس واقعہ میں خوفِ خدا رکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے (۲۶)

تفسیر

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ . قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوبے ہوئے کو کھینچ لیتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ وہ ڈوبے شخص کی روح کو بھی کھینچ لیتے ہیں۔

وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ . قسم ہے ان کی جو نرمی اور نشاط کے ساتھ نکال لیتے ہیں۔

علامہ فرماتے ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں کفار کی ارواح کو سختی سے نکال لیتے ہیں۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ : اور فضاؤں میں پرواز کرنے والے ہیں۔

یعنی مراد وہ مومنین ہیں جو خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور یہ فرشتے ان کی ارواح کو بڑی نرمی سے قبض کرتے ہیں۔ اور انہیں راحت میں چھوڑے جاتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ : پھر وہ تیز رفتاری سے سبقت کرنے والے ہیں ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مومنین کی ارواح جنت میں جانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کریں گی اور ایسے ہی کفار کی ارواح جہنم میں جانے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے والی ہیں۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ : جب زمین کو جھٹکا دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ایک دوسرا جھٹکا دیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس دن زمین کو زلزلہ سے ہلا دیا جائے اور وہ اپنے تمام اہل کے ساتھ پھٹ جائے گی اور رَّادِفَةُ سے بجلی کی کڑک مراد ہے۔

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اس دن دل لرز جائیں گے۔

یعنی زمین کے زلزلے اور بجلی کی کڑک کی وجہ سے انسان خوف زدہ ہو جائے گا اور اس کا دل لرز جائے گا۔

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾

آنکھیں خوف کی وجہ سے جھکی ہوں گی اور کفار کہتے ہیں کہ کیا ہم دوبارہ اس دنیا میں پلٹائے جائیں گے۔

قریش والے رسول خداؐ سے مزاح کرتے تھے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ اس میں پلٹائے جائیں گے یہ ان کے قول کی حکایت ہے۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾ . کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہوجائیں گے تب بھی یعنی بوسیدہ ہڈیاں کیا دوبارہ زندہ ہونے والی ہیں۔

تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ . یہ بڑے گھاٹے والی بات ہے۔

یعنی کفارہ مکہ رسول خدا کو مذاق کرتے ہوئے کیا کرتے تھے کہ کہا یہ بوسیدہ ہڈیاں بھی دوبارہ زندہ ہوں گی۔

فَاِنَّمَا هِىَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ یہ قیامت تو بس ایک چیخ ہے جس کے بعد سب حشر کے میدان میں نظر آئیں گے زَجْرَةٌ سے مراد وہ صور ہے جو دوسری دفعہ پھونکی جائے گی۔

سَاهِرَةِ بیت المقدس کے قریب شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول کے بارے میں نقل کیا ہے۔ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِى الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ . کیا ہم پلٹ کر پھر اس دنیا میں بھیجے جائیں گے۔

آپ نے فرمایا اس سے خلق جدید مراد ہے۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ . سے کیا مراد ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

سَاهِرَةِ قبرستان کی زمین ہے۔ اور جب وہ قیامت کے دن چیخ سنیں گے تو قبروں سے خود بخود نکلنا شروع ہوجائیں گے۔

جب قبروں زمین پر برابر ہونگی۔ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ. یعنی وہ پاک وادی میں۔ فرماتے ہیں کہ مقدس سے مراد پاک و پاکیزہ ہے۔

طُوًى یہ ایک وادی کا نام ہے۔

علامہ علی بن ابرہیم فرماتے ہیں کہ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ ۔ پھر ان کو محشور کیا جائے گا اور آواز دی جائے گی۔

علامہ فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ فرعون نے سب کو جمع کیا اور آواز دی اور کہا۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ . میں تمہارا بہت بڑا رب ہوں تو خدا نے اسے اس دنیا اور آخرت کے عذاب کی گرفت میں لے لیا۔

نَكَالَ سے مراد عقوبت وعذاب ہے۔ یعنی آخرت کا عذاب وعقوبت میں اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ . میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں اور سزاوار ہوں۔ اور اس کا دوسرا قول یہ تھا۔ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ. میں اپنے علاوہ تمہارا کوئی خدا نہیں جانتا۔

علامہ فرماتے ہیں خدا نے فرعون کے ان دونوں باتوں کی وجہ سے ہلاک کردیا تھا۔

آیت نمبر ۲۷ تا ۴۶

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾

ترجمہ

کیا تمہاری خلقت آسمان بنانے سے زیادہ مشکل کام ہے کہ اس نے آسمان کو بنایا ہے (۲۷) اس کی چھت کو بلند کیا اور پھر برابر کردیا ہے (۲۸) اس کی رات کو تاریک بنایا ہے اور دن کی روشنی نکال دی ہے (۲۹) اس کے بعد زمین کا فرش بچھایا ہے (۳۰) اس میں سے پانی اور چارہ نکالا ہے (۳۱) اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے (۳۲) یہ سب تمہارے اور جانوروں کے لئے ایک سرمایہ ہے

(۳۳) پھر جب بڑی مصیبت آجائے گی (۳۴) جس دن انسان یاد کرے گا کہ اس نے کیا کیا ہے (۳۵) اور جہنم کو دیکھنے والوں کے لئے نمایاں کر دیا جائے گا (۳۶) پھر جس نے سرکشی کی ہے (۳۷) اور زندگانی دنیا کو اختیار کیا ہے (۳۸) جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا (۳۹) اور جس نے رب کی بارگاہ میں حاضری کا خوف پیدا کیا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا ہے (۴۰) تو جنت اس کا ٹھکانا اور مرکز ہے (۴۱) پیغمبر لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا ٹھکانا کب ہے (۴۲) آپ اس کی یاد کے بارے میں کس منزل پر ہیں (۴۳) اس کے علم کی انتہاء آپ کے پروردگار کی طرف ہے (۴۴) آپ تو صرف اس کا خوف رکھنے والوں کو اس سے ڈرانے والے ہیں (۴۵) جب وہ لوگ اسے دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک شام یا ایک صبح دنیا میں ٹھہرے ہیں (۴۶)

تفسیر

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک بنایا ہے۔

علامہ فرماتے اَغْطَشَ کا معنی ہے ظلمت بھری رات یہ اس رات کو کہا جاتا ہے تو بالکل تاریک رات ہو۔

وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا اور اس کے دن کو روشن کر دیا۔ یعنی سورج کو نکالا اور دن روشن ہو گیا۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۔ اور اس کے بعد اس نے زمین کا فرش بچھایا ہے (دَحٰهَا یعنی بچھانا مراد ہے۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ۔ اور پہاڑوں کو زمین پر گاڑ دیا۔

یعنی زمین پر پہاڑوں کو ثابت کر دیا۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۔ جس دن انسان یاد کرے گا کہ اس نے کیا کیا ہے۔

یعنی وہ اپنے تمام اعمال کو یاد کرے گا۔ بلکہ اس یاد کروا دیا جائے گا۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۔ اور جہنم کو دیکھنے والوں کے لئے نمایاں کر دیا جائے گا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے جہنم والوں کے لئے جہنم کو حاضر کر دیا جائے گا آمادہ کر دیا جائے گا۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۔ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔

اور جس دن خدا کی بارگاہ میں حاضری کا خوف پیدا ہو گیا اپنے نفس کو خواہشات سے روکے گا۔ تو ان لوگوں کا جنت ٹھکانہ و مرکز ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے کہ بندہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے جب وہ خدا کی نافرمانی پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس انجام پر قدرت و طاقت بھی رکھتا ہے اور پھر اس کو خدا کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنے نفس کو اس کی نافرمانی سے روکتا ہے اس کا ٹھکانہ و جزا جنت ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۔ اے نبی یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب ہوگی۔ مراد ہے کہ وہ کب واقع ہوگی خدا کو فرماتا ہے۔

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۔ تو اس کا علم تیرے رب کے پاس ہے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ۔

گویا جب وہ لوگ اسے دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک شام یا ایک صبح دنیا میں ٹھہرے ہیں۔

بلکہ دن کا بعض حصہ بھی گمان کریں گے۔

سُوْرَۃُ عَبَسَ

سورہ عبس مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 42 ہے اور اس کا رکوع ایک ہے اور اس کا موجود ترتیب سے نمبر 80 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 24 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس شخص نے سورہ عبس وسورہ الشمس کی تلاوت کی تو خدا قیامت کے دن اس کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے گا

نیز تفسیر مجمع البیان میں رسول خدا سے نقل ہوا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص سورہ عبس کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن ہشاش بشاش اور خنداں چہرے کے ساتھ محشور ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۲۰

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣ اَوْ
يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦
وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝٨ وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩
فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ
مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ
الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ
فَقَدَّرَهٗ ۝١٩ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝٢٠

ترجمہ

اس نے منہ بسور لیا اور پیٹھ پھیر لی (۱) کہ ان کے پاس ایک نابینا آ گیا (۲) اور تمھیں کیا معلوم شاید وہ نفس ہو جاتا (۳) یا نصیحت حاصل کر لیتا تو وہ نصیحت اس کے کام آ جاتی (۴) لیکن جو مستغنی بن بیٹھا ہے (۵) آپ اس کی فکر میں لگے ہوئے ہیں (۶) حالانکہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں اگر وہ پاکیزہ نہ بھی بنے (۷) لیکن جو آپ کے پاس دوڑ کر آیا ہے (۸) اور وہ خوف خدا بھی رکھتا ہے (۹) آپ اس سے بے رخی کرتے ہیں (۱۰) دیکھئے یہ قرآن ایک نصیحت ہے (۱۱) جس کا جی چاہے قبول کر لے (۱۲) یہ باعزت صحیفوں میں ہے (۱۳) جو بلند و بالا اور پاکیزہ ہے (۱۴) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں (۱۵) جو محترم اور نیک کردار ہیں (۱۶) انسان اس بات سے مارا گیا کہ کس قدر ناشکرا ہو گیا ہے (۱۷) آخر اسے کس چیز سے پیدا کیا ہے (۱۸) اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر اس کا اندازہ مقرر کیا ہے (۱۹) پھر اس کے لئے راستہ کو آسان کیا ہے (۲۰)

تفسیر

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وہ ترش رو ہوا اور اس نے منہ پھیر لیا ایک نابینا کے آنے سے۔

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت عثمان اور ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی تھی ابن ام مکتوم نابینا انسان تھا۔ اور رسول خدا کا موذن تھا وہ رسول خدا کے پاس اس وقت آیا جب عثمان اور دوسرے سردار موجود تھے۔ جب ابن ام مکتوم آپ کے پاس آیا اور وہ آگے آیا تو اس نے منہ موڑ دیا اور چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر کیے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کیا تمہیں

کیا معلوم شاید یہ اللہ کی بارگاہ میں کتنا عظیم ہے۔[1]

اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ علامہ شیخ طوسی اپنی تفسیر التبیان میں فرماتے ہیں کہ رائے عقیدہ باطل ہے۔ اور فاسد ہے۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کی قدرت و منزلت اس سے بہت بلند و بالا قرار دی ہے۔ کہ وہ ایسے اوصاف سے متصف ہو جائے۔ اور نبی اکرم کیسے عبوس اور تقطیب سے متصف ہو سکتے ہیں جب کہ اللہ نے ان کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ جو خلق عظیم کا مالک ہو وہ ایسی بداخلاقی نہیں کر سکتا اور جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔ اگر آپ بداخلاق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تیرے اردگرد سے اٹھ کر چلے جاتے۔ جس کو خدا ایسا کہے وہ بلد ایسی بداخلاقی کا مظاہرہ کیسے کر سکتا ہے۔ جس کے بارے میں خدا فرمائے۔

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ پس جو شخص جانتا ہے کہ نبی اکرم مکارم اخلاق کے مالک ہیں۔ اور ان کے حسن اخلاق سے وہ واقف ہے۔ اور حسن صحبت کے بارے میں جانتا ہے کہ جس بارے میں کہا گیا ہے وہ کسی سے مصافح کرتے تھے تو اس وقت تک اس سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے جب تک دوسرا چھوڑ نہ دیتا تھا تو جو نبی اکرمؐ ان اوصاف کا مالک ہو اس نے بارے کہا جائے کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰى سے مراد رسول ہے تو اس سے بڑا فاسد عقیدہ رائے اور کون سی ہو سکتی ہے کہ آپ کے پاس نابینا آئے اور آپ سے اسلام طلب کرے اور آپ اس منہ موڑ لیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) تمام انبیاء مرسلین ایسے اخلاق سے پاک و منزہ ہیں اور جو سردار الانبیا ہو وہ کیسے اس اخلاق سے متصف ہو سکتا ہے۔

کیونکہ یہ اخلاق اس کا موجب ہے کہ لوگ آپ سے نفرت کریں اور آپ کی بات کو قبول نہ کریں۔ ایک مفسرین کے گروہ نے کہا کہ یہ آیات بنو امیہ سے ایک مرد کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ کہ جو اس وقت رسول خداؐ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اور جب ابن ام مکتوم آیا اس نے اس سے نفرت کی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو ایک طرف کیا اور منہ موڑا اور چہرے پر سلوٹیں بن گئی اس کو خدا نے بیان کیا ہے۔ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى ۔ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ پاکیزہ نفس ہو۔ یعنی پاک و پاکیزہ

[1] امام فخر الدین رازی اور دوسرے عامہ کے مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰى سے رسول خدا کی ذات مراد ہے۔ تفسیر الدر المنثور میں بی بی عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول خداؐ کی مجلس میں مکہ کے سرداروں کی جماعت موجود تھی جن میں ابوجہل عتبہ وغیرہ بھی موجود تھے آپ ان کو تبلیغ کر رہے تھے کہ اچانک ابن مکتوم جو نابینا شخص تھا وہ آیا جب کہ آپ ان سرداروں کے ساتھ گفتگو کرنے میں مصروف تھے پس اس ابن مکتوم نے آ کر آپ سے سوال کیا۔ آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جب وہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اللہ نے فرمایا:

ہو۔ اویذکر فرماتے ہیں رسول خدا اس کو وعظ کر رہے تھے۔ اس کے بعد عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۔ لیکن جو بے نیاز بن بیٹھا ہے اور آپ اس کی فکر میں ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں خدا نے فرمایا: اے رسول جو وعظ نصیحت لینے آیا ہے۔ اور اس کی وعظ و نصیحت کارآمد بھی ہے۔ اور دوسرا جو بے نیاز بن بیٹھا ہے اور آپ کی وعظ اس کو فائدہ نہیں دے گی۔ آپ اس کی فکر نہ کریں۔

وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۔ حالانکہ آپ ذمہ دار نہیں ہیں اگر وہ پاک و پاکیزہ نہ بھی بنے۔

علامہ فرماتے ہیں اے رسول جب وہ بے نیاز بنا بیٹھا ہے اس کے بارے میں آپ کی ذمہ داری نہیں خواہ آپ کی نصیحت کو قبول کرے پاکیزہ ہو جائے یا نہ ہو۔

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۔ لیکن جو آپ کے پاس دوڑ کر آیا ہے۔ مراد ابن ام مکتوم ہے۔

وَهُوَ يَخْشٰى ۔ وہ خوف خدا بھی رکھتا ہے۔ آپ اس سے بے رخی کر رہے ہیں۔

یعنی آپ اس سے بے رخی کر رہے ہیں اور اس کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے۔

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ قرآن ایک نصیحت ہے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ ۔ یہ باعزت صحیفوں میں ہے وہ بلند و بالا ہیں۔ یعنی وہ خدا کے نزدیک بلند و بالا ہیں۔

مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۔ پاکیزہ لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں اَيْدِيْ سَفَرَةٍ سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مراد ہیں کہ جن پاکیزہ ہاتھوں میں قرآن ہے۔

كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۝ جو محترم اور نیک گردار ہیں یعنی آئمہ کی۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ۔ اور انسان مارا گیا اور وہ کس قدر ناشکر ہے علامہ فرماتے ہیں وہ انسان جو قتل ہوا ہے وہ امیر المومنین ہے اور جس نے آپ کو قتل کیا وہ کس قدر ناشکرا ہو گیا ہے۔

اور آپ نے کون سا جرم کیا تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کو قتل کیا گیا؟

بے جرم مارا گیا اور قاتل کتنا ناشکرا ہے کہ اس نے آپ جیسے امیر المومنین کو مار دیا۔ اسی لئے امیر المومنین نے قاتل سے کہا کہ میں نے تیرا کون سا جرم کیا تھا۔ کیا۔ (میں تیرا اچھا امیر نہیں تھا)۔ مترجم)

مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ اس ناشکرے انسان کو سوچنا چاہیے کہ وہ جس چیز سے خلق کیا گیا اس کو نجس نطفہ سے خلق کیا گیا پھر اس کا اندازہ مقرر کیا گیا۔ اس کے لئے راستہ آسان کر دیا گیا۔

علامہ فرماتے راستہ سے مراد خیر کا راستہ ہے۔

آیت نمبر ۲۱ تا ۴۲

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾
فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ
شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾
وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ
وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ
اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ
مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ترجمہ

پھر اسے موت دے کر دفنا دیا (۲۱) پھر جب چاہا دوبارہ زندہ کر کے اُٹھا لیا (۲۲) ہرگز نہیں اس نے حکم خدا کو بالکل پورا نہیں کیا ہے (۲۳) ذرا انسان اپنے کھانے کی طرف تو نگاہ کرے (۲۴) بے شک ہم نے پانی برسایا ہے (۲۵) پھر ہم نے زمین کو شگافتہ کیا ہے (۲۶) پھر ہم نے اس میں سے دانے پیدا کئے ہیں (۲۷) اور انگور اور ترکاریاں (۲۸) اور زیتون اور کھجور (۲۹) اور گھنے گھنے باغ (۳۰) اور میوے اور چارہ (۳۱) یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے لئے سرمایہ

حیات ہے (۳۲) پھر جب کان کے پردے پھاڑنے والی قیامت آجائے گی (۳۳) جس دن انسان اپنے بھائی سے فرار کرے گا (۳۴) اور ماں باپ سے بھی (۳۵) اور بیوی اور اولاد سے بھی (۳۶) اس دن ہر آدمی کی ایک خاص فکر ہوگی جو اس کے لئے کافی ہوگی (۳۷) اس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے (۳۸) مسکراتے ہوئے کھلے ہوئے (۳۹) اور کچھ چہرے غبار آلود ہوں گے (۴۰) ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی (۴۱) یہی لوگ حقیقتاً کافر اور فاجر ہوں گے (۴۲)

تفسیر

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ ۔ پھر اسے موت دے کر فنا کر دے گا۔ پھر جب چاہے گا دوبارہ زندہ کرے اٹھالیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ دوبارہ زندہ کرنا یہ رجعت میں ہوگا۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ ۔ ہرگز نہیں اس نے حکم خدا کو بالکل پورا نہیں کیا۔

علامہ فرماتے ہیں اس مراد ہے کہ امیر المومنین نے اپنی حق حکومت پورا نہیں کیا اور جب آپ کو رجعت کے دن واپس لایا جائے گا تو اس وقت آپ باقی حق حکومت پورا فرمائیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے اور اس نے احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور اس نے ابن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور اس نے جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور اس نے ابوسامہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ ۔ آپ نے فرمایا اس انسان سے مراد امیر المومنین علیہ السلام میں جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ تم لوگوں نے ان کو قتل کر کے کتنا بڑا کفر کیا ہے۔ اور اس کے بعد آپ کی خلقت کی بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ ۔ یعنی جس انسان کو تم لوگوں نے مارا ہے بھلا اس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ کس چیز سے خلق کیا گیا ہے آپ نے فرمایا امیر المومنین کو اس طین سے بنایا گیا ہے جس سے خدا نے انبیاء مرسلین کو خلق کیا ہے۔ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ پس اس کو خبر کے لئے مقدر کیا ہے۔ پھر ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ۔ پھر ہدایت کا راستہ اس کے لئے آسان کر دیا۔

ثم اماته۔ پھر آپ کو اسی موت دی گئی جو انبیاء کی موت تھی۔ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ ۔ پھر جب وہ چاہے گا اس کو زندہ کر دیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یعنی آپ کو قتل ہونے کے بعد زمانہ رجعت تک رکھا جائے گا پھر آپ کو دوبارہ زندہ کیا جائے تا کہ آپ اپنی باقی ماندہ حکومت کا حق پورا کریں۔

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝ ذرا انسان اپنے کھانے کی طرف تو دیکھے ہے شک ہم نے پانی برسایا ہے پھر ہم نے زمین کو شگافہ کیا ہے پھر ہم نے اس میں دانے پیدا کیے ہیں۔ اور انگور اور سبزیاں اور زیتون اور کھجور۔

علامہ فرماتے ہیں قَضْبًا ۝ سے مراد سبزیاں ہیں۔

وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ . اور گھنے گھنے باغات یعنی ایسے اغات جن کے درخت بڑے گھنے ہوں۔

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝ . میوے اور چارہ، یعنی میوے انسانوں کے لئے اور چارہ حیوانات کے لئے مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ .اور یہ پھل اور چارہ تمہارے لئے اور تمہارے جانوروں کے لئے سرمایہ زندگی ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ اور جب قیامت آجائے گی۔

صَّآخَّةُ سے مراد قیامت کا دن ہے

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ . اس دن ان میں سے ہر آدمی ایک خاص فکر میں ہوگا جو اس کو بے نیاز کر دے گی۔

یعنی ہر شخص ایک ایسی حالت میں ہوگا جس سے وہ دوسروں سے بے نیاز ہوگا غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

ان کے بعد خدا ان کے بارے میں بیان کر رہا ہے جو امیر المومنین علیہ السلام سے محبت کرتے ہوں گے اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتے ہونگے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ . اور اس دن کچھ چہرے روشن ہونگے مسکراتے ہوئے کھلے ہوئے یہ امیر المومنین علیہ السلام کے محب و دوست ہونگے۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام کے دشمنوں کے حال کو بیان کر رہا ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ . اور کچھ چہرے غبارہ آلودہ ہونگے اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ . یہ ہی وہ لوگ ہیں جو یقیناً کافر اور فاسق و فاجر ہیں۔

ان سے مراد آل محمدؐ کے دشمن ہیں۔

ابن عباسؓ نے خدا کے اس قول کے بارے میں فرمایا:

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ . فرماتے ہیں کہ یہ تمہارے منافع میں ہیں اور تمہارے جانوروں کے نفع میں ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ ۔مراد ہے کہ بعض چہرے قیامت والے دن سیاہ ہونگے۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ . یعنی ان کے چہروں کو جہنم کا بخار ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ . مراد ہے کہ یہ ہی وہ ہیں جنوں نے حق امیر المومنین کا انکار کیا۔ کافر ہوگے اور آپ کی نافرمائی کی تو فاجر ہوگے۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

سورۃ التکویر یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 29 ہے اور اس کا رکوع ایک ہے اور اس موجودہ قرآن میں نمبر 81 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 7 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص سورہ عبس اور سورہ تکویر کی تلاوت کرے گا وہ اللہ کی رحمت کے زیر سایہ جنت جاودان میں ہوگا۔ اور خدا کے نزدیک یہ کوئی اہم چیز نہیں ہے کہ جس کا وہ ارادہ کرے۔

تفسیر مجمع البیان میں رسول خدا سے نقل ہوا ہے کہ جو شخص سورہ تکویر کی تلاوت کرے گا اللہ اسے ہر رسوائی سے محفوظ رکھے گا۔

نیز آپؐ نے فرمایا: کہ جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت والے دن میرا دیدار کرے اسے چاہیے کہ سورہ تکویر کی تلاوت کرے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا
الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ
سُئِلَتْ ۝٨ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَاِذَا
السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝١٣

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝١٤

ترجمہ

جب چادر آفتاب کو لپیٹ دیا جائے گا (۱) جب تارے گر پڑیں گے (۲) جب پہاڑ حرکت میں آجائیں گے (۳) جب عنقریب جننے والی اونٹنیاں معطل کردی جائیں گی (۴) جب جانوروں کو اکٹھا کیا جائے گا (۵) جب دریا بھڑک اٹھیں گے (۶) جب روحوں کو جسموں سے جوڑ دیا جائے گا (۷) اور جب زندہ درگور لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۸) کہ انہیں کس گناہ میں مارا گیا ہے (۹) اور جب نامہ اعمال منتشر کردیے جائیں گے (۱۰) اور جب آسمان کا چھلکا اُتار دیا جائے گا (۱۱) اور جب جہنم کی آگ بھڑکا دی جائے گی (۱۲) اور جب جنت قریب تر کردی جائے گی (۱۳) تب ہر نفس کو معلوم ہوگا کہ اس نے کیا حاضر کیا ہے (۱۴)

تفسیر

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ ۔ جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

فرماتے ہیں سورج کی روشنی چھین لی جائے گی اور وہ سیاہ تاریک ہوجائے گا۔

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ ۔ اور جب ستارے بے نور ہوجائیں گے یعنی ان کی روشنی بھی چلی جائے گی۔

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ ۔ جب پہاڑ حرکت میں آجائیں گے۔

فرماتے ہیں یہ پہاڑ ایسے حرکت کریں گے جیسے بادل ہوا میں چلتے ہیں۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ اور جب حاملہ اونٹنیاں معطل کردی جائیں گی۔

فرماتے ہیں اونٹنیاں کا تعطل سے مراد یہ ہے کہ جب ساری مخلوق مرجائے گی ان کا دودھ دوھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ جب دریا جوش میں آجائیں گے یعنی دریاؤں کو تمام دنیا کی آگ جوش میں لے کر آئے گی۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ : اور جب نفوس کو جوڑ دیا جائے گا۔ یعنی انسانوں کی شادیاں مورالعین سے کردی

جائیں گی۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ان آیت کے بارے میں نقل کیا ہے۔ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ سے کیا مراد ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اہل جنت کی نیک وصالح اور خوبصورت حوروں سے شادی کردی جائے اور عورتوں سے شادی کردی جائے گی۔ اور اہل جہنم میں سے ہر انسان کو اس کے شیطان کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔ یعنی کفار ومنافقین کو ان کے شیاطین کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔ اور وہ انکے ساتھی ہونگے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ ۔ اور جب زندہ درگور لڑکیوں کے بارے سوال کیا جائے گا۔ کہ تمہیں کس جرم میں مارا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے آنے سے قبل عرب والے اپنی بچیوں کو غیرت کے نام سے قتل کردیتے یا ان کو زندہ ہی دفن کردیتے تھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ان غیرت کے نام پر قتل ہونے والی یا زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ انہیں کس جرم میں مارا گیا تھا۔

حدثنی: علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا اور انہوں نے احمد بن محمد سے نقل کیا اور انہوں نے علی بن الحکم سے نقل کیا اور انہوں نے ایمن بن محرز سے نقل کیا اور اس نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے اس قول خدا کے بارے میں فرمایا: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ ۔

آپ نے فرمایا مراد یہ ہے جو شخص ہماری مودت ومحبت میں بے جرم مارا جائے گا اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس کو کس جرم میں مارا گیا اور اس پر دلیل خدا کا یہ قول ہے۔ جو اپنے رسول سے فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ ۔ اور جب نامہ اعمال ان کو دیئے جائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں اس صحائف سے مراد نامہ اعمال ہیں۔

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ ۔ اور جب آسمان کا چھلکا اتار دیا جائے گا یعنی اس کو ختم کردیا جائے گا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے مسید بن محمد بن بیان کیا ہے اور انہوں نے بکر بن ابن سہل سے نقل کیا ہے۔

اور انہوں نے عبدالغنی بن سعید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے موسیٰ بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے اور اس نے ابن حریج سے اور اس نے عطاء سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ خدا کے اس قول کے بارے ابن عباسؓ نے فرمایا: وَاِذَا

الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ ۔

فرمایا مراد ہے جب جہنم کو کافروں کے لئے بھڑکا دیا جائے گا۔ اور جحیم جہنم کی بہت سخت قسم کی آگ ہے۔ اور جحیم کلام عرب میں بھی اس آگ کے لئے بولا جاتا ہے جو بہت زیادہ اور سخت ہو۔ خدا کا قول ہے وانبوالہ بنایا فالتو فی الجحیم ۔ بہت سخت عظیم آگ مراد ہے۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ ۔ اور جب جنت قریب تر کردی جائے گی۔ مراد قیامت کے دن اللہ کے متقین اولیاء و دوست ہیں جنت کو ان کے قریب ترین کردیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۵ تا ۲۹

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ

تو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پلٹ جانے والے ہیں (۱۵) چلنے والے اور چھپ جانے والے ہیں (۱۶) اور رات کی قسم جب ختم ہونے کو آئے (۱۷) اور صبح کی قسم جب سانس لینے لگے (۱۸) بے شک یہ ایک معزز فرشتے کا بیان ہے (۱۹) وہ صاحب قوت ہے اور صاحب عرش کی

بارگاہ کا مکین ہے (۲۰) وہ وہاں قابلِ اطاعت اور پھر امانت دار ہے (۲۱) اور تمہارا ساتھی پیغمبر دیوانہ نہیں ہے (۲۲) اور اس نے فرشتہ کو بلند اُفق پر دیکھا ہے (۲۳) اور وہ غیب کے بارے میں بخیل نہیں ہے (۲۴) اور یہ قرآن کسی شیطان رجیم کا قول نہیں ہے (۲۵) تو تم کدھر چلے جا رہے ہو (۲۶) یہ صرف عالمین کے لئے ایک نصیحت کا سامان ہے (۲۷) جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے (۲۸) اور تم لوگ کچھ نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ عالمین کا پروردگار خدا چاہے (۲۹)

تفسیر

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ . میں ان ستاروں کی قسم اٹھاتا ہوں جو پلٹ جانے والے ہیں علامہ فرماتے ہیں خُنَّس سے مراد ستارے ہیں۔

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ . چلنے والے اور چھپ جانے والوں کی قسم۔

فرماتے ہیں کہ مراد ہے کہ ستارے رات کو چلے جاتے ہیں وہ دن میں نظر نہیں آتے وہ چھپے ہوتے ہیں۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ رات کی قسم جب وہ سیاہ ہو جائے۔

یعنی جب وہ ظلمت و تاریک ہو جائے۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ . اور دن کی قسم جب وہ بلند ہو جائے علامہ فرماتے ہیں جو ابھی تک ذکر ہوا ہے یہ ساری قسمیں ہیں ان کا جواب قسم یہ ہے جو خدا بیان کر رہا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾

بے شک یہ ایک ہمارے معزز کریم رسول کا قول ہے جو صاحب قوۃ اور عرش والے کی بارگاہ میں مکین ہے۔

یعنی وہ قوت و طاقت والا خدا کے نزدیک بڑی عظمت والا عزت والا سے مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وہ قابل اطاعت اور امانت دار ہے۔

علامہ فرماتے ہیں یہ وہ فضیلت ہے جو خدا نے اپنے نبی کو عطاء کی ہے اور دوسرے انبیاء میں سے کسی کو بھی اس کی مثل عطاء نہیں ہوگی۔

حضرت ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى

الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ . آپ نے فرمایا اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فرمایا اس سے مراد حضرت رسول خدا مراد ہیں یعنی رسول خدا ہی ہیں جو خدا کے ہاں اطاعت کے قابل ہیں اور قیامت میں آپ امین ہونگے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ . تمہارے ساتھی مجنون نہیں ہے آپ نے فرمایا: نبی اکرم نے علی علیہ السلام کو اپنے بعد اپنا خلیفہ جانشین معین کرنے میں مجنون نہیں ہے۔

پھر میں نے عرض کیا ہے کہ: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ ۔ اور وہ غیب کے بارے میں بخیل نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا خداوند متعال اپنے نبی کو غیب کا علم عطاء کرنے میں بخیل نہیں ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یہ قول وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ . اور یہ قرآن کسی شیطان رجیم کا قول نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: اس نے مراد وہ کاہن و جادوگر ہیں جو قریش میں تھے وہ اپنی کلام اور باتوں کو شیاطین کی طرف منسوب کرتے تھے۔

جو ان کے ساتھ ان کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے پس آپ نے فرمایا وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ . یہ بھی ان شیاطین کی مانند ہیں اور ان کی باتیں بھی شیاطین کی مانند ہے۔

اس کے بعد میں نے پھر عرض کیا کہ خدا کا یہ قول۔ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ . تم کدھر جا رہے ہے ہو یہ صرف عالمین کے لئے نصیحت ہے۔

آپ علیہ السلام سے فرمایا کہ مراد ہے کہ اے لوگوں تم علی علیہ السلام کی ولایت کو چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو اور اس سے فرار کر کے کدھر جا رہے ہو یہ تو اس شخص کے لئے یاد دہانی ہے جس نے عالم ذر میں علی کی ولایت کا عہد کیا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یہ قول۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ . جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔

یعنی جو تم میں سے سیدھے راستہ پر چلنا چاہے وہ علی علیہ السلام اور ان کے بعد والے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی اطاعت میں چلے۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ خدا کا یہ قول۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اور تم لوگ کچھ نہیں چاہتے مگر وہ وہی چاہتے ہو جو خدا جو عالمین کا رب چاہتا ہے۔

یعنی یہ لوگ خداوند متعال کی مشیت کو مدنظر رکھتے ہیں لوگوں کی چاہت کو نہیں دیکھتے۔

علامہ علی بن محمد ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن احمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے احمد بن محمد السماری سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

ان الله جعل قلب الائمة وردا لارادته فاذاشاء الله شيا شاء وه و قول وما تشاءون الا ان يشاء الله

اللہ نے آئمہ کے دلوں کو اپنے ارادہ کے محل قرار دیا ہے پس جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو یہ بھی اسی کا ارادہ کرتے ہیں، اور یہ ہے خدا کا قول کہ یہ نہیں چاہتے مگر وہ ہی چاہتے ہیں جو اللہ رب العالمین چاہتا ہے علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن محمد نے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بکر بن سہل نے اور انہوں نے عبدالغنی بن سعید سے اور انہوں نے موسیٰ بن عبدالرحمان سے اور انہوں نے ابن حریح سے اور انہوں عطاء سے اور اس نے ابن عباس سے اور ابن عباس سے خدا کے اس قول: رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ۔ کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ تین سو دس اور کچھ قسم کی مخلوق کو خلق کیا ہے۔

کچھ کوہ قاف کے پیچھے ہے اور کچھ سات سمندروں کے پیچھے ہیں۔

اور یہ وہ مخلوق ہے کہ جو چشم زدن میں بھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتی۔ اور وہ نہ آدم کو جانتے ہیں اور نہ اولاد آدم کو جانتے ہیں اور ان میں سے ہر مخلوق تین سو تیرہ آدم اور اس کی اولاد کے مثل ہے اور یہ ہے قول خدا کہ وہ عالمین کا پالنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ

یہ سورہ انفطار کی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 19 ہے۔ اور اس کا ایک رکوع ہے۔ اور قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 82 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 82 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص ان دو سورتوں یعنی سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کی تلاوت کرے گا اور دونوں کو نماز واجب اور نوافل میں اپنا نصب العین بنالے۔ تو کوئی چیز اس کو خدا سے دور نہیں کر سکے گی اور کوئی چیز اس کے اور اللہ کے درمیان حائل نہیں ہوگی۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت رسول خدا نے فرمایا:

جس نے سورہ انفطار کو پڑھا اللہ تعالیٰ اسے تمام نیک لوگوں کی قبروں کے برابر اور بارش کے قطرات کے برابر نیکیاں عطا کرے گا اور قیامت کے دن اسے عزت و اکرام بخشے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۹

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ
لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

ترجمہ

جب آسمان شگافتہ ہوجائے گا (۱) اور جب ستارے بکھر جائیں گے (۲) اور جب دریا بہہ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے (۳) اور جب قبروں کو اُبھار دیا جائے گا (۴) تب ہر نفس کو معلوم ہوگا کہ کیا مقدم کیا ہے اور کیا موخر کیا ہے (۵) اے انسان تجھے رب کریم کے بارے میں کس شے نے دھوکہ میں رکھا ہے (۶) اس نے تجھے پیدا کیا ہے اور پھر برابر کر کے متوازن بنایا ہے (۷) اس نے جس صورت میں چاہا ہے تیرے اجزاء کی ترکیب کی ہے (۸) مگر تم لوگ جزا کا انکار کرتے ہو (۹) اور یقیناً تمہارے سروں پر نگہبان مقرر ہیں (۱۰) جو باعزت لکھنے والے ہیں (۱۱) وہ تمہارے اعمال کو خوب جانتے ہیں (۱۲) بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے (۱۳) اور بدکار افراد جہنم میں ہوں گے (۱۴) وہ روزِ جزا اسی میں جھونک دیئے جائیں گے (۱۵) اور وہ اس سے بچ کر نہ جاسکیں گے (۱۶) اور تم کیا جانو کہ جزا کا دن کیا شے ہے (۱۷) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہوتا ہے (۱۸) اس دن کوئی کسی کے بارے میں کوئی اختیار نہ رکھتا ہوگا اور سارا اختیار اللہ کے ہاتھوں میں ہوگا (۱۹)

تفسیر

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ ۔ جب آسمان پھٹ جائے گا جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب دریا آپس میں مل جائیں گے۔ یعنی جب سورج چاند تبدیل ہوجائیں گے۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ : اور جب قبروں کو اکھاڑ دیا جائے گا یعنی قبریں پھٹ جائیں گی اور مردے ان سے باہر

آجائیں گے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿٥﴾ : ہر انسان کو معلوم ہوجائے گا کہ اس نے کیا مقدم کیا ہے اور کیا موخر کیا ہے۔

یعنی جو کچھ اس نیکی اور بدی میں سے کیا ہوگا سب کچھ کے بارے میں اس کو معلوم ہوجائے گا۔ اس کے بعد خدا لوگوں سے خطاب کرلیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾

اے انسان تجھے تیرے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکہ دے رکھا ہے۔ اس نے تجھے پیدا کیا ہے اور پھر برابر کرے متوازن کیا ہے۔

یعنی اس نے تیرے اندر کوئی ٹھیراپن نہیں رکھا۔

فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ ۔ اور اس نے جس صورت میں چاہا تیرے بدن کو مرکب کیا۔

یعنی یہ صورت جس پر اس نے تجھے قرار دیا ہے یہ اس کی مشیت ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کے علاوہ بھی کسی صورت پر تجھے بنا سکتا تھا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ ۔ مگر تم لوگوں نے دین کا انکار کردیا ہے یعنی جو رسول خدا نے امیرالمومنین کے بارے میں فرمایا تم نے تو اس کا انکار کردیا ہے۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ ۔ یقیناً تمہارے اوپر نگران مقرر کیے گئے ہیں یعنی دو فرشتے جو ہر انسان پر ہر وقت مقرر کیے ہیں۔ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ جو باعزت لکھنے والے ہیں۔

یعنی وہ دو فرشتے جو نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں وہ عزت دار ہیں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ ۔ بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے اور بدکار لوگ جہنم میں ہونگے اور وہ روز جزا اسی جہنم میں جھونک دے جائیں گے۔ فرماتے ہیں يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ سے مراد جزاء سزاء دیے جانے والا دن مراد ہے۔

اور اس کے بعد قیامت کے دن کی عظمت کی بیان کرتا ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾

آپ کیا معلوم کہ قیامت کے دن کیا ہے پھر تجھے کیا معلوم کہ قیامت کا دن کیا ہے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۚ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

اس دن کوئی کسی کے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوگا اور اس دن فقط اللہ کی حکومت ہوگی۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ سعید بن محمد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ مجھے بکر بن معمل نے نقل کیا ہے اور انہوں نے عبدالغنی بن سعید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے موسیٰ بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے مقاتل بن سلیمان سے نقل کیا ہے اور اس نے الضحاک سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ آپ خدا کے اس قول وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ کے بارے میں فرمایا۔ اس دن کی بادشاہت قدرت۔ سلطنت عزت وجبروت جمال بہاء ہیبت الولیت خدائے وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کے لئے ہوگی۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ

سورۃ المطففین مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 36 ہے۔ اور رکوع ایک ہے اور موجود ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 83 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 86 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص سورہ مطففین کی اپنی واجب نمازوں میں تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا نہ جہنم کی آگ اسے دیکھے گی اور نہ وہ جہنم کی آگ کو دیکھے گا۔

نیز رسولؐ خدا نے فرمایا: جو شخص سورہ مطففین کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی خالص شراب سے سیراب کرے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾
وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ
مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾
كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ
مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ

ویل ہے ان کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں (۱) یہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا مال لے لیتے ہیں (۲) اور جب ان کے لئے ناپتے یا تولتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں (۳) کیا انہیں یہ خیال نہیں ہے کہ یہ ایک روز دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں (۴) بڑے سخت دن میں (۵) جس دن سب رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے (۶) یاد رکھو کہ بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہوگا (۷) اور تم کیا جو کہ سجین کیا ہے (۸) ایک لکھا ہوا دفتر ہے (۹) آج کے دن ان جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہے (۱۰) جو لوگ روزِ جزا کا انکار کرتے ہیں (۱۱) اور اس کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو حد سے گزر جانے والے گنہگار ہیں (۱۲) جب ان کے سامنے آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو پرانے افسانے ہیں (۱۳) نہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے (۱۴) یاد رکھو انہیں روزِ قیامت پروردگار کی رحمت سے محجوب کر دیا جائے گا (۱۵) پھر اس کے بعد یہ جہنّم میں جھونکے جانے والے ہیں (۱۶) پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ ہے جس کا تم انکار کر رہے تھے (۱۷)

تفسیر

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ : ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ وتول میں کمی کرتے ہیں فرماتے میں مطففین سے مراد وہ افراد ہیں جو ناپ وتول میں کمی کرتے ہیں ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مدینہ کی طرف جا رہے تھے ان ایام میں مدینہ والے لوگوں کا بہت برا حال

تھا۔ کہ وہ تمام لوگوں سے ناپ وتول کے معاملہ میں برے تھے وہ کم تولنے تھے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ان لوگوں نے کم تولنا چھوڑ دیا اور پورا تولنا شروع کر دیا۔

وَيْلٌ ۔ فرماتے ہیں جو ہمارے پاس خبر آتی ہے اصل خدا کے پاس ہے کے ویل جہنم میں ایک کنوئیں کا نام ہے۔

الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ یہ لوگ جب دوسروں سے ناپ وتول کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب دوسروں کے لئے ناپ وتول کرتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں حضرت ابن عباس نے اس کے ذیل میں فرمایا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جب دوسروں لوگوں سے چیز خریدتے تھے تو اس میں پورا تول بلکہ تول میں زیادہ لیتے تھے اور جب خود دوسروں کو کوئی چیز فروخت کرتے تو ان کو ناپ یا تول میں کم کر دیتے تھے اور یہ ان کے درمیان رائج تھا جو اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد ختم ہوا تھا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مراد ہے کہ جب وہ دوسروں سے اپنے لئے تولتے تھے تو پورا تولتے تھے اور جب دوسروں کو تول یا ناپ کر دیتے تھے اس میں کمی کرتے تھے۔ تو ان کے بارے میں خدا نے فرمایا:

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ ۔ کیا ان کو یہ خیال نہیں تھا کہ وہ ایک روز دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

ان کو یہ خیال نہیں ہے کہ اُن کا قیامت کے دن اس چیز پر حساب لیا جائے گا۔ اور ان کو اس کم تولنے کا حساب دینا ہوگا۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ ۔ یاد رکھو کہ بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ مراد ہے کہ ان کے لئے جو عذاب لکھا گیا۔ سجین میں ہوگا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ ۔ اور تم کیا جانو کہ سجین کیا ہے یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ مرقوم سے مراد لکھا ہوا۔

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۔ اور اس کے گواہ ملائکہ مقرب ہیں۔

یعنی جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہوا اس پر لکھنے والے مقرب فرشتے گواہ ہونگے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا سجین ساتویں زمین ہے۔ علیون ساتواں آسمان ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم الحسینی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے فرات بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے محمد بن الحسین بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے علوان بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن معروف سے نقل کیا ہے اور انہوں نے السندی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے الکلبی

سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝

آپ نے فرمایا وہ فجار و بدکار فلاں فلاں علی علیہ السلام کے دشمن ہیں۔

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (وہی ہیں جنہوں نے روز جزاء کی تکذیب کی ہے) فرمایا اس مراد زندیق جبتر ہیں۔

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور اس کا انکار فقط وہی کرتے ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ جب ان کے سامنے آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ پرانے زمانے کے افسانے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا ان سے مراد زندیق و جبتر میں جن دونوں نے رسول خدا کی تکذیب کی اور ان کے احکام کو نہ مانا۔

اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ پھر اس کے بعد ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ یعنی ان دونوں یعنی زندیق اور جبتر کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ پھر ان سے کہا جائے گا یہ ہی وہ ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔

یعنی ان دونوں کو اور ان کی اتباع کرنے والوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۸ تا ۳۶

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا

الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَضَاۗلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

ترجمہ

یاد رکھو کہ نیک کردار افراد کا نامہ اعمال علیین میں ہوگا (۱۸) اور تم کیا جانو کہ علیین کیا ہے (۱۹) ایک لکھا ہوا دفتر ہے (۲۰) جس کے گواہ ملائکہ مقربین ہیں (۲۱) بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے (۲۲) تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کر رہے ہوں گے (۲۳) تم ان کے چہروں پر نعمت کی شادابی کا مشاہدہ کرو گے (۲۴) انہیں سربمہر خالص شراب سے سیراب کیا جائے گا (۲۵) جس کی مہر مشک کی ہوگی اور ایسی چیزوں میں شوق کرنے والوں کو آپس میں سبقت اور رغبت کرنی چاہئے (۲۶) اس شراب میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی (۲۷) یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب بارگاہ بندے پانی پیتے ہیں (۲۸) بے شک یہ مجرمین صاحبانِ ایمان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے (۲۹) اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو اشارے کنائے کرتے تھے (۳۰) اور جب اپنے اہل کی طرف پلٹ کر آتے تھے تو خوش و خرم ہوتے تھے (۳۱) اور جب مومنین کو دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ سب اصلی گمراہ ہیں (۳۲) حالانکہ انہیں ان کا نگراں بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا (۳۳) تو آج ایمان لانے والے بھی کفار کا مضحکہ اُڑائیں گے (۳۴) تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے (۳۵)

اب تو کفار کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل رہا ہے (۳۶)

تفسیر

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾

خبردار نیک لوگوں کا نامہ اعمال علیین میں ہوگا اور تم کیا جانو کہ علیون کیا ہے؟

کتاب مرقوم یہ بھی ایک لکھا وہ دیوان ہے جس مقرب فرشتے گواہ ہیں۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ . وہ چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقرب سیراب ہوتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا ان سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام فاطمۃ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین علیہما السلام اور ان کے بعد والے نو آئمہ مراد ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا . بے شک یہ مجرم۔ فرماتے ہیں اس سے مراد زندیق اور جبتر اور ان اتباع واطاعت کرنے والے مراد ہیں یہ مجرم ہیں کہ جن کا کام تھا۔ كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ . یہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ . اور جب ان ایمان والوں کے قریب سے گزرتے تھے ان کی طرف اشارہ وکنایہ کرتے تھے۔

یعنی رسول خدا کا بھی مزاق اڑاتے تھے۔

علی بن ابراہیم نے خدا کے اس قول میں فرمایا: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ . مراد ہے جو نیک لوگوں کے لئے اجر وثواب لکھا گیا ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوحمزہ سے اور انہوں حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم آل محمد کو اعلی علیین سے خلق کیا ہے اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو بھی اسی سے خلق کیا ہے اور ان کے بدنوں کو اس کے علاوہ سے خلق کیا ہے فرمایا اسی وجہ سے مومنین کے دل ہماری طرف مائل ہوتے ہیں کیونکہ ان کو اس چیز سے خلق کیا گیا ہے جس سے ہمیں خلق کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ : کہ جس پر خدا کے مقرب فرشتے گواہی دینے والے ہیں۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ . اور ان کو خالص شراب سے سیراب کیا جائے کہ جن سر پر مہر لگی

ہوگی اور اس کی مہر مشک کی ہوگی۔

آپ نے فرمایا کہ مومن جب پانی پیے گا تو اس کو اس پانی سے مشک کی خوشبو آئے گی۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو شخص دنیا میں غیر خدا کے لئے شراب کو ترک کردے گا اس کو جنت میں جنت کی سر مہر شراب پلائی جائے گی جس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ کہ غیر خدا کے لئے ترک کرے۔

آپ نے فرمایا ہاں جو اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کے لئے ترک کردے۔

وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ . اور ایسی چیزوں کا شوق رکھنے والوں کو آپس میں سبقت کرنی چاہیے۔

فرمایا: جب ہم نے نیک لوگوں کا ثواب واجر بیان کردیا ہے تو اس میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہیے۔

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ . اور اس جنت کے شراب میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی۔

فرماتے ہیں تسنیم دور رہے سنمہ سے اور اس کا معنی ہے اوپر والا۔ کیونکہ اہل جنت کا سب سے اعلیٰ قسم کا شراب ہوگا۔ یا اس وجہ سے یہ بلندیوں سے آئے گا۔

فرماتے ہیں اہل جنت کا سب سے اشرف واعلیٰ شراب ہوگا جو ان کے پاس عالی ترین تسنیم سے آئے گا اور تسنیم ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے مقرب بندے سیراب ہونگے اور خدا کے مقرب محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ جن کے بارے میں خدا نے فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ (سورہ واقعہ) اور یہ رسول خدا جناب خدیجہ علیہا السلام۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی ذریت ہے جو ان کے ساتھ ملحق ہو۔

اور اس کے بارے میں خدا نے فرمایا: اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ، اور ہم ان کے ساتھ ان کی ذریت کو بھی ملحق کردیا ہے۔

فرماتے جو خدا کے مقرب میں وہ چشمہ تسنیم سے خالص پئیں گے اور جو دوسرے مومنین ہونگے وہ ملا ہوا پئیں گے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے مجرموں کا وصف خدا نے یوں بیان کیا ہے۔ کہ وہ مجرم میں جو مومنین کا مزاح اڑاتے تھے اور ان پر ہنستے تھے اور ان کی طرف اشارے کیا کرتے تھے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ ... فٰكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ . یعنی ان سے تمسخرہ کرتے تھے۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ یعنی یہ مجرم جب مومنین کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے۔ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ یہ گمراہ وسر پھرے لوگ ہیں۔ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ . ان کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔

الیوم آج قیامت کے دن ایمان والے ان کفار کا مذاق اڑائیں گے۔ اور ان کفار کو ان کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ

سورۃ الانشقاق یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات 25 ہیں اور ایک رکوع ہے۔ اور اس کا قرآن کی موجودہ ترتیب میں نمبر 84 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 83 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کو واجب نمازوں میں اور نوافل میں پڑھے گا اور اس کو نصیب سے بنائے گا اللہ اس کو اس کی خواہشات کے مطابق عطاء کرے گا اور کوئی چیز اس کے اور رحمت خدا کے درمیان حائل نہیں ہوگی۔ وہ ہمیشہ لطف خدا پر نظر رکھے گا اور خدا اس پر نظر کرم رکھے گا یہاں تک کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵

ترجمہ

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور اپنے پروردگار کا حکم بجالائے گا اور یہ ضروری بھی ہے (۲) اور جب زمین برابر کر کے پھیلا دی جائے گی (۳) اور وہ اپنے ذخیرے پھینک کر خالی ہو جائے گی (۴) اور اپنے پروردگار کا حکم بجالائے گی اور یہ ضروری بھی ہے (۵) اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے تو ایک دن اس کا سامنا کرے گا (۶) پھر جس کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا (۷) اس کا حساب آسان ہوگا (۸) اور وہ اپنے اہل کی طرف خوشی خوشی واپس آئے گا (۹) اور جس کو نامہ اعمال پشت کی طرف سے دیا جائے گا (۱۰) وہ عنقریب موت کی دعا کرے گا (۱۱) اور جہنم کی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) یہ پہلے اپنے اہل وعیال میں بہت خوش تھا (۱۳) اور اس کا خیال تھا کہ پلٹ کر خدا کی طرف نہیں جائے گا (۱۴) ہاں اس کا پروردگار خوب دیکھنے والا ہے (۱۵)

تفسیر

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ جب آسمان پھٹ جائے گا۔

یعنی قیامت والے دن ایسا ہوگا۔

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ ۔ اور وہ اپنے رب کے حکم کو بجالائے گا یہ ضروری ہے یعنی آسمان اپنے رب کے حکم کی اطاعت کرے گا اور اطاعت کرنے کا حق ادا کرے گا۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ اور زمین کو برابر کر کے پھیلا دیا جائے گا اور وہ اپنے ذخیرے باہر نکال کر خود خالی ہو جائے گی فرماتے ہیں مراد ہے کہ زمین کو پھیلا جائے تو وہ پھٹ جائے اور جو لوگ اس کے اندر دفن ہونگے ان سب کو باہر نکال دے گی اور پھر اس کے اندر کوئی انسان نہیں ہوگا وہ خالی ہو جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶

اے انسان تو اپنے رب کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے تو ایک دن اس کے ضرور ملاقات کرے گا۔

یعنی خبر شر خدا کی بارگاہ روانہ کر رہا ہے ایک دن تو ضرور اس خیر و شر سے سامنا کرے گا۔

ابوالجارود نے نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول کے بارے میں فرمایا: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ۝۷ ۔ پس بہر حال جس کو نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا وہ شخص جس کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ابوسلمۃ عبداللہ بن عبدالاسود بن ھلال المخزومی ہے کہ جو بنی مخزوم سے تھا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ۝۱۰ ۔ اور جس کا نامہ اعمال اس کی پشت کی طرف سے دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا یہ اسود بن عبدالاسود بن ھلال مخزومی تھا کہ جس نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہداء کو احد کے دن قتل کیا تھا۔

فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ۝۱۱ ۔ پس وہ عنقریب موت کی دعا کرے گا۔ فرماتے ہیں ثبور سے ویل ہے۔

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۙ۝۱۴ بَلٰٓی ۚ اِنَّ رَبَّهٗ کَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ۙ۝۱۵ ۔ اور اس کا خیال تھا کہ وہ پلٹ کر ہرگز خدا کے حضور نہیں جائے گا ہاں اس کا خدا خوب دیکھنے والا ہے۔

یعنی اس گمان تھا کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوگا۔

آیت نمبر ۱۶ تا ۲۵

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ۝۱۶ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ۝۱۷ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ۝۱۸
لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۙ۝۱۹ فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۙ۝۲۰ وَاِذَا قُرِئَ
عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ ۩ ۙ۝۲۱ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُکَذِّبُوْنَ ۙ۝۲۲ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا یُوْعُوْنَ ۙ۝۲۳ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ۝۲۴ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۧ۝۲۵

ترجمہ

میں شفق کی قسم کھا کر کہتا ہوں (۱۶) اور رات اور جن چیزوں کو وہ ڈھانک لیتی ہے ان کی قسم (۱۷)

اور چاند کی قسم جب وہ پورا ہو جائے (۱۸) کہ تم ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا ہو گے (۱۹) پھر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لے آتے ہیں (۲۰) اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ہیں (۲۱) بلکہ کفار تو تکذیب بھی کرتے ہیں (۲۲) اور اللہ خوب جانتا ہے جو یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں (۲۳) اب آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں (۲۴) علاوہ صاحبانِ ایمان و عمل صالح کے کہ ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر و ثواب ہے (۲۵)

تفسیر

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ۝۱۶ ۔ میں شفق کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ شفق سے مراد سورج کے غروب ہونے کے بعد کی سرخی مراد ہے۔

وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ۝۱۷ ۔ اور رات کی قسم اور جن چیزوں کو وہ ڈھانپ لیتی ہے ان کی قسم۔

مراد یہ ہے جب ہر چیز چل کر وہاں جائے گی کہ جہاں اس کو ہلاک کیا جائے گا۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ۝۱۸ ۔ اور چاند کی قسم جب وہ پورا ہو جائے۔

جواب قسم۔ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۙ۝۱۹ ۔ کہ تم کو ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا کیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں ایک طبق سے مراد ہے ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کیا جائے گا۔

حضرت رسول خدا نے فرمایا تم ضرور بر ضرور گزشتہ امتوں کی روش پر عمل کرو گے ان کے قدم بقدم چلو گے۔ اور ان کے راستے کی مخالفت نہیں کرو۔ شبر بشیر ذراع ذراع ان کے مطابق چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو گا اور تم بھی ضرور داخل ہو جاؤ گے۔

تو جب رسول خدا نے یہ فرمایا تو یہود و نصاریٰ نے بابا رسول اللہ گزشتہ امتوں سے مراد آپ کی ہم ہیں۔

آپ نے فرمایا میری جو بھی مراد ہو بس وہ اسلام کو پارا پارا کر دے گا اس کو نقصان دے گا پہلے تم امامت میں نقص وارد کرو گے اور آخر میں نماز میں نقص وارد کرو گے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن الحسین اور انہوں نے احمد بن عبداللہ سے اور اس نے ابن ابی محبوب سے اور اس نے جمیل بن صالح سے اور اس نے اس نے زیادہ سے اور اس نے ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ ۔ میں فرمایا اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زرارہ نے کہا کیا یہ امت اپنے نبی اکرمؐ کے بعد فلاں وفلاں۔ فلاں کے معاملہ میں من وعن ارتکاب کریں گے۔

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ ۔ یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں ان کا گمان ہی نہیں تھا۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ ۔ یعنی سورج کے غروب کے بعد کی سرخی کی قسم ہے اور جواب قسم۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ : مراد مذہبکے بعد دوسرا مذہب وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اپنے دلوں میں کیا چھپائے ہوتے ہو۔ یعنی جو تم دلوں میں چھپائے ہو۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ علاوہ ان صاحب ایمان کے جو نیک اعمال کو انجام دیتے ہیں ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ یعنی یہ ان کا حق ہے ان پر احسان نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

سورۃ البروج یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 22 ہے اسکا ایک رکوع ہے اور قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 85 ہے۔ اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 27 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:
جو شخص سورہ بروج کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھے گا۔ اللہ اسے انبیا علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا۔ کیونکہ سورہ بروج انبیاء کا سورہ ہے۔

نیز رسول خداؐ نے فرمایا:
جو شخص سورہ بروج کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے ہر جمعہ میں شرکت کرنے والے اور عرفات میں عرفہ کرنے والوں کی تعداد کے برابر دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کرے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا
قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا
مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾

ترجمہ

برجوں والے آسمان کی قسم (۱) اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ دیا گیا ہے (۲) اور گواہ اور جس کی گواہی دی جائے گی اس کی قسم (۳) اصحاب اخدود ہلاک کر دیئے گئے (۴) آگ سے بھری ہوئی خندقوں والے (۵) جن میں آگ بھرے بیٹھے ہوئے تھے (۶) اور وہ مومنین کے ساتھ جو سلوک کر رہے تھے خود ہی اس کے گواہ بھی ہیں (۷) اور انہوں نے ان سے صرف اس بات کا بدلہ لیا ہے کہ وہ خدائے عزیز وحمید پر ایمان لائے تھے (۸) وہ خدا جس کے اختیار میں آسمان وزمین کا سارا ملک ہے اور وہ ہر شے کا گواہ اور نگراں بھی ہے (۹) بے شک جن لوگوں نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو ستایا اور پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنّم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب بھی ہے (۱۰) بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۱)

تفسیر

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾

برجوں والے آسمان کی قسم اور اس دن کی قسم جن دن کا وعدہ دیا گیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں وہ دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے وہ قیامت کا دن ہے۔

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ اور گواہ اور جس کی گواہی دی جائے گی اس کی قسم۔

علامہ فرماتے شاہد سے مراد روز جمعہ ہے اور مشہور سے مراد قیامت کا دن ہے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ اصحاب اخدود ہلاک کر دیے گئے۔

علامہ فرماتے ہیں اصحاب اخدود کے قتل کیے جانے کا سب کچھ یوں ہے کہ حبشہ کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام ذونواس تھا اور اس نے یمن پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور وہ حمیرہ خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے قبیلہ اور اپنے ملک والوں کو یہودیت پر جمع کر دیا اور اس نے اپنا نام یوسف رکھ لیا اور ایک زمانہ تک وہ یہودیت پر قائم رہا اور حکومت کرتا رہا اس کو اطلاع دی گئی کہ یمن کے علاقہ نجران میں ایک قوم ہے جو دین نصرانیہ پر قائم ہیں۔ اور وہ سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں انجیل کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان کا دنیاوی رہنما عبداللہ بن بریا ہے پس بادشاہ کے حواریوں نے بادشاہ کو آمادہ کیا کہ وہ اس قوم کے خلاف کاروائی کرے اور ان کے پاس جائے اور ان کو یہودیت پر لے کر آئے اگر وہ قبول نہ کریں تو ان سزا دی جائے۔

پس بادشاہ نجران آیا اور اس نے اس قوم کے تمام افراد کو جمع کیا۔ جو نصرانی دین پر قائم تھے اور ان کے سامنے یہودیت کو پیش کیا۔ اور ان سب کو یہودی ہونے کا کہا تو انہوں نے یہودیت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پس بادشاہ نے ان سے مجادلہ ومباحثہ کیا اور ان کو تمام طریقوں سے یہودیت پر آمادہ کیا تاکہ وہ اس کے دین میں داخل ہو جائیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا تو بادشاہ نے ان سے کہا یا یہودیت کو اختیار کرو ورنہ قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ تو انہوں قتل ہونے کو اختیار کیا۔ پس بادشاہ نے ان کے خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ کو بھڑکایا ان افراد میں سے بعض کو اس آگ میں ڈال دیا اور بعض کو تلوار کے ذریعے قتل کر دیا۔ اور تمام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔ آگ میں جلنے والے اور تلوار سے قتل ہونے والوں کی کل تعداد بیس 20 ہزار (20000) افراد تھی۔

ان میں سے ایک فرد باہر نکل گیا اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا اور بادشاہ نے اپنے افراد اس کے عقب میں روانہ کیے لیکن وہ اس کو گرفتار کرنے سے عاجز رہے اور ناکام بادشاہ کے پاس واپس آ گئے۔ اور ذونواس واپس اپنے لشکر میں آ گیا۔ تو اس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ۔ قتل اصحاب اخدود خندقوں والوں کو قتل کر دیا گیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ تحقیق جن لوگوں نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو ستایا۔ یعنی ان کو آگ سے جلا دیا۔

ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾ ۔ اور پھر ان لوگوں نے توبہ نہیں کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلانے والا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے بکر بن سہل نے بیان کیا ہے انہوں نے عبدالغنی بن سعید سے اور اس نے موسیٰ بن

عبدالرحمن اور اس نے ابن حریج اور اس نے عطا اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد ہے جو تصدیق کرتے ہیں۔

وہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کی وحدانیت پر ایمان لائے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ .

مراد ہے کہ ان کو ایسا اجر دیا جائے گا جس کو نہ آنکھوں نے کبھی دیکھا ہوگا اور نہ اس کے بارے میں کانوں نے کبھی سنا ہو۔ اور یہ جنت پر کامیابی اور عقبیٰ سے امن یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر ۱۲ تا ۲۲

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

ترجمہ

بے شک آپ کے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے (۱۲) وہی پیدا کرنے والا اور دوبارہ ایجاد کرنے والا ہے (۱۳) وہی بہت بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے (۱۴) وہ صاحبِ عرش مجید ہے (۱۵) جو چاہتا ہے کر سکتا ہے (۱۶) کیا تمہارے پاس لشکروں کی خبر آئی ہے (۱۷) فرعون اور قومِ ثمود کی خبر (۱۸) مگر کفار تو صرف جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں (۱۹) اور اللہ ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے (۲۰) یقیناً یہ بزرگ و برتر قرآن ہے (۲۱) جو لوحِ محفوظ میں محفوظ کیا گیا ہے (۲۲)

تفسیر

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴿۱۲﴾ ۔ اے محمد تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

مراد جب وہ جابر و ظالم بادشاہوں کو پکڑتا ہے تو اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورہ ہود میں بھی فرمایا:

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ ۔ کہ اس کی گرفت بہت سخت و شدید ہے۔ (سورہ ہود)

اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ﴿۱۳﴾ ۔ وہ ہی پیدا کرنے والا ہے اور وہی دوبارہ ایجاد کرنے والا ہے۔ فرمایا مراد ہے وہ خلق کو مارنے والا اور موت کے بعد دوبارہ محشر میں موت کے بعد زندہ کرنے والا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ۔ وہ بہت بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

یعنی مراد ہے خدا اپنے اولیاء اور اطاعت کرنے والوں کو بخشنے والا اور ان سے محبت کرنے والا ہے اور ایسے محبت کرنے والا ہے جیسے تم میں سے ایک اپنے دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے۔ وہ خدا صاحب بشارت اور محبت ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے خدا کے اس قول کے بارے میں ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ﴿۱۵﴾ (وہ صاحب عرش مجید ہے) فرمایا: اللہ ہی کریم اور صاحب مجید و عزت ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ ۔ یقیناً وہ بزرگ و برتر قرآن ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔

فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ کی دو طرفیں ہیں ایک طرف اس کی عرش کے دائیں جانب پر ہے۔ اور اس کی دوسری طرف اسرافیل کی پیشانی ہے۔ او جب خدا وحی کا ارادہ کرتا ہے تو لوح اسرافیل کی پیشانی پر مارتا ہے اور پھر وہ لوح کی طرف دیکھتا ہے جو کچھ لوح پر وہ دیکھتا ہے اس کی جبرائیل کی طرف وحی کرتا ہے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

یہ سورۃ الطارق مکی سورہ ہے اور اس کی آیات 17 ہیں اور اس کا ایک رکوع ہے اور اس کا موجودہ قرآن میں نمبر 86 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص واجب نمازوں میں سورہ الطارق کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن اللہ اس کی قدو عزت میں اضافہ کرے گا وہ جنت میں انبیاء کے ساتھ ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۷

ترجمہ

آسمان اور رات کو آنے والے کی قسم (۱) اور تم کیا جانو کہ طارق کیا ہے (۲) یہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (۳) کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس کے اوپر نگراں نہ معین کیا گیا ہو (۴) پھر انسان دیکھے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے (۵) وہ ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے (۶) جو پیٹھ اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے (۷) یقیناً وہ خدا انسان کے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے (۸) جس دن رازوں کو آزمایا جائے گا (۹) تو پھر نہ کسی کے پاس قوت ہوگی اور نہ مددگار (۱۰) قسم ہے چکر کھانے والے آسمان کی (۱۱) اور شگافتہ ہونے والی زمین کی (۱۲) بے شک یہ قول فیصل ہے (۱۳) اور مذاق نہیں ہے (۱۴) یہ لوگ اپنا مکر کر رہے ہیں (۱۵) اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں (۱۶) تو کافروں کو چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو (۱۷)

تفسیر

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ ۔ آسمان کی قسم اور طارق کی قسم۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ طارق کیا ہے۔ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ ۔ یہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ایک عذاب ستارہ ہے قیامت کا ستارہ ہے اور یہ زحل ہے جو سب سے اعلیٰ منزل پر ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ ۔ کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگران معین نہ ہو۔

علامہ فرماتے ہیں وہ نگران ملائکہ ہیں۔

حضرت ابوبصیرہ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: السماء سے مراد امیر المومنین کا موضع و مقام ہے الطارق سے وہ جو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لئے خدا کی طرف رہنما ہے جو ان کی دن رات رہنمائی کرتا ہے اور یہ وہ روح ہے جو پہلے رسول خدا کے ساتھ تھا اور ان کے بعد وہ وقت کے امام کے ساتھ ہوتا ہے جو ان کی تائید کرتا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ اے مولا النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا اس سے مراد رسول خدا ہیں،

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ ۔ پھر انسان دیکھے کہ اسے کس چیز سے خلق کیا گیا ہے اور

اس کو ایک اچھلتے ہوئے پانی سے خلق کیا گیا ہے علامہ فرماتے ہیں کہ مراد نطفہ ہے جو پوری قوت کے ساتھ جسم سے خارج ہوتا ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ (وہ پانی جو پشت اور سینہ کی ہڈیوں سے نکلتا ہے۔) علامہ فرماتے ہیں کہ مرد کا نطفہ اس کی پشت میں ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ سینے میں ہوتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ یقیناً خدا انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے یعنی جیسے وہ انسان کو نطفہ سے خلق کرنے پر قادر ہے ایسے ہی وہ اس کو دنیا میں رجعت کے دن دوبارہ زندہ کرنے اور قیامت کے دن آخرت میں زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ وہ دن کہ جس میں رازوں کو آزمایا جائے گا۔ یعنی تمام پوشیدہ رازوں کو کھول دیا جائے گا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ قسم ہے رجع والے آسمان کی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ قسم ہے بارش والے آسمان کی۔

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ یعنی مراد ہے کہ قسم ہے اس زمین کی جس سے نباتات پیدا ہوتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں یہ ساری قسمیں ہیں اور ان کا جواب قسم یہ ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ فرماتے ہیں فصل فعل ماضی ہے اس کا معنی ہے۔ قاطع ویقین کا قول ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ یہ مزاق نہیں ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ یہ لوگ اپنا مکر کر رہیں۔

یعنی یہ لوگ حیلہ کر رہے ہیں۔ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ اور ان کے ساتھ بھی تدبیر کی جائے گی یعنی خدا بھی ان کے ساتھ مکر کرے گا اس سے مراد اس کا عذاب ہے۔ کہ ان کو عذاب دے گا۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ تو آپ ان کافروں کو چھوڑ دیں اور ان کو کچھ مہلت دے دیں۔

یعنی ان کو کچھ مدت کے لئے چھوڑ دیں۔

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ پس ان کے لئے نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ مددگار حضرت ابوبصیر فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے ان کے پاس کوئی طاقت نہیں ہوگی کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے خالق کی مخالفت کر سکیں۔ اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔

جو خدا کے مقابل میں ان کی مدد کر سکے کہ جب خدا ان کے بارے میں عذاب کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ آپ نے فرمایا اس سے مراد ہے کہ یہ لوگ رسولؐ کے خلاف علی علیہ السلام کے خلاف فاطمہ کے خلاف مکر و حیلے کر رہے ہیں خدا نے فرمایا اے محمدؐ ہم بھی ان کے خلاف حیلہ کریں گے آپ ان کافروں کو چھوڑ دیں اور مہلت دیں اور ان کو مہلت ہے قائم کے ظہور تک کی۔ پس وہ ان جبار ظالموں و کافروں سے ہمارا انتقام لے گا۔ خواہ جابر و ظالم قریش سے ہو یا بنی امیہ سے سب سے بدلہ لے گا۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

سورۃ الاعلیٰ یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 19 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ قرآن میں اس کا نمبر 87 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 8 ہے۔

تلاوت کا ثواب

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے فرائض نمازوں میں سورہ الاعلیٰ کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن اسے کہا جائے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

نیز ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے چاہنے والے کو چاہیے کہ وہ ہر شب جمعہ سورہ الاعلیٰ اور سورہ جمعہ کی تلاوت ضرور کرے۔

آیت ۱ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِيْ قَدَّرَ
فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ
فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧
وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ
يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ
لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ
فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧ اِنَّ

هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى ﴿١٩﴾

ترجمہ

اپنے بلندترین رب کے نام کی تسبیح کرو (۱) جس نے پیدا کیا ہے اور درست بنایا ہے (۲) جس نے تقدیر معین کی ہے اور پھر ہدایت دی ہے (۳) جس نے چارہ بنایا ہے (۴) پھر اسے خشک کر کے سیاہ رنگ کا کوڑا بنا دیا ہے (۵) ہم عنقریب تمہیں اس طرح پڑھائیں گے کہ بھول نہ سکو گے (۶) مگر یہ کہ خدا ہی چاہے کہ وہ ہر ظاہر اور مخفی رہنے والی چیز کو جانتا ہے (۷) اور ہم تم کو آسان راستہ کی توفیق دیں گے (۸) لہٰذا لوگوں کو سمجھاؤ اگر سمجھانے کا فائدہ ہو (۹) عنقریب خوف خدا رکھنے والا سمجھ جائے گا (۱۰) اور بدبخت اس سے کنارہ کشی کرے گا (۱۱) جو بہت بڑی آگ میں جلنے والا ہے (۱۲) پھر نہ اس میں زندگی ہے نہ موت (۱۳) بے شک پاکیزہ رہنے والا کامیاب ہو گیا (۱۴) جس نے اپنے رب کے نام کی تسبیح کی اور پھر نماز پڑھی (۱۵) لیکن تم لوگ زندگانی دنیا کو مقدم رکھتے ہو (۱۶) جب کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے (۱۷) یہ بات تمام پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے (۱۸) ابراہیم کے صحیفوں میں بھی اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی (۱۹)

تفسیر

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ ۔اپنے بلندترین رب کے نام کی تسبیح کرو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یوں کہو۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى.

الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿٣﴾ . جس نے خلق کیا اور درست بنایا۔ جس نے تقدیر معین ہیں، اور پھر ہدایت کی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس نے ہر چیز کی پہلے تقدیر مقدر کی اور پھر جس کو چاہا اس کی طرف ہدایت کی۔

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿٤﴾ . وہی ذات ہے جس نے چارہ اگایا۔ مراد نبات ہے کہ جس نے سبزجات وغیرہ خلق کیے۔

فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوٰى ﴿٥﴾ . پھر اسے خشک کر کے سیاہ رنگ کا کوڑا بنا دیا۔ یعنی اس ذات نے پہلے نباتات کو زمین سے خلق کیا اور پھر اس کو خشک کر کے کوڑا بنا دیا۔ جو بعد سے گل سڑ کے سیاہ رنگ کا ہو گیا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ﴿٦﴾ . عنقریب ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ تم بھول نہ پاؤ گے۔

یعنی ہم آپ کو ایسی تعلیم دیں گے کہ پھر آپ کبھی بھی بھول نہ پاؤ گے۔ کہ جب خدا کہہ رہا ہے کہ ہمارا محمد کبھی بھولے گا نہیں۔ لیکن اللہ استثناء کر رہا ہے۔

إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ . مگر وہ کہ جسے خدا چاہے گا۔

یعنی نسیان لغوی سے وہ امن میں نہیں ہیں۔ اور نسیان لغوی سے مراد ترک کرنا ہے جس کو خدا چاہے گا آپ اس کو ترک کر دیں گے۔ نسیان حقیقی مراد نہیں ہے اور نسیان حقیقی یہ حفظ خدا کو نہیں ہوتا۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿٨﴾ . پھر ہم آپ کو آسان راستے کی توفیق دیں گے۔

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾ . اور آپ ان لوگوں کو سمجھائیں اگر کوئی فائدہ ہو تو رسول خدا کی ذات کو خطاب ہے آپ ان کو سمجھائیں

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ . عنقریب خوف خدا رکھنے والے سمجھ جائیں گے۔ یعنی آپ ان کو یاد کرواتے ہیں۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ . بدبخت اس سے کنارہ کشی کرے گا جو بہت بڑی آگ میں جلنے والا ہے۔

یعنی جس کی آپ یاد دھانی کروا رہے اس سے شقی ترین منہ موڑ لے گا۔ اور جو منہ موڑے گا اس کے لیے بہت سخت آگ کا عذاب ہوگا۔ اور وہ جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ . پھر نہ اس میں زندگی ہے اور نہ موت ہے۔ یعنی جہنم کی آگ میں جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ موت نہیں آئے گی۔ اور پھر وہ زندہ بھی نہیں رہے گا۔ یعنی سکون کی زندگی میسر نہیں ہوگی۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ . بے شک پاکیزہ رہنے والا کامیاب ہو گیا۔ یعنی جو نماز عید کے ادا کرنے سے قبل زکوٰۃ فطرہ ادا کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ . اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ اور نماز ادا کرو۔ یعنی نماز فطر اور عید الاضحیٰ ادا کرو۔

إِنَّ هٰذَا یعنی یہ جو آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى ﴿١٩﴾ . یہ قرآن تمام صحیفوں میں موجود ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے الحسین بن محمد نے نقل کیا ہے انہوں نے معلی بن محمد نے اور انہوں نے بسطام بن مرہ سے اور انہوں نے اسحاق بن حسان سے اور انہوں نے الہیثم بن واقد سے اور علی بن الحسین العیدی سعد الاسکافی اور انہو ں اصبغ سے نقل کیا وہ بیاں کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیؑ سے خدا اس قول کے بارے میں سوال کیا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ① ۔ آپ نے فرمایا آسمانوں اور زمینوں کی خلقت سے دو ہزار سال قبل عرش کے پائیوں پر یہ لکھا ہوا ہے۔

لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فاشھدوا بھاوان علیاوصی محمد.

جناب عطا نے حضرت ابن عباسؓ سے خدا کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ⑦ ۔ فرماتے ہیں مراد ہے جو کچھ تیرے دل ونفس میں قیامت تک ہونے والے کے بارے میں پوشیدہ ہے خدا اس کو بھی جانتا ہے اور ہم نے آپ کے لیے تمام امور کو آسان کر دیا ہے۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

سورۃ الغاشیۃ یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 26 ہے اور اس کا رکوع ایک ہے۔ اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 88 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 68 ہے۔

تلاوت کا ثواب

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص واجب اور نفلی نمازوں میں سورہ غاشیۃ کی تلاوت کرے گا۔ اور اس پر پابندی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔

نیز رسول خدا نے فرمایا۔

جو شخص سورہ غاشیۃ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حساب آسان کر دے گا۔

آیت ۱ تا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ⑦ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ⑧ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ⑨ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ⑩ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ⑪ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ⑫ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ⑬ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ⑭ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ⑮ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ⑯

ترجمہ

کیا تمہیں ڈھانپ لینے والی قیامت کی بات معلوم ہے (۱) اس دن بہت سے چہرے ذلیل اور رسوا ہوں گے (۲) محنت کرنے والے تھکے ہوئے (۳) دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے (۴) انہیں کھولتے ہوئے پانی کے چشمہ سے سیراب کیا جائے گا (۵) ان کے لئے کوئی کھانا سوائے خاردار جھاڑی کے نہ ہوگا (۶) جو نہ موٹائی پیدا کر سکے اور نہ بھوک کے کام آسکے (۷) اور کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے (۸) اپنی محنت و ریاضت سے خوش (۹) بلند ترین جنت میں (۱۰) جہاں کوئی لغو آواز نہ سنائی دے (۱۱) وہاں چشمے جاری ہوں گے (۱۲) وہاں اونچے اونچے تخت ہوں گے (۱۳) اور اطراف میں رکھے ہوئے پیالے ہوں گے (۱۴) اور قطار سے لگے ہوئے گاؤ تکیے ہوں گے (۱۵) اور بچھی ہوئی بہترین مسندیں ہوں گی (۱۶)

تفسیر

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ . کیا آپ کو ڈھانپ لینے والی قیامت کی خبر معلوم ہے۔

یعنی خطاب رسول خدا کو ہے کہ اے ہمارے رسول کیا آپ کے پاس قیامت کی خبر آئی ہے۔ اور غَاشِيَةِ کا معنی جو لوگوں کو ڈھانپ لے گی۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ . اور اس دن بہت سے چہرے ذلیل و رسواء ہونگے محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہونگے اور روزے رکھتے ہونگے لیکن دین خدا کی مخالفت اور علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھنے والے ہونگے اور جنہوں نے اعمال انجام دیئے لیکن علیؑ سے دشمنی رکھی ان سے کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوگا۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ . وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے اور کھولتے ہوئے چشموں سے ان کو سیراب کیا جائے گا۔

یعنی ان ذلیل و رسواء چہروں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

فرماتے ہیں جہنم کے چشموں کو اٰنِيَةٍ اس لیے کیا جاتا ہے وہ اپنی شدت کی گرمی کی وجہ سے کھولتے ہوں گے۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ . اور ان کے لیے کھانا خاردار جھاڑی کے سواء اور کچھ نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں ضَرِيْعٍ سے مراد اہل دوزخ کا وہ پانی ہے جو زنا کرنے والوں کی شرمگاہوں سے نکلتا ہے۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ . جو نہ موٹا پیدا کرے گا اور نہ بھوک کے کام آئے گا۔

اس کے بعد امیر المومنین علیؑ کی اتباع و پیروی کرنے والوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ . اور کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے اور وہ اپنی محنت و ریاضت سے خوش ہونگے یعنی جو کچھ دنیا میں کرتے رہے ہونگے اس پر خوش ہونگے۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ . کہ وہ بلند ترین جنت میں ہونگے کہ جہاں کوئی لغو آواز نہ سنی جائے گی۔

یعنی کوئی عول فول جھوٹ وہاں نہیں سنا جائے گا۔

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۲ . اور وہاں اونچے تخت ہونگے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جنت میں سونے کے تخت کہ جن کو زبرجد اور یاقوت سے سجایا گیا ہوگا اور ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۳ . اور ان کے اطراف میں پیالے رکھے ہونگے۔

یعنی ان تختوں کے اطراف میں ایسے پیالے ہونگے کہ ان کے لیے کوئی دستے نہیں ہونگے۔

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۴ . اور قطار سے لگائے ہوئے تکیے ہونگے۔

علامہ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ بستر اور تکیے مراد ہیں۔

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۵ . اور بچھی ہوئی بہترین مسندیں ہونگی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خدا نے جنت میں جو کچھ بھی خلق کیا ہے اس کی مثال دنیا میں خلق کی ہے سوائے زَرَابِيُّ کے یہ اس کی مثل دنیا میں نہیں ہے اور ان کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ اور کیسی ہیں۔

آیت ۱۷ تا ۲۶

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ

رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ترجمہ

کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے (۱۷) اور آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے (۱۸) اور پہاڑ کو کس طرح نصب کیا گیا ہے (۱۹) اور زمین کو کس طرح بچھایا گیا ہے (۲۰) لہٰذا تم نصیحت کرتے رہو کہ تم صرف نصیحت کرنے والے ہو (۲۱) تم ان پر مسلط اور ان کے ذمہ دار نہیں ہو (۲۲) مگر جو منہ پھیر لے اور کافر ہو جائے (۲۳) تو خدا اسے بہت بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا (۲۴) پھر ہماری ہی طرف ان سب کی بازگشت ہے (۲۵) اور ہمارے ہی ذمہ ان سب کا حساب ہے (۲۶)

تفسیر

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾

کیا یہ لوگ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کو کس طرح خلق کیا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں ابن ۔۔ فرماتے ہیں کہ اس جگہ فقط اونٹ نہیں بلکہ تمام جانور مراد ہیں کہ ان جانوروں کی طرف نظر و فکر کرو ان کو کس انداز میں خلق کیا گیا ہے۔

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ ۔ اور اس آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کو کیسے بلند کیا گیا ہے۔

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ ۔ اور ان پہاڑوں کی طرف دیکھ کر ان کو کیسے گاڑا گیا ہے۔

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ ۔ اور اس زمین کی طرف کہ اس کو کیسے بچھایا گیا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہا ہے کہ اونٹ کی مثل خلقت آسمان کی مثل بلند کرنا' پہاڑوں کی مثل نصب کرنا اور زمین کی طرح کسی کو بچھانا یہ اللہ کے علاوہ کوئی اور کر سکتا ہے؟ میرے علاوہ کوئی اس جیسے افعال انجام دے سکتا ہے۔

فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ ۔ لہٰذا آپ ان کو وعظ کرتے رہیں آپ تو فقط واعظ ہی ہیں۔

یعنی یہ خطاب رسول خدا کو ہے آپ فقط خدا کی طرف سے معین شدہ واعظ ہیں۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ ۔ آپ ان کے نگران و ذمہ دار نہیں ہیں۔

فرمایا مراد ہے آپ ان کے محافظ اور ان پر نگران اور کاتب نہیں ہیں جو ان کے اعمال کو لکھتے ہیں۔

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ ۔ مگر جو منہ موڑ جائے اور کافر ہو جائے۔

مراد ہے کہ جو آپ کی وعظ سے عبرت حاصل نہ کرے اور آپ کی تصدیق نہ کرے اور میری ربوبیت کا انکار کرے۔ اور میری نعمتوں کا کفران کرتا ہے۔

فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ ۔ اور خدا اس کو بہت بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

مراد ہے کہ بہت سخت اور ہمیشہ رہنے والا عذاب ان پر مسلط کرے گا۔ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ پھر ہماری طرف ان سب کی بازگشت ہوگی۔ فرماتے ہیں مراد ہے سب کی آخری منزل ہمارے پاس ہی ہے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ ۔ اور ہمارے ہی ذمہ ہے ان کا حساب یعنی ان کو قیامت کے دن ان کے اعمال کی جزاء و سزاء دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہوگا۔

علی بن ابراہیم نے بھی یہ ہی ذکر کیا ہے کہ ان کی بازگشت بھی ہمارے پاس ہے اور ان کا حساب بھی ہمارے ذمہ ہے علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے ذکر کیا ہے اور اس نے عبدالکریم بن عبدالرحیم ہے اور اس نے محمد بن علی سے اور اس نے محمد بن الفضیل سے اور اس نے ابوحمزہ سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے سنا آپ نے فرمایا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ ۔

اس سے مراد ان لوگوں کے چہرے میں جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے عبادت کرتے ہیں اور رسول کے خلاف اجتہاد کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

سورۃ الفجر یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد تیس (30) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 89 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 10 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا جو اپنی فریضہ نمازوں میں سورہ فجر کی تلاوت کرے گا۔ یا نوافل نمازوں میں پڑھے گا تو خدا اس کو قیامت کے دن سید الشہداء امام حسینؑ کے ساتھ محشور فرمائیں گے۔ اور آپ کے ساتھ اس کو جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ یہ امام حسینؑ کا سورہ ہے۔

آیت ۱ تا ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤ هَلْ
فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ اِرَمَ
ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ
جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي
الْبِلَادِ ۝١١ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ ۝١٣ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ
فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝١٥

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

قسم ہے فجر کی (۱) اور دس راتوں کی (۲) اور جفت و طاق کی (۳) اور رات کی جب وہ جانے لگے (۴) بے شک ان چیزوں میں قسم ہے صاحب عقل کے لئے (۵) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا ہے (۶) ستون والے ارم والے (۷) جس کا مثل دوسرے شہروں میں نہیں پیدا ہوا ہے (۸) اور ثمود کے ساتھ جو وادی میں پتھر تراش کر مکان بناتے تھے (۹) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (۱۰) جن لوگوں نے شہروں میں سرکشی پھیلائی (۱۱) اور خوب فساد کیا (۱۲) تو پھر خدا نے ان پر عذاب کے کوڑے برسا دیئے (۱۳) بے شک تمہارا پروردگار ظالموں کی تاک میں ہے (۱۴) لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب خدا نے اس کو اس طرح آزمایا کہ عزت اور نعمت دے دی تو کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھے باعزت بنایا ہے (۱۵)

تفسیر

وَالْفَجْرِ ۝١ ۔ قسم ہے فجر کی۔

فرمائے ہیں اس میں واؤ نہیں ہے فقط الفجر ہے یعنی فجر مراد ہے۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ ۔ اور دس راتوں کی قسم۔

علامہ فرماتے یہ دس راتیں ماہ ذی الحجہ کی دس راتیں مراد ہیں۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ ۔ جفت و طاق کی قسم۔

شفع سے مراد دو رکعت نماز شفع ہے جو نماز شب کا حصہ ہے اور وتر سے مراد بھی ایک رکعت نماز وتر ہے جو نماز شب کا حصہ ہے اور ایک اور حدیث سے ذکر ہوا ہے کہ شفع سے مراد امام حسنؑ و امام حسینؑ ہیں اور وتر ہے مراد امیر المومنین علیؑ ہے۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ ۔ بے شک اس چیز میں قسم ہے عقل والوں کے لیے۔

یعنی جن کے لیے عقل ہے ان کے لیے یہ قسم مفید ہے۔

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ۝۱۶ . تو یہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری توہین کی ہے۔

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۝۱۸ . ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ تم یتیم کا احترام نہیں کرتے تھے اور مسکینوں کو کھانا دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔

یعنی تم مساکین کو کھانے کی دعوت نہیں دیتے تھے۔ اور یہ ان لوگوں کا حال بیان کیا جارہا ہے جو آل محمدؐ کے حقوق غضب کرنے والے اور ان پر ظلم کرنے والے ہیں اور یتیموں کا مال کھانے والے اور ان آل محمدؐ کے فقراء و مساکین اور مسافروں کا حق ادا نہیں کرتے تھے۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا۝۱۹ اور میراث کے مال کو اکٹھا کر کے حلال و حرام سب کچھ کھا جاتے تھے۔ یعنی میراث میں حق داروں کا حق ادا نہیں کرتے تھے اور سارا مال خود کھا جاتے تھے۔

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا۝۲۰ . اور مال دنیا کو سب دوست رکھتے تھے اور اس کو جمع کرتے تھے۔

یعنی مال دنیا کو جمع کر کے رکھتے تھے اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تھے

ابوالجارود: حضرت امام محمد باقرؑ سے اس قول کے بارے میں نقل کیا۔ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا۝۲۱ . یاد رکھو جب زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

علامہ فرماتے میں کہ زلزلہ سے زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی پھٹ جائے۔ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۝۲۲ . جب تیرے رب کا امر آئے گا تو تمام ملائکہ صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔

علامہ فرماتے میں اس آیت میں لفظ ملک کو واحد ذکر کیا گیا ہے لیکن مراد جمع ہے تمام ملائکہ مراد ہیں۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى۝۲۳ . اور اس دن جہنم کو ان کے سامنے لایا جائے گا تو انسان کو ہوش آجائے گا۔ لیکن اس دن ہوش آنے کا کیا فائدہ۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے انہوں نے عمر بن عثمان سے اور اس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا مجھے حضرت جبرائیلؑ نے بیان کیا اور فرمایا۔ وہ اللہ کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جب وہ ساری خلائق کو جمع کرے گا اور پھر اولین و آخرین کے تمام انسان کو جمع کرے گا اس وقت جہنم کو لایا جائے گا اس کو نکیل ڈال کر لایا جائے گا۔ اور ہر نکیل کو ایک لاکھ فرشتوں نے پکڑا ہوگا۔ جو سخت اور شدید ہونگے اور جہنم کے شعلے بلند ہو رہے ہونگے اور اس کے بڑے بڑے انگارے اڑ اڑ کر ادھر ادھر گر رہے ہوں گے اور اگر اس کو حساب تک کے لیے موخر نہ کیا جاتا تو وہ تمام کو نگل جائے۔ پھر اس سے اس قدر آوازیں بلند ہونگی جس کی ہیبت سے تمام اہل محشر لرز جائیں گے اور خائف ہو جائیں گے خواہ نیک ہو یا بد۔ اللہ کے

بندوں میں کوئی بندہ خواہ وہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل نہیں بچے گا مگر یہ کہ وہ خدا کی بارگاہ میں التجاء کر رہا ہوگا اے خدا مجھے اس جہنم سے بچالے لیکن یا رسول اللہ آپ فرمارہے ہوں میرے خدا یا میری امت کو، میری امت کو اس سے بچالے۔ پھر اس جہنم پر پل صراط کو رکھا جائے گا۔ تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور باریک ہوگی۔

اس پر تین چیک پوسٹیں ہونگی ایک پر امانت داری اور صلہ رحمی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ دوسری پر نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

تیسری پر خدا رب العالمین کے عدل کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ وہ خدا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ تمام انسانوں کو اس سے گزرنے کا حکم دے گا۔ پس سب سے پہلے ان سے امانت داری اور صلہ رحمی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو پھر نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور پھر اگر وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو پھر اللہ کے عدل کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ یہ ہی ہے کہ "اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۝۱۴" کہ تمھارا رب تمھاری تاک میں ہے۔ لوگ پل صراط سے گزر رہے ہونگے اور ان کے قدم ڈگمگا رہے ہونگے اور فرشتے ان کے اردگرد ہونگے اور پکار رہے ہونگے اے حلیم ان کو معاف کر دے اور اپنے فضل کا وعدہ ان سے پورا کر دے۔ اور ان کو سالم رکھ اور لوگ تنکوں کی مانند جہنم میں گر رہے ہوں گے اور جو کامیاب ہوگا اللہ کی رحمت سے کامیاب ہوگا اور پھر وہ کہے گا الحمدللہ۔ اور وہ اپنی نعمتیں اپنے نیک بندوں کے لیے تمام کرے گا۔ اور جو نیک اعمال کرتے رہے ہونگے۔ وہ کہیں گے الحمدللہ تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جو ہمارا رب ہے کہ اس نے مجھے اس سے نجات دی جبکہ اس سے ناامید ہو چکا تھا۔ یہ نجات خدا کے احسان و فضل و بخشش کی وجہ سے ہے اور ہمارا رب بہت بڑا بخشنے والا اور قدردانی کرنے والا ہے۔

فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ۝۲۵ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ۝۲۶ . تو اس دن خدا ایسا عذاب کرے گا جو کسی کو نہ ہوا ہو اور نہ اس طرح کسی کو گرفتار کیا گیا ہوا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو امیر المومنینؑ کے دشمن ہونگے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ۝۲۷ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۝۲۸ . اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف پلٹ اس عالم میں کہ تو اس سے راضی ہو جا اور وہ تجھ سے راضی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں جب کسی مومن کا وقت وفات قریب آتا ہے اللہ کی طرف سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ اے نفس مطمئن علیؑ کی ولایت کے ساتھ میری بارگاہ میں آجاؤ اور میرے ثواب پر راضی ہو جا۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ۝۲۹ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۝۳۰ . میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ۔ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ فرماتے ہیں اس وقت مومن کی فقط یہ کوشش ہو گی کہ وہ اس نداء کے ساتھ ملحق ہو جائے ابوبصیرؒ نے حضرت امام ابوعبداللہؑ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق حقیقی امام حسینؑ کی ذات اقدس ہے۔ ان کے لیے یہ آواز آئی تھی۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

سورۃ البلد یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بیس (20) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجود ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 90 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 35 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جس شخص نے سورہ بلد کی تلاوت واجب نمازوں میں کی۔ تو اس کی اس دنیا میں اللہ کی طرف سے شہرت ہو جائے گی کہ وہ نیک وصالح افراد میں سے ہے۔ اور آخرت میں بھی ان لوگوں میں کا شمار ہوگا۔ جو بارگاہ خدا میں مقام ومنزلت رکھتے ہیں اور وہ انبیاء شہداء صالحین کے دوستوں میں سے شمار ہوگا۔

آیت ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾
يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ
لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾

ترجمہ

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (۱) اور تم اسی شہر میں تو رہتے ہو (۲) اور تمہارے باپ آدم اور ان کی اولاد کی قسم (۳) ہم نے انسان کو مشقت میں رہنے والا بنایا ہے (۴) کیا اس کا خیال یہ ہے کہ اس

پر کوئی قابو نہ پا سکے گا (۵) کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بے تحاشہ صرف کیا ہے (۶) کیا اس کا خیال ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا ہے (۷) کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں قرار دی ہیں (۸) اور زبان اور دو ہونٹ بھی (۹) اور ہم نے اسے دونوں راستوں کی ہدایت دی ہے (۱۰)

تفسیر

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ . میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ بلد سے مراد مکہ شہر ہے۔

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ . اور تم اس شہر میں رہتے ہو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ قریش والے اس شہر میں رہنے والے کسی فرد پر بھی ظلم کو جائز نہیں قرار دیتے لیکن اے میرے رسول یہ قریش باوجود کہ آپ اس شہر میں رہتے ہیں تب بھی آپ پر ظلم کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ . والد اور اس کی اولاد کی قسم۔

علامہ فرماتے ہیں کہ والد سے مراد ہمارے بابا آدمؑ نہیں اور ان کی اولاد کہ جن کی خدا قسم اٹھا رہا ہے وہ اولاد آدمؑ میں سے انبیاء ومرسلین واوصیاء ہیں کہ جن کی قسم کھا رہا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ . ہم نے انسان کو مشقت میں رہنے والا بنایا ہے۔ مراد ہے کہ ہم نے زحمت و مشقت برداشت کرنے والا بنایا ہے اور اس کی مثل کوئی مخلوق خلق نہیں کی۔

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ . کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال صرف کیا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کون شخص ہے جو یہ کہتا ہے۔ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ . میں نے بہت مال خرچ کیا ہے آپؑ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود تھا جب اس کے سامنے امیر المومنینؑ نے خندق کے دن اسلام کو پیش کیا تو اس نے کہا کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو میرا وہ مال جو میں نے اسلام کے خلاف خرچ کیا وہ کہاں جائے گا یعنی اسلام کا راستہ روکنے کے لیے جو مال خرچ کیا ہے وہ کہاں جائے گا۔ تو جب اس نے یہ کہا تو امیر المومنین علیؑ نے اس ملعون کو قتل کر دیا۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ . اور ہم نے اس انسان کو دو راستوں کی ہدایت کی۔

علی ابراہیمؒ فرماتے ہیں دو راستوں سے مراد خیر اور شر کا راستہ ہے۔ ہم نے اس کے لیے نیکی اور بدی کے راستوں کو

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

سورۃ البلد یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد بیس (20) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 90 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 35 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جس شخص نے سورہ بلد کی تلاوت واجب نمازوں میں کی۔ تو اس کی اس دنیا میں اللہ کی طرف سے شہرت ہو جائے گی کہ وہ نیک وصالح افراد میں سے ہے۔ اور آخرت میں بھی ان لوگوں میں کا شمار ہوگا۔ جو بارگاہ خدا میں مقام ومنزلت رکھتے ہیں اور وہ انبیاء شہداء صالحین کے دوستوں میں سے شمار ہوگا۔

آیت ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾
يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۘ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ
لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾

ترجمہ

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (۱) اور تم اسی شہر میں تو رہتے ہو (۲) اور تمہارے باپ آدم اور ان کی اولاد کی قسم (۳) ہم نے انسان کو مشقت میں رہنے والا بنایا ہے (۴) کیا اس کا خیال یہ ہے کہ اس

پر کوئی قابو نہ پا سکے گا (۵) کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بے تحاشہ صرف کیا ہے (۶) کیا اس کا خیال ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا ہے (۷) کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں قرار دی ہیں (۸) اور زبان اور دو ہونٹ بھی (۹) اور ہم نے اسے دونوں راستوں کی ہدایت دی ہے (۱۰)

تفسیر

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ . میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ بلد سے مراد مکہ شہر ہے۔

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ . اور تم اس شہر میں رہتے ہو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ قریش والے اس شہر میں رہنے والے کسی فرد پر بھی ظلم کو جائز نہیں قرار دیتے لیکن اے میرے رسول یہ قریش باوجود کہ آپ اس شہر میں رہتے ہیں تب بھی آپ پر ظلم کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ . والد اور اس کی اولاد کی قسم۔

علامہ فرماتے ہیں کہ والد سے مراد ہمارے بابا آدم نہیں اور ان کی اولاد کہ جن کی خدا قسم اٹھا رہا ہے وہ اولاد آدمؑ میں سے انبیاء ومرسلین واوصیاء ہیں کہ جن کی قسم کھا رہا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ . ہم نے انسان کو مشقت میں رہنے والا بنایا ہے۔ مراد ہے کہ ہم نے زحمت و مشقت برداشت کرنے والا بنایا ہے اور اس کی مثل کوئی مخلوق خلق نہیں کی۔

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ . کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال صرف کیا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کون شخص ہے جو یہ کہتا ہے۔ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ . میں نے بہت مال خرچ کیا ہے آپؑ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود تھا جب اس کے سامنے امیر المومنینؑ نے خندق کے دن اسلام کو پیش کیا تو اس نے کہا کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو میرا وہ مال جو میں نے اسلام کے خلاف خرچ کیا وہ کہاں جائے گا یعنی اسلام کا راستہ روکنے کے لیے جو مال خرچ کیا ہے وہ کہاں جائے گا۔ تو جب اس نے یہ کہا تو امیر المومنین علیؑ نے اس ملعون کو قتل کر دیا۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ . اور ہم نے اس انسان کو دو راستوں کی ہدایت کی۔

علی ابراہیمؒ فرماتے ہیں دو راستوں سے مراد خیر اور شر کا راستہ ہے۔ ہم نے اس کے لیے نیکی اور بدی کے راستوں کو

راضع اور روشن کر کے بیان کر دیا۔

آیت ۱۱ تا ۲۰

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ
اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا
مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ
اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

ترجمہ

پھر وہ گھاٹی پر سے کیوں نہیں گزرا (۱۱) اور تم کیا جانو یہ گھاٹی کیا ہے (۱۲) کسی گردن کا آزاد کرانا (۱۳) یا بھوک کے دن میں کھانا کھلانا (۱۴) کسی قرابتدار یتیم کو (۱۵) یا خاکسار مسکین کو (۱۶) پھر وہ ان لوگوں میں شامل ہو جاتا جو ایمان لائے اور انہوں نے صبر اور مرحمت کی ایک دوسرے کو نصیحت کی (۱۷) یہی لوگ خوش نصیبی والے ہیں (۱۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیات سے انکار کیا ہے وہ بدبختی والے ہیں (۱۹) انہیں آگ میں ڈال کر اسے ہر طرف سے بند کر دیا جائے گا (۲۰)

تفسیر

دشوار گزار گھاٹی سے کیوں نہیں گزرا اور تم کیا جانو کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ گردن کو آزاد کرانا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں وہ عقبہ (گھاٹی) ہم آئمہ ہیں جو اس گھاٹی پر چڑھ گیا یعنی جو ان سے تمسک کر گیا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ اور خدا اس کی گردن کر جہنم کی آگ سے نجات دے دے گا۔

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ۔ یا خاکسار مسکین کو۔

یعنی اور جس کو خاک سے کوئی شئی نہیں بچائی گی۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ ۔ یہی لوگ خوش نصیبی والے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں اس سے مراد امیر المومنین علی کے اصحاب و ساتھی ہیں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا ۔ اور وہ جو کافر ہیں۔

علامہ فرماتے اس سے مراد دشمنان امیر المومنینؑ ہیں هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ ۔ یہی بدبختی والے ہیں۔ کہ ان سے مراد آل محمدؐ کے دشمن ہیں۔

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ ۔ اور ان کو آگ میں ڈال کر انھیں ہر طرف سے بند کر دیا جائے گا۔

مُّؤْصَدَةٌ یعنی جس کے اردگرد کو بند کر دیا جائے تا کہ وہ باھر نہ جا سکے۔

علامہ علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ مجھے احمد بن اور میں نے بیان کیا اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور اس نے الحسین بن سعید سے اور اس نے اسماعیل بن عباد سے اور انہوں نے الحسین بن ابو یعقوب اور انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے ابو جعفر محمد باقرؑ سے خدا اس فرمان کے بارے میں نقل کیا ہے۔ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ ۔ کیا ان کا خیال ہے کہ اس پر کوئی قابو نہیں پا سکے گا۔

فرمایا: جس نے نبی کو قتل کیا ہے یہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہیں پا سکے گا۔

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت مال خرچ کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا اس سے وہ شخص مراد ہے جس نے نبی اکرمؐ پر آپ کی تنگ دستی کے وقت لشکر پر خرچ کیا تھا۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۷﴾ ۔ کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا یعنی جو فساد کرتا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ ۔ کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں قرار دیں۔

فرمایا مراد رسول خدا ہیں ''وَلِسَانًا'' سے مراد امیر المومنینؑ میں ''شَفَتَيْنِ ﴿۹﴾'' سے مراد الحسن و الحسینؑ ہیں۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ ۔ نجدین سے مراد ان کی ولایت کے راستہ کی ہدایت ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ ۔ تم کیا جانو کہ عقبہ کیا ہے۔ جہاں بھی قرآن میں یہ تعبیر آئی ہے اس سے مراد ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ یہ کیا ہے۔ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ ۔ اور کسی قرابت دار یتیم کو۔

اس سے مراد رسول خدا اور مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ سے مراد آپ کے اقرباء ہیں۔

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾

اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں جو صاحب علم ہیں۔

ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق" سے خدا کے اس قول میں نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: "فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ "آپ نے فرمایا وہ ہم ہیں۔ ہماری وجہ سے خدا لوگوں کی گردنوں کو جہنم سے نجات دے گا اور ہماری معرفت کے ساتھ وہ دن کہ جس میں سب بھوکے ہوں گے ہم ہی سب کو کھانا کھلانے والے ہوں گے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ جو فرائض کے انجام میں صبر کرتے ہیں۔ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور یہ خدا سوائے مومن کے کسی سے قبول نہیں کرے گا۔

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

یہ سورۃ الشمس یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 15 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 91 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 26 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق" سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص سورہ الشمس، الیل، الضحیٰ اور الم نشرح کی دن یا رات کو تلاوت کرے گا۔ قیامت کے دن پر موجود چیز حتیٰ کہ خود اس کا گوشت و پوست اس حق میں گواہی دے گا اور اللہ ان کی گواہی کو اس کے حق میں قبول کرے گا۔ اور حکم دے گا کہ میرے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ تا کہ وہ جس جنت کو چاہے اپنے لیے اختیار کرے۔

آیت ۱ تا ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ﴿۳﴾
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا
طَحٰهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ﴿۸﴾ قَدْ
اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ
بِطَغْوٰهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ
وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۫ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ
فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

آفتاب اور اس کی روشنی کی قسم (۱) اور چاند کی قسم جب وہ اس کے پیچھے چلے (۲) اور دن کی قسم جب وہ روشنی بخشے (۳) اور رات کی قسم جب وہ اسے ڈھانک لے (۴) اور آسمان کی قسم اور جس نے اسے بنایا ہے (۵) اور زمین کی قسم اور جس نے اسے بچھایا ہے (۶) اور نفس کی قسم اور جس نے اسے درست کیا ہے (۷) پھر بدی اور تقویٰ کی ہدایت دی ہے (۸) بے شک وہ کامیاب ہوگیا جس نے نفس کو پاکیزہ بنالیا (۹) اور وہ نامراد ہوگیا جس نے اسے آلودہ کردیا ہے (۱۰) ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر رسول کی تکذیب کی (۱۱) جب ان کا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا (۱۲) تو خدا کے رسول نے کہا کہ خدا کی اونٹنی اور اس کی سیرابی کا خیال رکھنا (۱۳) تو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو خدا نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کردیا اور انہیں بالکل برابر کردیا (۱۴) اور اسے اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے (۱۵)

تفسیر

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ① . قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے سلیمان الدیلمی سے اور اس نے ابوالبصیر سے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے اس قول کے بارے میں نقل کیا آپ نے فرمایا الشمس سے مراد رسول خدا ہیں جن کے ذریعے اللہ نے اپنے دین کو لوگوں کے لیے روشن و بیان کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا، وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ② . فرمایا چاند سے مراد امیرالمومنین علیؑ کی ذات ہے جو رسول کے بعد ہے۔ میں نے عرض کیا ہے، وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ③ . اور رات کی قسم جب وہ چھائے۔

آپ نے فرمایا اس سے مراد ظلم و جور کے آئمہ ہیں جنہوں نے آل رسول سے امر خلافت و حکومت اپنی طرف موڑ لیا اور وہ اس جگہ پر بیٹھے ہوں گے کہ جس کے حق دار آل رسول تھے۔ اور دین رسول کو ظلم و جور کے ساتھ ڈھانپ دیا۔ ''وَالَّيْلِ

اِذَا يَغْشٰهَا ③ . یعنی ان کی وہ تاریکی جس نے دن کی روشنی کو ختم کردیا۔

میں نے عرض کیا ہے، وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ④ اور دن کی قسم جب وہ روشنی بخشے۔ فرمایا اس سے مراد فاطمہ بنت رسول خدا کی ذریت سے امام مراد ہے۔ کہ جن سے دین رسول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور جس نے ان سے دین کا سوال کیا وہ سوال کرنے والے کے لیے اس کو تجلی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ⑤ . ہر نفس اور جس نے اس کو درست کیا اس کی قسم۔ یعنی جس نے اس کو خلق کیا اور اس کو درست و برابر کیا۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ⑥ . پھر اس نے بدی اور تقویٰ کی ہدایت دی۔ پہلے اس کی معرفت دی اور الہام اور اس کو خبر دی پس اس نے اسکو اختیار کیا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ⑦ . جس نے اس کو پاک کیا اس نے فلاح پائی۔

یعنی جس نے اپنے نفس کو حرام سے پاک رکھا اس نے فلاح پائی۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ⑧ . اور نامراد ہوگیا وہ جس نے اس کو آلودہ کیا۔ یعنی گناہوں سے آلودہ کرنا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن القاسم بن عبیداللہ نے نقل کیا اور انہوں نے الحسن بن جعفر سے نقل کیا ہے انہوں عثمان بن عبداللہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عبید الفارسی سے اور انہوں نے محمد بن علی سے اور اس نے ابوعبداللہ امام صادق سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ⑨ . سے مراد امیرالمومنین علیؑ السلام میں جن کو خدا کے پاک بنایا اور پاک رکھا اور یہ ہی کامیاب ہیں۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ⑩ . فرمایا ان سے مراد زندیق و جبریہ ہیں اور جن لوگوں نے ان کی بیعت کی اور پیروی کی۔ اور ان کے ہاتھوں کو مضبوط کیا۔

حضرت ابوجعفر محمد باقرؑ سے ہے۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا ⑪ . اور ثمود نے اپنی سرکش کی وجہ سے رسول کی تکذیب کی۔

یعنی اس کی سرکشی نے تکذیب پر اس کو آمادہ کیا۔

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا ⑫ . جب ان کا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ فرماتے وہ بدبخت وہ تھا جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ . اور خدا نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کردیا۔ اور ہلاک کر کے برابر کردیا۔ یعنی ان کے اس گناہ سے ان کو راتوں رات اپنی گرفت میں لے لیا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ⑮ . اور وہ اس کے انجام سے نہیں ڈرتے تھے۔ یعنی جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ اس کے انجام سے نہیں ڈرتے تھے۔

سُوْرَةُ الَّيْلِ

یہ سورۃ اللیل مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (21) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 92 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 9 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے آپ نے فرمایا۔ جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے اس قدر عطا کرے گا وہ راضی اور خوش ہو جائے گا اور اسے سختیوں سے نجات دے گا اور زندگی کی راہوں کو اس کے لیے آسان کر لے گا۔

آیت ۱ تا ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰى ۝٣ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝٤ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝٥ وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنٰى ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا
تَرَدّٰى ۝١١ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝١٢ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥ الَّذِيْ كَذَّبَ
وَتَوَلّٰى ۝١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝١٧ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝١٨ وَمَا لِاَحَدٍ

عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝١٩ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠ وَلَسَوْفَ
يَرْضٰى ۝٢١

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

رات کی قسم جب وہ دن کو ڈھانپ لے (۱) اور دن کی قسم جب وہ چمک جائے (۲) اور اس کی قسم جس نے مرد اور عورت کو پیدا کیا ہے (۳) بے شک تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں (۴) پھر جس نے مال عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا (۵) اور نیکی کی تصدیق کی (۶) تو اس کے لئے ہم آسانی کا انتظام کر دیں گے (۷) اور جس نے بخل کیا اور لاپروائی برتی (۸) اور نیکی کو جھٹلایا ہے (۹) اس کے لئے سختی کی راہ ہموار کر دیں گے (۱۰) اور اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا جب وہ ہلاک ہو جائے گا (۱۱) بے شک ہدایت کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے (۱۲) اور دنیا و آخرت کا اختیار ہمارے ہاتھوں میں ہے (۱۳) تو ہم نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا (۱۴) جس میں کوئی نہ جائے گا سوائے بدبخت شخص کے (۱۵) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۱۶) اور اس سے عنقریب صاحب تقویٰ کو محفوظ رکھا جائے گا (۱۷) جو اپنے مال کو دے کر پاکیزگی کا اہتمام کرتا ہے (۱۸) جب کہ اس کے پاس کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کی جزا دی جائے (۱۹) سوائے یہ کہ وہ خدائے بزرگ کی مرضی کا طلبگار ہے (۲۰) اور عنقریب وہ راضی ہو جائے گا (۲۱)

تفسیر

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝١ ۔ رات کی قسم جب وہ دن کو ڈھانپ لے۔
یعنی رات کی اس وقت کی قسم کہ جب وہ دن کو ڈھانپ لے یہ ایک قسم ہے۔
وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝٢ ۔ اور دن کی قسم جب وہ پورا چمک جائے۔ یعنی جب وہ روشن ہوتا ہے اور چمکتا ہے۔

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ . اور اس کی قسم جس نے مرد اور عورت کو پیدا کیا۔

یعنی جس ذات نے مرد و عورت کو خلق کیا ہے یہ ساری قسمیں میں اور ان کا جواب قسم یہ ہے۔

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ . بے شک تمھاری کوشیں مختلف قسم کی ہیں

یعنی بعض نیکی کی کوشش کرتے ہیں اور بعض بدی کی کوشش کرتے ہیں جناب محمد بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ آپ نے فرمایا اس جگہ لیل سے مراد علیؑ کا وہ دشمن مراد ہے جس نے آپ کی حکومت کو چھین لیا اور اس نے آپ پر جرائت کی اور آپ نے ان کی حکومت میں صبر کیا یہاں تک وہ ختم ہوگئی۔

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ . آپ نے فرمایا اس سے مراد القائم آل محمدؐ میں جب آپ قیام کریں گے تو آپ کی حکومت باطل پر غالب آجائے گی۔ اور قرآن نے ان کی امثال اپنے اندر لوگوں کے لیے بیان کی ہیں۔ اور اس میں خطاب اللہ نے اپنے نبیؐ کو اور ہمیں کیا ہے۔ پس اس کو ہمارا غیر نہیں جان سکتا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے یہ کہ یہ آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ . پس جس نے مال عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی تصدیق کی۔ تو اس کے لیے ہم آسانی کا انتظام کردیں گے۔ فرماتے ہیں کہ آیت انصار کے ایک مرد کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

جس کا ایک کھجور کا درخت تھا اور وہ کسی دوسرے کے گھر میں تھا۔ اور وہ بغیر اجازت گھر میں داخل ہوجاتا۔ اس کے بارے میں گھر والے نے رسول خدا سے شکایت کی۔ تو رسول خدا نے اس درخت کے مالک سے کہا کہ یہ درخت آپ مجھے فروخت کردیں میں آپ کو جنت میں اس جیسا درخت عطا کرتا ہوں تو اس نے کہا میں ایسے نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا اس ایک درخت کو جنت کے ایک باغ کے عوض فروخت کردے تو اس نے پھر کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ اور چلا گیا۔ تو ابن الدحداح اس کے پاس گیا اور اس نے اس درخت کو اس چند درہموں میں خرید لیا۔ اور پھر ابن الدحداح رسول خدا کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ درخت آپ مجھ سے باغ کے عوض خرید لیں جس کا اس نے انکار کیا تھا اور اس نے قبول نہیں کیا تھا۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے جنت میں کئی باغات ہیں۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ . یعنی ابن الدحداح۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰى ۝ . اور اس کا مال اس کے کوئی کام نہیں آئے گا جب وہ ہلاک ہوجائے گا۔ یعنی جب وہ مرجائے گا۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ . بے شک ہدایت کی ذمہ داری ہماری ہے۔

یعنی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہدایت کو واضح و روشن کر کے بیان کریں اور اس کا انتظام بھی کریں

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ . تو ہم نے تمھیں بھڑکائی ہوئی آگ سے ڈرایا۔ یعنی آگ جوان پر بھی بھڑکائی جائے گی۔

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ . کہ جس آگ میں کوئی نہیں جائے گا سوائے بدبخت شخص کے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا۔ یعنی وہ شخص جس نے رسول خداؐ کے سامنے بخل کیا اور درخت کو فروخت کرنے سے انکار کردیا۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ . اور اس آگ سے صاحب تقویٰ کو محفوظ رکھا جائے گا کہ جس نے اپنا مال دے کر پاکیزگی کا اہتمام کیا۔ یعنی الدحداح نے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ . جب اس کے پاس کوئی احسان نہیں ہے۔ کہ جس کی جزاء دی جائے۔

یعنی فرماتے ہیں کسی ایک کے پاس بھی کوئی نیکی نہیں ہے جس کو اس نے خود اپنے لیے کیا ہوتا کہ اس پر اسے کو جزاء دی جائے بلکہ جو کچھ بھی کوئی کرتا ہے وہ اس کا فضل و کرم شامل حال ہوتا ہے تو وہ کرتا ہے۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝ .

سوائے یہ کہ وہ خدائے بزرگ وار کی مرضی کا طلب گار ہو اور عنقریب وہ راضی ہوجائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ امراد امیر المومنینؑ ہیں علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے یحییٰ بن زکریا سے اور نہوں نے علی بن حسان سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور اس نے حضرت ابو عبداللہ جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ آپ نے اس کے ذیل میں فرمایا: جہنم میں ایک آگ کی وادی ہے جس میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر وہ شخص جس نے امیر المومنینؑ کے بارے میں رسول خدا کی تکذیب کی اور امیر المومنین علیؑ کی ولایت سے منہ پھیرا۔ پھر آپؑ نے فرمایا ساری جہنم ایک جیسی نہیں۔ بعض بعض سے سخت ہے اور اس وادی میں جو سب سے زیادہ سخت ہے اس میں ناصبی دشمن علیؑ داخل ہوگا۔

ابو الخطاب نے حضرت ابو عبداللہؑ سے اس قول کے بارے میں نقل کیا فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ . آپ نے فرمایا کہ جس نے ہماری ولایت کی تصدیق کی اور اس کو قبول کیا۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ آپ نے فرمایا اس مراد ہے جس نے ہماری ولایت کی تکذیب کی۔ اور اس کو قبول نہ کیا۔

سُوْرَةُ الضُّحٰی

سورۃ الضحیٰ یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 11 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور اس کا موجودہ ترتیب میں نمبر 93 ہے۔ اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 11 ہے یا 4 نمبر ہے۔

تلاوت کا ثوب:

رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ وہ ایسے لوگوں میں سے ہوگا جن سے خدا راضی ہوگا۔ اور وہ اس لائق ہے کہ رسول خدا اس کی شفاعت کریں۔ اور ہر یتیم اور سوال کرنے والے مسکین کے برابر دس دس نیکیاں اس کے لیے ہوں گی۔ (تفسیر نور الثقلین)

آیت ۱ تا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣ وَلَلْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ اَلَمْ
يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا
فَاَغْنٰى ۝٨ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝٩ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝١١

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

قسم ہے ایک پہر چڑھے دن کی (۱) اور قسم ہے رات کی جب وہ چیزوں کی پردہ پوشی کرے (۲) تمہارے پروردگار نے نہ تم کو چھوڑا ہے اور نہ تم سے ناراض ہوا ہے (۳) اور آخرت تمہارے لئے دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے (۴) اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اس قدر عطا کردے گا کہ خوش ہوجاؤ (۵) کیا اس نے تم کو یتیم پاکر پناہ نہیں دی ہے (۶) اور کیا تم کو گم گشتہ پاکر منزل تک نہیں پہنچایا ہے (۷) اور تم کو تنگ دست پاکر غنی نہیں بنایا ہے (۸) لہٰذا اب تم یتیم پر قہر نہ کرنا (۹) اور سائل کو جھڑک مت دینا (۱۰) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا (۱۱)

تفسیر

وَالضُّحٰى ۝١ . قسم ہے ایک پہر چڑھے دن کی۔

فرماتے ہیں ضحیٰ اس وقت کو کہا جاتا ہے جب سورج بلند ہو چکا ہو۔

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ . قسم ہے رات کی جب وہ ہر چیز کی پردہ پوشی کرے۔

یعنی جب رات تاریک ہوجائے۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣ . آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے ناراض ہوا ہے۔

یعنی آپ کا خدا آپ پر غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد آپ پر جو خدا نے احسانات کیے ہیں ان کو بیان کر رہا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ . اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے اور وہ عنقریب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ اس سے خوش ہوجائیں گے۔

حضرت ابوعبداللہؑ فرماتے ہیں کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ . آپ نے فرمایا رجعت یہ وہ آخرت ہے جو آپ کے لیے اپنی پہلی زندگی سے کہیں بہتر ہوگی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ . یعنی خدا آپ کو جنت میں اتنا زیادہ عطا کرے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔

جناب زرارہ نے حضرت امام باقرؑ یا امام صادقؑ میں سے کسی ایک سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦ . (کیا اس نے تم کو یتیم پاکر پناہ نہیں دی) آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو آپ کی وجہ سے خدا نے پناہ دی ہے

-وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ . یعنی اللہ نے لوگوں کو آپ کی طرف ہدایت دی کہ جو قوم آپ کو نہیں جانتی تھی وہ آپ کو جان گئی۔
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ . یعنی آپ کو پایا کہ آپ اقوام کی وجہ سے پریشان تھے کہ تو خدا نے ان کو آپ کے علم کی وجہ سے بے نیاز کر دیا۔ (یہ تفسیر باطنی ہو سکتی ہے مترجم)

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ . علامہ فرماتے ہیں کہ یتیم وہ ہے جس کی کوئی مثل نہ ہو اسی وجہ سے آپ کا نام الدرة الیتیمة یعنی وہ موتی کہ جس کی کوئی مثل نہ ہو۔ رکھا گیا ہے۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ . مراد ہے کہ خدا نے آپ کو وصی کے لیے سب سے بے نیاز کر دیا آپ کسی سے بھی سوال نہیں کرتے تھے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ . ضَآلًّا، یعنی خدا نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی قوم آپ کو نہیں جانتے اور نہ ہی آپ کی ان کو معرفت ہے تو خدا نے آپ کو اپنی نبوت عطا کی اور پھر اللہ نے قوم کی آپ کی طرف ہدایت کر دی۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ . پس آپ کی یتیم پر قہر نہ کریں۔

یعنی ان پر ظلم نہ کریں یہ خطاب رسول کو ہے لیکن مراد لوگ ہیں۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ . اور سائل کی جھڑ کرمت دیں۔ یعنی اس کو خالی واپس مت پلٹائیں۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ . پس آپ اپنے رب کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہیں۔

یعنی خدا نے آپ پر نازل کیا اور آپ کو نماز کا حکم دیا ہے زکوۃ۔ روزے حج اور ولایت کا حکم دیا ہے اور ان چیزوں کی وجہ سے خدا نے آپ کو فضیلت عطا کی ہے ان کو بیان کرتے رہیں۔

ابوالجارود: نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ . آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی۔ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد کہ جس سے خدا نے فرمایا۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ . اس کے بعد کافی دیر ہوگئی کہ وحی دوبارہ نازل نہ ہوئی۔ تو جناب خدیجہ نے فرمایا کہ شاید خدا نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اور آپ کو نبوت نہیں دینا چاہتا۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ پر ناراض ہے۔

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

سورۃ الانشراح یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (8) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 94 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 12 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

تفسیر نور الثقلین میں رسول خداؐ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا، جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اسے اتنا ثواب ملے گا۔ جتنا اس شخص کو ملے گا کہ جس نے رسول خداؐ کی اس وقت زیارت و ملاقات کی ہو۔ جس وقت آپ پریشان ہوں اور وہ آپ کی پریشانی دور کر دے نیز فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اسے اللہ یقین اور اچھی عاقبت عطاء کرے گا۔

آیت ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا (۱) اور کیا آپ کے بوجھ کو اتار نہیں لیا (۲) جس نے آپ کی کمر کو توڑ دیا تھا (۳) اور آپ کے ذکر کو بلند کر دیا (۴) ہاں زحمت کے ساتھ آسانی بھی ہے (۵) بے شک تکلیف کے ساتھ سہولت بھی ہے (۶) لہٰذا جب آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کر دیں (۷)

اور اپنے رب کی طرف رخ کریں (۸)

تفسیر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① . کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا۔

علامہ فرماتے ہیں ہم نے علی کو آپ کا وصی قرار دے کہ آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا۔ یہ بھی کہا ہے، جب آپ کو اللہ نے مکہ کی فتح نصیب فرمائی۔ تو قریش والے اسلام کو قبول کرنا شروع ہو گئے۔ تو اس وقت آپ کے سینہ کو کشادہ کیا تا کہ ان پر سختی نہ کریں آسانی رکھیں۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ② . اور کیا ہم نے آپ کا بوجھ نہیں اتار لیا۔

علامہ فرماتے ہیں مراد ہے کہ آپ کی پشت پر جو کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا بوجھ تھا وہ علیؑ کی جنگ کی وجہ ہم نے آپ سے اتار نہیں لیا۔ آپ کی جگہ ہر جگہ علی لڑے ہیں۔ اَلَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③ . یہ جنگ وہ بوجھ تھا جس نے آپ کی کمر کو توڑ دیا تھا اور آپ پریشان تھے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④ . اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

یعنی جب میرا ذکر کیا جائے گا آپ کا بھی ذکر ہوگا یہ وہی ہے کہ جب لوگ کہتے ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ، یہ بھی کہتے ہیں۔ اشھد ان محمد ارسول اللہ۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑤ . بے شک زحمت کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ یعنی جس چیز میں آپ کو زحمت ہے اس میں خدا آپ کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ⑥ . جب آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کر دیں۔ یعنی جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہو جائیں تو علی ابن ابی طالب کو امام و خلیفہ نصب کر دیں۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ⑦ . اور اس کے بعد اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔

عبد الرحمان ابن کثیر نے حضرت ابو عبداللہؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مراد ہے اے رسول آپ کی نبوت و رسالت پوری ہو گئی اور کامل ہو گئی ہے لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا آپ اپنے بعد علیؑ کو اپنے بعد کے لیے ھادی امام۔ حاکم نصب کر دیں اور اس کے بعد اپنے رب کی طرف واپس چلے آؤ۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ التِّيْنِ

سورۃ التین مکی سورہ ہے اور اس کی آیات آٹھ (8) ہیں اور اس کا رکوع ایک ہے اور اس کا موجودہ ترتیب میں نمبر 95 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 28 ہے۔

آیت ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ⑦ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ⑧

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

قسم ہے انجیر اور زیتون کی (۱) اور طور سینین کی (۲) اور اس امن والے شہر کی (۳) ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے (۴) پھر ہم نے اس کو پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا ہے (۵) علاوہ ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۶) پھر تم کو روز جزا کے بارے میں کون جھٹلا سکتا ہے (۷) کیا خدا سب سے بڑا حاکم اور فیصلہ کرنے والا نہیں ہے (۸)

تفسیر

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣ . قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۔ اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔

علامہ فرماتے ہیں ۔ تین سے مراد رسول خدا ہیں، زیتون سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور طور سینین سے مراد حسنؑ وحسینؑ ہیں اور بلد امین سے مراد آئمہ ہدیٰ ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں خلق کیا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝٥ . پھر ہم نے اس کو پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت زندیق جو دشمن امیر المومنین تھا اس کے لیے نازل ہوئی ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ. سوائے انکے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دے۔

فرماتے ہیں اس سے مراد امیر المومنین علیؑ ان کے اصحاب ہیں۔

فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦ . یعنی ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

یعنی وہ اجر ان کے لیے احسان نہیں ہے بلکہ وہ اس کے حق دار ہیں اس کے بعد نبی کو خطاب ہے۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ . پس پھر تم کو روز جزاء کے بارے میں جھٹلا نہیں سکتا۔

یعنی علیؑ کے بارے میں دین سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں۔ یاد رکھو کیا اللہ سب سے زیادہ حکم کرنے والا نہیں ہے۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْعَلَقِ

سورۃ العلق یہ مکی سورہ ہے اور قرآن میں سب سے پہلے نازل ہونے والی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد انیس (19) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 96 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 1 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا جو شخص دن کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے اور اسی دن فوت ہو جائے یا رات کو تلاوت کرے اور اسی رات فوت ہو جائے تو وہ شہید مرے گا اور اللہ اسے شہیدوں میں محشور کرے گا اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تلوار لے کر جہاد کرنے والے مجاہد کے برابر ثواب عطاء کرے گا۔

آیت ۱ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ ۝٥ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الرُّجْعٰى ۝٨ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝١٠ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ
عَلَى الْهُدٰٓى ۝١١ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝١٢ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٣ اَلَمْ
يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥
نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ۭ

لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اس خدا کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا ہے (۱) اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے (۲) پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے (۳) جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے (۴) اور انسان کو وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو اسے نہیں معلوم تھا (۵) بے شک انسان سرکشی کرتا ہے (۶) کہ اپنے کو بے نیاز خیال کرتا ہے (۷) بے شک آپ کے رب کی طرف واپسی ہے (۸) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو منع کرتا ہے (۹) بندۂ خدا کو جب وہ نماز پڑھتا ہے (۱۰) کیا تم نے دیکھا کہ اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو (۱۱) یا تقویٰ کا حکم دے تو روکنا کیسا ہے (۱۲) کیا تم نے دیکھا کہ اگر اس کافر نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۱۳) تو کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے (۱۴) یاد رکھو اگر وہ روکنے سے باز نہ آیا تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے (۱۵) جھوٹے اور خطا کار کی پیشانی کے بال (۱۶) پھر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلائے (۱۷) ہم بھی اپنے جلاد فرشتوں کو بلاتے ہیں (۱۸) دیکھو تم ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا اور سجدہ کر کے قرب خدا حاصل کرو (۱۹)

تفسیر

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ - پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے خلق کیا ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن علی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اسحاق بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن علی سے اور انہوں نے عثمان بن یوسف سے نقل کیا ہے اور اس نے عبداللہ بن کیسان سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ حضرت جبرائیلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور فرمایا اور اے محمد مصطفیٰ آپ پڑھیں۔ تو آپ نے فرمایا؛ ہیں کیا پڑھوں؟ تو اس نے کہا اپنے اس رب کے نام سے پڑھو جس نے خلق کیا، یعنی

جس نے تمام اشیاء سے پہلے آپ کے نور کو خلق کیا اور انسان کو علق سے خلق کیا۔ یعنی آپ کو علق سے خلق کیا اور پھر آپ کے نور سے علی کے نور کو الگ کیا پھر فرمایا۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ : پڑھو کہ تمہارا رب بہت بڑا کریم ہے کہ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ مراد ہے کہ اس نے علیؑ کو قلم کے ذریعے تعلیم دی۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ . اور اس کو اس کی تعلیم دی جس کو نہیں جانتا تھا۔

یعنی اللہ نے علیؑ کو اس کی تعلیم دی جس کو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ. یعنی اے محمد آپ اپنے رب کہ جو رحمان و رحیم ہے اس کے نام سے پڑھو۔ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ جس نے خلق کیا ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ . اور اس نے انسان کو خون سے پیدا کیا ہے۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ . اور جس نے انسان کو کتابت کے علم کی تعلیم دی ہے اور یہ ہی کتابت ہے کہ جس کے ذریعے مشرق اور مغرب کے تمام امور مکمل و تمام ہوئے ہیں اس کے بعد فرمایا۔ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ﴿۷﴾ . بے شک انسان سرکشی کرتا ہے اور اپنے آپ کو بے نیاز خیال کرتا ہے یعنی مراد ہے جب انسان اپنے آپ کو بے نیاز خیال کرتا ہے تو پھر وہ کفر کرتا ہے۔ اور سرکشی کرتا اور منکر ہو جاتا ہے۔

اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ﴿۸﴾ . بے شک انسان کی آپ کے رب کی طرف واپسی ہے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ﴿۱۰﴾ . کیا آپ نے اس بندے کو نہیں دیکھا کہ بندے کو اس وقت روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو لوگوں کو نماز سے روکتا ہے تھا۔ اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے روکتا تھا۔ تو خدا نے فرمایا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو بندوں کو نماز سے روکتا تھا۔

اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ﴿۱۴﴾ .

کیا آپ نے دیکھا کہ اگر اس کافر نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ تو کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾ . یاد رکھو کہ اگر وہ روکنے سے باز نہ آیا ہم پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔

نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ . پھر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلائے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالبؑ کا اس دنیا سے انتقال ہو گیا تو ابوجہل اور ولید کہ خدا ان دونوں پر لعنت کرے۔ ان دونوں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہا کہ اب محمد کو قتل کر دیں کیونکہ کہ جو اس کا مددگار تھا وہ مر گیا ہے، تو خدا نے بھی کہا سَنَدْعُ

الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ . تو ہم بھی اپنے جلاد فرشتوں کو بلاتے ہیں۔

یعنی جیسے ان کافروں نے محمد کے قتل کے لیے اپنے ساتھیوں کو بلایا ہے ایسے ہم بھی ان کے خلاف اپنے جلاد فرشتوں کو بلاتے ہیں۔

كَلَّا ۖ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

دیکھو تم ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا اور سجدہ کر کے خدا کا قرب حاصل کرو۔

یعنی تم لوگ کبھی ان کافروں کی اطاعت نہ کرنا کہ جس کی طرف یہ لوگ تم کو بلا رہے ہیں۔ رسول خدا کا ہمسایہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اور اس کی طرف جانے کی کوئی جرأت نہیں کرتا تھا۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْقَدْرِ

سورۃ القدر یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد پانچ ہیں۔ اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں کا نمبر 97 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 25 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل ہے۔ جو شخص سورہ قدر کی بلند آواز سے تلاوت کرے گا تو وہ اللہ کی راہ میں شمشیر بکف ہونے والے شخص کی مانند ہے اور جو اسے دل میں پڑھے گا وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مانند ہے جو اپنے خون میں لتھڑے ہوئے ہے اور جس نے اس سورہ کو دس مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہزار گناہ معاف و ختم کر دیتا ہے۔

آیت ۱ تا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے (۱) اور آپ کیا جانیں یہ شب قدر کیا چیز ہے (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (۳) اس میں ملائکہ اور روح القدس اذنِ خدا کے ساتھ تمام امور

کو لے کر نازل ہوتے ہیں (۴) یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے (۵)

تفسیر

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ ۔ بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

یعنی قرآن کو شب قدر کی ایک رات میں بیت المعمور میں نازل کیا۔ اور وہاں سے رسول خدا پر بیس (20) سال کے عرصہ میں نازل ہوا ہے۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲ اور آپ کیا جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ یعنی آپ کو شب قدر کی عظمت کا کیا اندازہ ہوگا یہ وہ رات ہے جس میں خدا لوگوں کے مرنے کے وقت کو معین کرتا ہے اور ان کے رزق کو معین کرتا ہے اور آئندہ سال تک تمام ہونے والے اور وہ کسی کی موت ہو یا کسی کی حیات ہو۔ خواہ خیر ہو یا شر خواہ کسی نے آباد ہونا ہو یا برباد۔ یہ سب اسی میں لکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ یفرق کل امر حکیم الی سنتہ کہ آئندہ سال تک ہر امر کا حکمت کے ساتھ تو فیصلہ کیا جاتا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا ۔ اس میں ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں

فرماتے ہیں شب قدر میں ملائکہ اور روح القدس وقت کے امام پر نازل ہوتے ہیں اور جو امور لکھے گئے ہوتے ہیں وہ امام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور امام ان کی منظوری دیتا ہے۔

لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳ ۔ اور شب قدر ہزار مہینوں سے افضل رات ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے خواب میں دیکھا کہ میرے منبر پر بندر ناچ رہے ہیں۔ تو اس کا آپ کو بہت دکھ وغم ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جس سے مراد ہے کہ بنو امیہ والے ایک ہزار ماہ حکومت کریں گے لیکن ان میں لیلۃ القدر نہیں ہوگی۔ یعنی کوئی بھی ان میں نیک نہیں ہوگا۔ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝۴ سَلٰمٌ ۛ، یعنی وہ امام وقت کی بارگاہ میں طلوع فجر تک ہر امر کو سلام کے ساتھ پیش کرتے ہیں پہلے خدمت امام میں سلام کرتے ہیں پھر وہ ان امور کو پیش کرتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا کیا آپ شب قدر کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیسے نہیں جانیں گے۔ اس رات ملائکہ ہمارا طواف کرتے ہیں۔

سورہ ختم شد

سُوْرَةُ الْبَیِّنَةِ

سورۃ البینۃ یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد آٹھ (8) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 98 ہے۔ اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 100 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب فضائل الاعمال میں حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص سورہ بینۃ کی تلاوت کرے گا تو وہ شرک سے بری قرار پائے گا اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے مومن شمار کرے گا اور اس کا حساب آسان ہوگا۔

آیت ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝۴ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اہلِ کتاب کے کفّار اور دیگر مشرکین اپنے کفر سے الگ ہونے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل نہ آجاتی (۱) اللہ کی طرف کا نمائندہ جو پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرے (۲) جن میں قیمتی اور مضبوط باتیں لکھی ہوئی ہیں (۳) اور یہ اہلِ کتاب متفرق نہیں ہوئے مگر اس وقت جب ان کے پاس کھلی ہوئی دلیل آگئی (۴) اور انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی سچّا اور مستحکم دین ہے (۵) بے شک اہلِ کتاب میں جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور دیگر مشرکین سب جہنّم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی بدترین خلائق ہیں (۶) اور بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ بہترین خلائق ہیں (۷) پروردگار کے یہاں ان کی جزاء وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ انہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں خدا ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں اور یہ سب اس کے لئے ہے جس کے دل میں خوفِ خدا ہے (۸)

تفسیر

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ. اہلِ کتاب کے کافر اور مشرکین اپنے کفر سے الگ ہونے والے نہیں ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں مشرکین سے مراد مکہ کے قریش ہیں کہ جو کافر ہیں اور یہ اپنے کفر پر قائم رہیں گے۔ حتّٰی

تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱. یہاں تک کہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیل نہ آجائے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا البیّنۃ سے مراد رسول خدا کی ذات اقدس ہے۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴. اور یہ اہلِ کتاب متفرق نہیں ہوئے مگر اس وقت کہ جب ان کے پاس کھلی ہوئی دلیل نہ آگئی ہو۔ فرماتے جب رسول خدا ان کے پاس قرآن لے آئے تو انہوں نے اس کی مخالفت بھی کی اور اس کے بعد جدا جدا ہو گئے۔

حُنَفَاۗءَ. امام فرماتے ہیں اس مراد وہ پاک و طاہرین افراد ہیں۔ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵. یہ سچا اور محکم دین ہے۔ قَيِّمُ سے مراد حکم و مضبوط دین ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ. یقیناً اہلِ کتاب کے کافر اور مشرکین جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

فرماتے کہ جب خدا نے اس کتاب قرآن کو نازل کیا قریش والے اور اہلِ کتاب مرتد ہو گئے اور کفر اختیار کیا۔ اور امیر المومنینؑ کی مخالفت کی لہٰذا یہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶. یہ ہی سب مخلوق سے بری مخلوق ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷.

اور جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیے یہ ہی سب سے بہتر مخلوق ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ آیت آلِ محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷. سے مراد وہ ہیں جو تمام مخلوقات سے افضل اعلیٰ و بہترین ہیں۔

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ. ان کے رب کے پاس ان کی جزاء وہ باغات میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور یہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی یہ ایسی جزاء ہے جس کی تعریف کرنے والے تعریف کرنے سے قاصر ہونگے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. خدا ان سے راضی ہے یعنی خدا ان کے اعمال سے راضی ہے۔ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ. اور وہ بھی خدا سے راضی ہیں۔ یعنی جو خدا نے ان کو اجر و ثواب دیا ہے وہ اس پر راضی ہیں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸. اور یہ جزا ان کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خدا کے ڈر سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ

سورۃ الزلزال مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد آٹھ (8) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور اس کا موجودہ ترتیب قرآن نمبر 99 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 93 ہے

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل ہے آپ نے فرمایا۔ سورہ زلزال کی تلاوت سے کبھی نہ تھکنا کیونکہ جو شخص اس سورہ کی نماز نافلہ میں تلاوت کرے گا۔ وہ ہرگز زلزلہ میں گرفتار نہ ہوگا یعنی اس کی تباہی سے محفوظ رہے گا۔ اور نہ اس کی وجہ سے مرے گا۔ اور مرتے دم تک آسمانی بجلی اور دوسری آفات سے محفوظ رہے گا۔

آیت ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

جب زمین زوروں کے ساتھ زلزلہ میں آجائے گی (۱) اور وہ سارے خزانے نکال ڈالے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے (۳) اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی (۴) کہ تمہارے

پروردگار نے اسے اشارہ کیا ہے (۵) اس روز سارے انسان گروہ در گروہ قبروں سے نکلیں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ سکیں (۶) پھر جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ اسے دیکھے گا (۸)

تفسیر

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ ۔ جب زمین زوروں کے ساتھ زلزلہ میں آجائے گی۔ اور وہ سارے خزانے نکال ڈالے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے ایک انسان زمین سے کہے گا کہ تجھے کیا ہوگیا اور وہ انسان امیر المومنین علیؑ ہیں۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ ۔ اس دن زمین اپنی ساری خبریں۔ بیان کردے گی کیونکہ تیرے رب نے اس پر وحی کی ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ ۔ اور اس دن تمام انسان گروہ در گروہ قبروں سے نکلیں گے۔ یعنی لوگ گروہ گروہ ہو کر زندہ ہونگے مومنین کا گروہ اور کافروں کا گروہ اور منافقین کا گروہ اور یہود و نصاریٰ کے گروہ ہونگے۔

لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ ۔ تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھ سکیں۔

یعنی جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں نیک یا بد اس کو دیکھیں پھر فرمایا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ ۔

جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اس کو بھی دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی اس کو بھی دیکھے گا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت مجبرہ کے رد میں ہے کہ جو اس کے قائل ہیں کہ انسان کا کوئی فعل نہیں ہے یہ سب خدا کرواتا ہے۔ تو ان کے رد کے ہے یہ آیت ہے جو بیان کر رہی ہے کہ۔ جس نے ذرہ برابر نیکی یا بدی کی ہوگی۔ اس کو دیکھے گا۔

ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ اگر نیکی کا عمل کرنے والا اہل جہنم سے ہوگا تو جو اس نے دنیا میں کوئی نیکی کی ہوگی۔ اس کو قیامت والے دن دیکھے گا اور حسرت اور افسوس سے کہے گا کہ یہ اس کا عمل غیر اللہ کے لیے تھا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ ۔ فرمایا اگر برائی کرنے والا اہل جنت سے ہوگا وہ جب اس برائی کو قیامت کے دن دیکھے گا پھر خدا اس کو معاف کردے گا۔

سُوْرَةُ العٰدِیٰتِ

یہ سورۃ العادیات کی سورہ ہے لیکن اس کے خلاف علامہ آلوسی نے کہا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے اور اس کے مضمون سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس کی آیات کی تعداد 11 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 100 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 14 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا جو شخص سورہ عادیات کو متواتر پڑھے گا یعنی ہر روز پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو امیر المومنین علیؑ کے ساتھ تو محشور فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی جماعت اور آپ کے دوستوں میں سے شمار ہوگا۔

آیت ۱ تا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶
وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا
بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ
يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

فراٹے بھرتے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کی قسم (۱) جو ٹاپ مار کر چنگاریاں اُڑانے والے ہیں (۲) پھر صبح دم حملہ کرنے والے ہیں (۳) پھر غبار جنگ اڑانے والے ہیں (۴) اور دشمن کی جمعیت میں در آنے والے ہیں (۵) بے شک انسان اپنے پروردگار کے لئے بڑا ناشکرا ہے (۶) اور وہ خود بھی اس بات کا گواہ ہے (۷) اور وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے (۸) کیا اسے نہیں معلوم ہے کہ جب مُردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا (۹) اور دل کے رازوں کو ظاہر کر دیا جائے گا (۱۰) تو ان کا پروردگار اس دن کے حالات سے خوب باخبر ہوگا (۱۱)

تفسیر

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ ۔ فراٹے بھرتے ہوئے تیز رفتار رگھوڑوں کی قسم جو ٹاپ مار کر چنگاڑیاں اڑانے والے ہیں۔ پھر وہ صبح کے وقت حملہ کرنے والے ہیں۔

شان نزول

غزوہ ذات اسلاسل:

علامہ فرماتے ہیں الحسن بن علی بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہؑ سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یہ سورۃ یابس وادی کے اہل کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ اس وادی کے بارہ ہزار شہ سواروں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ سب سیسہ پلائی دیوار بن کر رہیں گے۔ وہ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے وہ آخری دم تک لڑیں گے، مر جائیں گے لیکن راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ ان سب نے قسم اٹھائی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کو قتل کریں گے۔

جبرائیل امین نے رسول اللہ کو اس واقعہ کی خبر دی اور یہ بھی عرض کیا کہ حضرت ابوبکر کو چار ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجو تا کہ وہ وہاں جا کر ان سے جنگ کریں رسول اللہ منبر پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں جناب جبرائیل امین کے پیغام کے بارے میں بتایا اور حضرت ابوبکر کی معیت میں چار ہزار کے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔

آپؐ نے فرمایا۔ یہ لشکر ان شاء اللہ منگل کے دن مہم کے لیے روانہ ہوگا۔ جب یہ لشکر روانہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا؛ جب تمہارا آمنا سامنا ہو تو سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسلام کی دعوت قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا، انھیں قتل کرنا اور ان کے اہل وعیال کو قیدی بنا لینا۔ اور ان کا مال لوٹ لینا اور ان کے گھروں کو تہس نہس کر دینا۔ یہ اسلامی لشکر حضرت ابوبکر کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ منزل پر منزل کرتا ہوا آخر اپنے ہدف تک پہنچ گیا۔

جب اہل یابس کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو انکے دو سو مسلح سپاہی ان کی طرف نکلے۔ جب ان کے سامنے آئے تو انھوں نے اہل اسلام سے کہا؛ تم کوم ہو ؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ اور تمہارا امیر کون ہے؟ کہ ہم اس سے بات کر سکیں؟

حضرت ابوبکر ان کی طرف آئے اور کہا؛ ہم تمہاری طرف اس لیے آئے ہیں کہ تمھیں اسلام کی دعوت دے سکیں۔ اگر تم نے اسلام قبول کر لیا تو ٹھیک ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔

یہ سن کر انھوں نے کہا؛ کہ ہمیں لات وعزیٰ کی قسم! اگر ہماری تمہاری قرابت نہ ہوتی تو ہم تمھیں قتل کر ڈالتے۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھی واپس چلے جائیں۔ عافیت اسی میں ہے۔ ہم نے تمہارے صاحب اور ان کے بھائی کو قتل کرنا ہے۔

حضرت ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا؛ اے میری قوم! یہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہیں اور جنگ کی تیاری انھوں نے خوب کر رکھی ہے۔ واپس چلے جاتے ہیں اور رسول اللہ کو ساری تفصیلات سے آگاہ کرتے ہیں۔

اسلامی لشکر نے کہا؛ آپ رسول اللہ کے فرمان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کو جو حکم دیا اس پر عمل کرو اور خدا کا خوف کرو۔

حضرت ابوبکر نے کہا: جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ جو حاضر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔ پس واپس چل پڑے اور لشکر بھی ان کے پیچھے واپس چل پڑا۔

جب مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کو ان کے حالات معلوم ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا؛ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے لشکر کا حال دیکھا کہ ان پر کیا گزری اور انھوں نے کیا کیا؟ انھوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اور جنگ کیے بغیر واپس چلے آئے اب جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ اب چار ہزار کے لشکر کے ساتھ حضرت عمر اس مہم کے لیے جائیں گے جب حضرت عمر لشکر کے ساتھ روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ

نے فرمایا؛ میرے حکم کی تعمیل ہونی چاہیے ابوبکر کیطرح نہ کرنا۔ حضرت عمر لشکر جرار کے ساتھ اپنے ہدف کے لیے رواں دواں ہوئے جب یہ لشکر اس وادی میں پہنچا تو دو سو آدمی جو مسلح تھے ان کے پاس آئے انھوں نے وہی بات کی جو انہوں نے حضرت ابوبکر اور ان کے ساتھیوں سے کی تھی۔ یہ سن کر حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں نے وہی کیا۔ جو ان سابق لشکر نے کیا تھا۔ اس وقت حضرت جبرائیل آپ ﷺ پر نازل ہوئے اور اس نئے تازہ قافلہ کی خبر دی۔

رسول اللہ منبر پر تشریف لائے اور اپنے صحابہ کو اس نئے واقعہ کی خبر دی۔ آخر کار یہ لشکر بھی واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا؛ تم نے میرے حکم کی مخالفت کی ہے اب جبرائیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ اب کی بار حضرت علیؑ کو اس مہم کے لیے بھیجو اور اللہ نے مجھے خبر بھیجی ہے کہ ان کے ہاتھ پر فتح ہوگی پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ وہ اس مہم کو سر کریں اور انہیں بھی وہی وصیت فرمائی جو پہلے دو حضرات کو وصیت کی تھی۔

حضرت علیؑ مہاجرین اور انصار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؑ نے اس سفر میں سرعت کو اپنا لیا۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ انھوں نے بہت جلدی اس سفر کو طے کرنا ہے۔ اس مسافت کو انہوں نے بڑی جلدی کے ساتھ طے کیا آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا آپ لوگ قطعاً نہ گھبرائیں۔ رسول اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب اللہ علیؑ اور اسکے ساتھیوں کو فتح دے گا۔ تم لوگ خیر پر ہو اور خیر کی طرف روانہ ہو۔ پس لشکر کے حوصلے بلند ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنا سفر جاری وساری رکھا کہ اپنے ہدف کے قریب جا پہنچے۔ جب اس وادی کے لوگوں کو امام علی کی آمد کی خبر پہنچی تو وہ اپنے معمول کے مطابق مسلح ہو کر آ گئے اور آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور ادھر کیا کرنے آئے ہو۔

آپؑ نے فرمایا؛ میں علی بن ابی طالب ہوں اور اللہ کے رسول کا چچا زاد بھائی ہوں۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم سب لوگ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ تم لوگ کلمہ شہادت اور کلمہ رسالت پڑھ لو۔ تمہیں ہر قسم کی امان حاصل ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا؛ تم تو ہماری مراد ومقصود ہو۔ ہم نے آپؑ کی بات سن لی ہے اب جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قتل کرنا ہے اب جنگ کے لیے تیا ہو جاؤ۔ اب کل صبح جنگ ہوگی آپؑ نے فرمایا؛ تم پر افسوس ہے تم دھمکیاں دینے لگ گئے ہو تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہے میں اپنے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اہل اسلام سے مدد چاہوں گا۔ اللہ جو عزت و عظمت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور طاقت ہے ہی نہیں پس وہ لوگ یہ سن کر اپنے مرکز میں چلے گئے اور امام علیؑ بھی اپنے مرکز کیطرف چلے گئے جب رات کی تاریکی ساری طرف چھا گئی تو آپؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ اپنی سواریوں کو تیار کریں۔ جب صبح صادق ہوئی تو آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ نماز فجر ادا کی اور پھر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اس وادی والوں پر حملہ کر دیا جائے۔ جب حملہ ہوا تو ان کے مردوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے اہل وعیال کو قیدی بنا لیا گیا اور ان کے گھروں کو خراب کر دیا گیا اور ان کے اموال کو مال غنیمت بنا لیا گیا۔ اس واقعہ کی خبر جبرائیل نے رسول اللہ کو دی۔ رسول اللہؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ

تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں کو لشکر اسلام کی فتح کی خبر دی اور انہیں اس بات کی بھی خبر دی کہ ہمارے صرف دو آدمی شہید ہوئے ہیں۔ جب حضرت علیؑ کا یہ لشکر واپس مدینہ کی طرف آرہا تھا مدینہ ابھی تین میل کے فاصلے پر تھا کہ سبھی اہل مدینہ آپؐ کے استقبال کے لیے مدینہ سے باہر تین میل کے فاصلے پر آکر آپؐ کا استقبال کیا۔ حضرت علی کی نگاہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو وہ فوراً اپنے گھوڑے سے اترے ایک دوسرے سے کو گلے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کی پیشانی پر بوسے دیے اس وادی سے بے پناہ مال اہل اسلام کو حاصل ہوا تھا۔ اتنا مال سوائے خیبر سے اور کسی بھی جنگ سے حاصل نہ ہوا تھا تو اس موقع پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ①

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو چنگاریاں نکالتے ہوئے دوڑتے ہیں''

وَالْعٰدِيٰتِ : سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو مردوں پر چڑھ جاتے ہیں

ضبح . سے ان کے ناک اور نتھنوں کے درلیے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ مراد ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ① . آپؑ نے راوی سے بیان کیا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ یہ حملہ صبح کے وقت ہوا تھا۔

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ② . پھر غبار جنگ اڑانے والے ہیں

یہ گھوڑے صحرا میں جنگ کے وقت غبار اڑاتے ہیں خدا نے اس کی قسم کھائی ہے۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤ .

پھر دشمن کی جماعت کے درمیان آنے والے ہیں۔

راوی عرض کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥ .اب انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے'' اس سے کیا مراد ہے آپؑ نے فرمایا وہ اپنے رب کا کفر کرتا ہے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ⑦ .

اور وہ خود بھی اس بات کا گواہ ہے۔

یعنی ان دونوں کی دونوں آنکھیں دیکھ رہی تھی اور سارے وادی الیابس والے گواہ ہیں کہ ان دونوں نے زندگی کو مقدم رکھا یعنی ان دو افراد کو علیؑ سے پہلے سربراہ بنا کر روانہ کیا گیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے پھر خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ⑨ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ⑩ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ

لَّخَبِيْرٌ ⑪ .

کیا اسے معلوم نہیں ہے جب مردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا اور دلوں کے رازوں کو ظاہر کر دیا جائے گا تو ان کا رب اس کے حالات سے خوبا خبر ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا یہ آیات خاص کر ان دونوں افراد کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔ جو اپنے دلوں میں برے راز رکھتے تھے اور جنگ سے فرار کرنے والے تیر اعمال کو انجام دینے والے تھے۔ تو خدا نے ان بارے خبر دی اور ان کے افعال کے بارے میں خبر دی۔ یہ واقعہ ہے وادی الیابس کے لوگوں کا یہ تفسیر ہے عادیات کی۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ①

یعنی ان پر گھوڑے اس انداز میں حملہ کرتے تھے کہ ان کے ناک اور نتھنوں سے ایسی آوازیں آتی تھی جیسے کتوں کی آوزیں ہوں۔

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ② . فرماتے ہیں کہ اس وادی میں زیادہ پتھر تھے۔ تو جب گھوڑے ان پتھروں پر اپنے سم مارتے اور اپنے سموں سے ان کو روندتے تو ان سے چنگاریاں پیدا ہوتی تھیں۔ جیسے کہ آگ کے شعلے ہوں۔

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③ . یعنی ان کو صبح کے وقت غارت کیا گیا تھا۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④ . پھر ان سے غبار جنگ اڑانے والے ہیں۔

یعنی گھوڑوں کی ٹاپوں سے صحراء میں غبار اڑتا تھا۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤ . یعنی تمام مشرکین درمیان میں جمع ہو گئے تھے یعنی لشکر اسلام نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥ .

یعنی کنود سے مراد کفر ہے۔

یعنی یہ لوگ ہیں جن کو پہلے لشکر کا سالار بنا گیا اور پھر انہوں امیر المومنین کو غلط مشورے دیے اور یہ حسد کی وجہ سے تھا کہ آپ اس راستہ کو چھوڑ دیں کیونکہ اس میں درندے ہیں۔ اور امیر المومنین نے وہی راستہ اختیار کیا تو ان معلوم ہو گیا کہ علی یقیناً کامیاب ہونگے اس کا واقعہ یوں ہے۔

جب امیر المومنین روانہ ہونے لگے تو آپ نے جو راستہ اختیار کیا جب اس پر روانہ ہونے لگے۔ تو عمرو بن عاص نے ایک بندے سے کہا کہ علی تازہ نوجوان ہے وہ ان راستوں کو نہیں جانتا جس راستے سے علی جانے لگا ہے یہ درندوں سے

بھرا ہوا ہے لہٰذا اس راستہ میں ہمارا لشکر درندوں سے محفوظ نہیں رہے گا۔ اور اگر یہ اس راستہ سے واپس آجائے تو بہتر ہے۔ تو ان دونوں نے علیؑ سے جا کر بات کر دی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تم اپنی اپنی سواریوں پر رہو۔ اور جو تمہارے فائدہ میں نہیں ہے اس کی فکر نہ کرو۔ پس تم دونوں میرے حکم کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ میں بہتر جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں پس وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝

یعنی وہ ان کی دشمنی پر گواہ ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ یعنی وہ زندگی کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس وجہ سے وہ درندوں سے ڈر رہے تھے تو خدا نے ان کے لیے فرمایا۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ یعنی وہ جانتے ہیں کہ ان کو جمع کیا جائے گا اور ان کے سینوں میں جو کچھ ہے اس کو ظاہر کیا جائے گا اور ان کا رب ان کے بارے میں خوب جانتا ہے۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

سورۃ القارعۃ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد گیارہ ہیں اور اس کا رکوع ایک ہے موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 101 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 30 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

تفسیر نور الثقلین میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو شخص سورہ القارعۃ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا میزان اعمال بھاری کر دے گا۔

نیز حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص سورہ القارعۃ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا۔ اور قیامت کے دن سے جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے گا۔

آیت ۱ تا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

کھڑکھڑانے والی (۱) اور کیسی کھڑکھڑانے والی (۲) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ کیسی کھڑکھڑانے والی ہے (۳) جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی مانند ہو جائیں گے (۴) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اُڑنے لگیں گے (۵) تو اس دن جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا (۶) وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا (۷) اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا (۸) اس کا مرکز ہاویہ ہے (۹) اور تم کیا جانو کہ ہاویہ کیا مصیبت ہے (۱۰) یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے (۱۱)

تفسیر

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ .

کھڑکھڑانے والی اور کھڑکھڑانے والی کیا ہے اور تو کیا جانتا ہے کہ کھڑکھڑنے والی کیا چیز ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خدا اس کی ہولناکی میں تردد پیدا کر رہا ہے تاکہ لوگوں میں اس بارے میں خوف وفزع کا اضافہ ہو جائے۔

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ .

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی مانند ہو جائیں گے اور جس دن پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند اڑنے لگیں گے۔

عھن۔ یعنی روئی مراد ہے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ .

تو اس دن جسکی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ مراد ہے نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی۔

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ .

اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا مرکز ھاویہ ہوگا۔

یعنی جس کی نیکیوں والا پلہ ہلکا ہوگا ان کا ٹھکانہ ھاویہ ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ اس کو سر کے بل جہنم میں ڈالا جائے گا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ۝۱۰ . اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا جانے کہ وہ کیا ہے۔ یعنی ھاویہ کیا ہے۔

نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ . یہ ایک دہکتی ہوآگ ہے۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ

سورۃ التکاثر یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد آٹھ ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور اس کا موجودہ قرآن میں نمبر 102 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 16 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا اس سورہ کا واجب نمازوں میں پڑھنا (100) سو شہداء کی شہادت کا ثواب رکھتا ہے اور نوافل میں پڑھنے والوں کے لیے (50) پچاس شہداء کی شہادت کا ثواب رکھتا ہے اور جب کوئی واجب نماز میں اس کو پڑھتا ہے تو چالیس (40) صفین ملائکہ کی اس کے ساتھ نماز میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

آیت ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

تمہیں باہمی مقابلہ کثرتِ مال و اولاد نے غافل بنا دیا (۱) یہاں تک کہ تم نے قبروں سے ملاقات کر لی (۲) دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (۳) اور پھر خوب معلوم ہو جائے گا (۴) دیکھو اگر

تمہیں یقینی علم ہو جاتا (۵) کہ تم جہنم کو ضرور دیکھو گے (۶) پھر اسے اپنی آنکھوں دیکھے یقین کی طرح دیکھو گے (۷) اور پھر تم سے اس دن نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۸)

تفسیر

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ ۔ تمہیں اولاد و مال کی کثرت کے مقابلہ نے غافل بنا دیا ہے

یعنی اولاد اور مال کی کثرت و زیادتی نے تمہیں خدا اور اس کے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ ۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کر لی۔

یعنی اس غفلت سے بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ قبور میں چلے گئے۔ یعنی تم نے موت کو یاد نہیں رکھا۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ۔ تم جہنم کو ضرور دیکھ لو گے۔

یعنی تمہارا جہنم کو دیکھنا یقینی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨ ۔ پھر تم سے اس دن نعمت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

یعنی ولایت امیر المومنین کے بارے سوال کیا جائے گا اور اس کی دلیل یہ خدا کا قول ہے جس میں خدا نے فرمایا وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝٢٤ ۔ ان کو روکو کہ ان سے ابھی سوال کیا جائے گا۔ تو ولایت علی کے بارے میں سوال مراد ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن ادریس نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں سلمۃ بن عطاء ہے اور اس نے جمیل سے اور اس نے ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے خدا کے اس قول کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨ ۔ سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا؛ اس امت سے اس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو نعمت خدا نے رسول خدا اور پھر ان کی معصوم اہل بیتؑ کی شکل میں ان کو دی ہے۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْعَصْرِ

سورۃ العصر مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد تین ہے اور رکوع ایک ہے۔ موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 103 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 13 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص سورہ العصر کو اپنی نوافل نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو نورانی لب خنداں اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا اس حال میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

آیت ۱ تا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

قسم ہے عصر کی (۱) بے شک انسان خسارہ میں ہے (۲) علاوہ ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت و نصیحت کی (۳)

تفسیر

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ . زمانہ کی قسم کہ انسان خسارہ میں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اور اس کا جواب قسم یہ ہے کہ انسان خسارہ میں ہے۔ ابو عبداللہ امام صادق یوں پڑھا کرتے تھے۔ کہ

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢

عصر کی قسم کہ انسان خسارہ میں ہے اور یہ آخری زمانہ تک انسان اس خسارہ میں رہے گا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ. سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک کام انجام دیے اور آپس میں ایک دوسرے کو تقویٰ کا اور صبر کا حکم دیتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے بیان کیا ہے اور اس نے یحییٰ بن زکریا سے اور اس نے علی بن حسان سے اور اس نے عبدالرحمان بن کثیر سے اور اس نے ابو عبداللہ امام صادق سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

اللہ نے تمام انسانوں میں ان اوصاف والوں کا استثناء کیا ہے کہ یہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں۔

اس فرمایا: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. یعنی جو ولایت امیر المومنین پر ایمان رکھتا ہو وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور امیر المومنین کی پیروی کرتا ہو۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ امیر المومنین کی ذریت کے حق کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہو اور جن لوگوں نے ولایت امیر المومنین کی مخالفت کی ہو ان سے صبر کرنے کی نصیحت کرتے رہے ان سے بیزاری کی نصیحت کرتے رہے ہو۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

سورۃ الھمزہ یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 9 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور اس کا موجودہ ترتیب میں نمبر 104 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 23 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ جو شخص واجب نماز میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اس سے فقر وہ فاقہ دور ہو جائے گا اور رزق اس کی طرف رخ کرے گا اور بری موت اس سے دور ہو جائے گی۔

آیت ۱ تا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

تباہی اور بربادی ہے ہر طعنہ زن اور چغل خور کے لئے (۱) جس نے مال کو جمع کیا اور خوب اس کا حساب رکھا (۲) اس کا خیال تھا کہ یہ مال اسے ہمیشہ باقی رکھے گا (۳) ہرگز نہیں اسے یقیناً حطمہ میں ڈال دیا

جائے گا (۴) اور تم کیا جانو کہ حطمہ کیا شے ہے (۵) یہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے (۶) جو دلوں تک چڑھ جائے گی (۷) وہ آگ ان کے اوپر گھیر دی جائے گی (۸) لمبے لمبے ستونوں کے ساتھ (۹)

تفسیر

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١. تباہی و بربادی ہے ہر طعنہ اور چغل خور کے لیے ھمزہ۔

یعنی لوگوں کے عیب تلاش کرنے والا اور فقراء کو حقیر جاننے والا مراد ہے۔

لمزہ۔ وہ بدبخت ہے جو اپنی گردن دوسرا کو اٹھا کر رکھتا یعنی تکبر کرتا ہے۔ اور جب کسی فقیر اور سوال کرنے والے کو دیکھتا ہے تو ان پر غضب ناک ہو جاتا ہے۔

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢. جس نے مال جمع کیا اور شمار کر کے رکھا۔

یعنی جو مال کو گن گن کر رکھتا ہے لیکن راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣. اس کا گمان ہے کہ یہ مال ہمیشہ باقی رکھے گا۔

یعنی اس کا گمان ہے کہ یہ مال ہمیشہ رہے گا اور وہ باقی رہنے والا ہے۔

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤. ہرگز نہیں یقیناً وہ مال حطمہ میں ڈال دیا جائے گا فرماتے ہیں حطمہ وہ آگ ہے جو ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧.

اے محمد آپ کیا جانے کہ حطمہ کیا ہے یہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک چڑھ جائے گی۔

یعنی یہ وہ آگ ہے کہ جس کے شعلے دلوں تک بلند ہونگے حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں متکبرین کو اس کی بشارت دی گئی جس سے دل روتے ہیں اور ان کا ظاہر خوف کی وجہ سے زرد رہو گا

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨. وہ آگ ان کو اوپر سے گھیر لے گی۔

مُّؤْصَدَةٌ سے مراد اوپر سے ڈھانپ لینے والی ہے۔

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩. لمبے لمبے ستوں میں۔

یعنی وہ آگ لمبے لمبے ستوں میں ان پر جلائی جائے گی خدا کی قسم وہ ان کو جلا دے گی۔

سورہ ختم

ھمکو کہ کتاب ھذا منظر ایلیاء

سُوْرَةُ الْفِيْلِ

سورۃ الفیل یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد پانچ ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 105 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 19 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے آپ نے فرمایا۔ جو شخص اس سورہ کو نماز واجب میں پڑھے گا قیامت کے دن ہر پہاڑ۔ میدان اور ہر پتھر اس کے حق میں گواہی دے گا کہ وہ نماز گزاروں میں سے ہے اور ایک منا دی ندا دے گا کہ تم نے میرے بندے کے حق میں گواہی دے ہے میں تمہاری گواہی اس کے نفع ونقصان میں قبول کرتا ہوں اور میرے بندے کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرو۔ کیونکہ یہ ایسا بندہ ہے کہ جس کو میں دوست رکھتا ہوں میں اسکے عمل کو بھی دوست رکھتا ہوں۔

آیت ۱ تا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے (۱) کیا ان کی چال

کو بے کار نہیں کر دیا ہے (۲) اور ان پر اڑتی ہوئی ابابیل کو بھیج دیا ہے (۳) جو انہیں کھر نجوں کی کنکریاں مار رہی تھیں (۴) پھر انہوں نے ان سب کو چبائے ہوئے بھوسے کے مانند بنا دیا (۵)

تفسیر

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ ۔

اے رسول کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب بھی رسول خدا کو ہی ہے۔ اور یہ سورہ اس لشکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ہاتھیوں کے ساتھ آیا تھا تا کہ وہ خانہ کعبہ کو گرا دیں۔ اور اس لشکر کا بادشاہ ابرہہ تھا جو ملک یمن کا بادشاہ تھا۔ اور وہ نجاشی سے پہلے کا بادشاہ تھا۔ جب وہ مسجد کے دروازے کے قریب ہوئے تو حضرت ابوطالب کے والد گرامی حضرت عبدالمطلبؑ اس لشکر کے سردار ہاتھی کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ تجھے کیوں لے کر آیا ہے تو اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا ارادہ ہے کہ تمہارے ذریعے وہ خانہ خدا کو گرا دے کعبۃ اللہ کو گرا دے تو کیا تو ایسے کرے گا؟ اس جواب دیا نہیں۔

اس بعد لشکر والوں نے پوری کوشش کی کہ وہ مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہو جائیں لیکن اس اور اس کے ساتھیوں نے انکار کر دیا پس لشکر والوں نے ان پر تلواروں سے وار کیے اور زخمی کر دیا لیکن وہ پھر بھی آگے جانے سے انکار پر قائم ہی رہے آگے گئے نہ گے تو پھر خدا نے ابرھہ کے لشکر پر ابابیل کے لشکر کو مسلط کر دیا۔

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ ۔ اور ان پر اڑتی ہوئی ابابیل کو بھیج دیا وہ پرندے ان کے بعض کے تعاقب میں گئے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ ۔ جو ان پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مار رہے تھے۔

فرماتے ہیں ہر ابابیل کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک ایک ان کی چونچ اور دو ان کے پنجوں میں تھیں جو لشکر والوں کے سر پر گراتے تھے اور وہ ان کے دماغوں میں داخل ہو کر ان کے مقام پائخانہ سے نکل جاتی تھی۔ اور وہ اس قدر زور سے لگتی تھی کہ ان کے بدن کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں اور وہ یوں ہوئے جیسے کہ خدا نے فرمایا: فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ۔ ان کو ایسے کر دیا جیسے ہوئے بھوسے کی مانند ہے۔

فرماتے ہیں کہ عصف سے مراد تین ہے اور ماکول سے مراد وہ ہے جو فضلہ میں بچ جاتا ہے۔ حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں چیچک کی یہ بیماری اس دور میں شروع ہوئی تھی۔

سورہ ختم

سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ

سورۃ القریش یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (4) چار ہے۔ اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 106 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 29 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا تو اسے ان لوگوں کی تعداد کے دس گناہ زیادہ نیکیاں عطا کرے گا۔ جنہوں نے کعبہ کا طواف کیا ہے اور اس میں اعتکاف بھی بیٹھے ہیں۔ تفسیر جمع البیان۔

آیت ا تا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

قریش کے انس والفت کی خاطر (۱) جو انہیں سردی اور گرمی کے سفر سے ہے ابرہہ کو ہلاک کر دیا ہے (۲) لہٰذا انہیں چاہئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں (۳) جس نے انہیں بھوک میں سیر کیا ہے اور خوف سے محفوظ بنایا ہے (۴)

تفسیر

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ ۔

قریش کے انس والفت کی خاطر جو انھیں سردی اور گرمی کے سفر سے ہے کہ ابرہہ کو ہلاک کر دیا ہے۔

فرماتے ہیں یہ سورہ قریش والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیوں کہ قریش والوں کا ذریعہ معاش دو سفر تجارت تھے جو وہ سال میں کیا کرتے تھے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف تجارت کا مال لے کر جاتے تھے وہ مکہ سے ان سفروں میں لباس اور سمندر کے کناروں پر اگاتے تھے مثلاً مرچ وغیرہ اور چمڑا وغیرہ لے جاتے تھے۔ اور وہ شام سے کپڑے قالین غلہ لے کر آتے تھے اور پھر اسی طریقہ سے وہ زندگی بسر کرتے اور ہر امیر وغریب وسردار کا ذریعہ معاش یہ ہی تھا۔ لیکن جب خدا نے اپنے نبی کو معبوث فرمایا تو قریش والے ان دونوں سفروں سے بے نیاز ہو گئے۔ اور لوگوں کے وفود آپ کے پاس آتے اور مال تجارے بھی لے آتے اور دوسرا حج کے لیے آتے تو مال تجارت لے آتے اور لے جاتے تھے تو اس وجہ سے خدا قریش والوں پر اپنا احسان جتلا رہا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۔ لہٰذا انھیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک ورب کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک میں سیر کیا اور خوف سے محفوظ کیا۔

یعنی اب ان کو شام ویمن جانے کی ضرورت نہیں اور راستے کے خوف بھی محفوظ رہ گئے ہیں۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ

سورۃ الماعون مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد سات (7) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے۔ اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 107 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 17 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب فضائل اعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ تو خدا اس کے نماز و روزہ کو قبول کرے گا

آیت ا تا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے (۱) یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور کسی کو مسکین کے کھانے کے لئے تیار نہیں کرتا ہے (۳) تو تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے (۴) جو

اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں (۵) دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں (۶) اور معمولی ظروف بھی عاریت پر دینے سے انکار کرتے ہیں (۷)

تفسیر

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ ۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں یہ سورہ ابوجہل اور دوسرے کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ ۔ یہ وہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے یعنی اس کو اس کے حق سے روکتا ہے۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ ۔ اور کسی مسکین کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں ہوتا۔

یعنی وہ غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے پر رغبت ہی نہیں رکھتا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ ۔

اور تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے تارک الصلوٰۃ ہے ورنہ نماز میں تو ہر نمازی کو سہو ہو جاتا ہے لہٰذا مراد ہے جو نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت ابوعبداللہؑ فرماتے ہیں کہ اول وقت سے نماز کو بلا وجہ و عذر کے موخر کرنا یہ بھی سَاهُوْنَ کا ایک فرد ہے۔

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ ۔ یہ وہ ہیں جو دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں۔

یعنی وہ جو کچھ کرتے ہیں ان میں غرض خدا نہیں بلکہ ریاکاری ہے۔

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧ وہ معمولی چیزی بھی عاریۃً دینے سے انکار کر دیتے ہیں آگ چراغ آٹا یہ وہ چیزیں جن کی طرف لوگ محتاج ہیں وہ بھی عاریۃً نہیں دینے اور ایک روایت میں خمس و زکوٰۃ نہیں دیتے۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

سورۃ الکوثر یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات تین ہیں اور ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 108 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 15 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے۔ جو شخص اپنی واجب و نافلہ نمازوں میں سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔

آیت ۱ تا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے (۱) لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں (۲) یقیناً آپ کا دشمن بے اولاد رہے گا (۳)

تفسیر

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ ۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کے بدلے و عوض میں عطاء کی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹے کے مرنے کے بعد مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو اس میں عمرو بن عاص۔ اور حکم بن ابی العاص یہ وہ لوگ ملعون موجودہ تھے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابوالابتر جاہلیت میں جس بندے کا کوئی بیٹا نہیں ہوتا تھا اس کو کہا جاتا تھا۔ پھر عمرو ملعون نے کہا کہ میں محمد کو گالیاں دیتا ہوں تا کہ وہ غصہ میں آئے۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا نے یہ سورہ نازل کی تا کہ آپ کو سکون ملے اور فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ ۔ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے پس آپ اپنے رب کی نماز ادا کریں اور قربانی کریں اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣ ۔ اور آپ کا دشمن بے اولاد رہے گا۔ شَانِئَكَ مراد عمرو بن العاص ہے ابتر یعنی نہ اس کا دین اور نہ اس کا نسب ہے۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن

سورۃ الکافرون یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات چھ (6) ہیں اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 109 اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 18 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے آپؑ نے فرمایا۔

جو شخص اپنی نماز واجب ونوافل میں سورہ کافرون اور سورہ توحید کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے والدین اور اس کی اولاد کو بھی بخش دے گا۔ خواہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اس کا نام اشقیاء کے رجسٹر سے کاٹ دے گا اور نیکوں کے دفتر میں لکھ دے گا جب تک وہ زندہ رہے گا تو سعادت کے ساتھ رہے گا اور جب اس پر موت آئے گی تو وہ شہادت کی موت مرے گا جب وہ قیامت کے دن محشورہ ہوگا تو شہید محشور ہوگا۔

آیت ۱ تا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۧ﴿۶﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو (۱) میں ان خداؤں کی عبادت نہیں کرسکتا جن کی تم پوجا کرتے ہو (۲)

اور نہ تم میرے خدا کی عبادت کرنے والے ہو (۳) اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پوجا کرنے والا ہوں (۴) اور نہ تم میرے معبود کے عبادت گزار ہو (۵) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے (۶)

تفسیر

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ ۔ اے رسول آپ کہہ دیں اے کافرو

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوشکر نے ابوجعفر الاخول سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۵﴾ ۔ کیا حکیم وبلیغ انسان ایسی گفتگو کرسکتا ہے کہ جس میں اتنا زیادہ تکرار ہو۔ اور تکرار ہے یہ کیسا قرآن ہے۔

ابوجعفر کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا تو وہ مدینہ آیا اور اس نے حضرت ابوعبداللہ امام صادقؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس سورہ کے نزول اور تکرار کا سبب یہ ہے کہ قریش والوں نے رسول خدا کے سامنے ایک رائے رکھی تاکہ اس کے تحت مصالحت ہوجائے اور وہ یوں تھی ایک سال آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کریں اور ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں گے۔ پھر آپ ایک سال ہمارے خداؤں کی عبادت کریں اور پھر ایک سال ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں گے تاکہ اس میں مصالحت نکل آئے اور اختلاف ختم ہوجائے تو خدا نے بھی اس انداز میں ان کافروں کو جواب دیا جو تکرار انہوں کیا وہی تکرار خدا نے کیا تاکہ ان کے مطالبہ کے مطابق جواب ہوجائے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ ۔ میں اس کی عبادت نہیں کروں گا جس کی تم عبات کرتے ہو۔ یعنی جیسا کہ تم نے کہا کہ ہم تیرے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ ۔ اور نہ ہی تم اس رب کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

یعنی کہ جیسا تم کہتے ہیں۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ ۔ اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم کرتے عبادت کرتے ہو۔

یعنی جیسا کہ تم نے کہا کہ ہم ایک سال آپ کے رب کی عبادت کریں گے۔

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۵﴾ ۔ اور نہ تم اسکی عبادت کرنے والے ہو کر جس کی میں عبادت کرنے والا ہوں۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے ہے۔

پس جب ابوجعفر احول واپس گیا اور اس نے ابوشاکر دیصانی سے یہ جواب بیان کیا تو اس نے کہا۔ یہ وہ چیز ہے جس کو اونٹ حجاز سے اٹھا کر لایا ہے۔

حضرت ابوعبداللہؑ کی ہمیشہ عادت تھی کہ وہ جب بھی یہ سورہ پڑھتے تو آخر میں تین مرتبہ فرماتے۔ دینی اسلام، میرا دین اسلام ہے۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ

سورۃ النصر یہ مکی سورہ ہے۔ اور اس کی آیات کی تعداد تین ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 110 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 114 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب فضائل اعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی واجب نمازوں میں یا نافلہ نمازوں میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے دشمنوں پر فتح عطاء کرے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں قبر سے باہر آئے گا کہ اس کے پاس جہنم سے نجات کا امان نامہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔

آیت ۱ تا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

جب خدا کی مدد اور فتح کی منزل آجائے گی (۱) اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ دینِ خدا میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں (۲) تو اپنے رب کی حمد کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار کریں کہ وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے (۳)

تفسیر

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ ۔ جب خدا کی مدد اور فتح آجائے گی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ سورہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں نازل ہوئی تھی ۔اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ ۔

تو جب یہ سورہ نازل ہوئی تو رسول خدا نے فرمایا مجھے میری موت کی اطلاع دے دی گئی ہے پس رسول خدا مسجد الخیف میں تشریف لائے اور تمام لوگوں کو جمع کیا اور خطبہ دیا اور فرمایا؛ اللہ مدد کرے اس شخص کی جو میری بات کو سنتا ہے اور اس کو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اور پھر اس کو ان تک پہنچاتا ہے جنہوں نے میری بات کو نہیں سنا پھر فرمایا؛ بعض اپنے آپ کو فقیہ سمجھ رہے ہوتے ہیں جب وہ فقیہ ہوتے نہیں ہیں ۔اور بعض اوقات فقہ کا حامل اپنے سے زیادہ فقہ کا علم حاصل کرتا ہے تین چیزیں ایسی ہیں جن سے مسلمان کا دل کبھی پر نہیں ہوتا۔

۱۔ وہ عمل نیک جو خالص اللہ کے لیے ہو۔

۲۔ مسلمانوں کے آئمہ کو نصیحت۔

مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا اگر تو ان کو ان کے عقب سے بلائے۔

پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اور اگر تم نے ان سے تمسک رکھا اور ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور تمہارے قدموں میں کبھی لغزش نہیں آئے گی ایک اللہ کی کتاب ہے اور ایک میری اہل بیت عترت ہے۔ اور مجھے خدائے لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ کبھی بھی آپس میں جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر مل کر آئیں گی۔

پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا یوں اور دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔ اور فرمایا ایسے نہیں پھر آپ نے انگوٹھے اور بڑی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ اللَّهَبِ

سورۃ اللہب یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد پانچ (5) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر 111 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 6 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب فضائل اعمال میں حضرت امام رضاؑ سے نقل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا؛ جب بھی اس سورہ کی تلاوت کرو تو ابولہب پر لعنت کرو اور بددعا کرو کیونکہ وہ رسول خداؐ اور ان کے دین کی تکذیب کرتا تھا۔ حضرت امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص سورہ اللہب کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اسے ابولہب کے ساتھ جہنم میں اکٹھا نہیں کرے گا۔

آیت ۱ تا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے (۱) نہ اس کا مال ہی اس کے کام آیا اور نہ اس کا کمایا ہوا سامان ہی (۲) وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۳) اور اس کی بیوی جو لکڑی ڈھونے والی ہے (۴) اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی بندھی ہوئی ہے (۵)

تفسیر

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ ۔ ابولہب کا ہاتھ ٹوٹ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے

یعنی تَبَّتْ کا معنی خسر ت؛ اس کا نقصان ہو۔

جب قریش والے دار الندوۃ میں اس غرض سے جمع ہوئے تا کہ وہ محمد ﷺ کو قتل کریں۔ تو اس وقت یہ خبیث ابولہب مال دار فرد تھا جس نے کہا جو یہ کام کرے گا میں اس کو اتنا انعام دونگا خدا نے فرمایا؛

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ ۔ نہ اس کا مال اس کے کام آئے گا۔ اور نہ اس کا کوئی کمایا ہوا سامان وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

یعنی اس آگ میں اس کو داخل کیا جائے اور وہ اس کو جلا دے گی۔

وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ ۔ اور اس کی بیوی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے اس کا نام ام جمیل بنت صخر تھا یہ رسول کی چغل خوری کرتی تھی۔ اور رسول خدا کی باتیں کفار سے بیان کیا کرتی تھی۔ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ سے مراد ہے کہ رسول خدا پر ہر افترا اور جھوٹ بولتی تھی۔

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥ ۔ یعنی آگ کا پہاڑ ڈالا جائے گا۔

ابولہب کا نام عبد مناف تھا خدا نے اس کے نام کے بجائے اس کی کنیت کو ذکر کیا ہے۔ کیونکہ مناف وہ بت تھا جس کی یہ عبادت کیا کرتے تھے۔

سورہ ختم

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

یہ سورۃ الاخلاص مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد 4 ہے اور اس کا ایک رکوع ہے اور موجودہ قرآن میں اس کا نمبر 112 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 22 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے آپؑ نے فرمایا جس نے ایک دن کی پانچ نمازیں پڑھیں اور کسی نماز میں بھی سورہ توحید نہیں پڑھی تو اسے آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے تو نمازیوں میں سے نہیں ہے۔

آیت ۱ تا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اے رسول کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے (۱) اللہ برحق اور بے نیاز ہے (۲) اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ والد (۳) اور نہ اس کا کوئی کفو اور ہمسر ہے (۴)

شان نزول

یہودیوں کا ایک وفد رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمد ﷺ آپ اپنے رب کے بارے میں بیان کریں کہ وہ کیا ہے اس کا حسب و نسب کیا ہے تو یہ سورہ نازل ہو۔

تفسیر

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾

آپ کہہ دیں میں اس فلق کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔

فَلَقِ: علامہ فرماتے ہیں جہنم میں ایک کنواں ہے جس کا نام فلق ہے اور اس کی گرمی کی شدت سے تمام اہل جہنم خدا سے پناہ طلب کرتے تمام اہل جہنم نے خدا کی بارے میں اس کی شکایت کی تو اس نے خدا سے سوال کیا اے خدا یا تو مجھے سانس لینے کی اجازت عطا کردے تو خدا نے اجازت دے دی جب اس نے سانس لی تو پوری جہنم کو اس نے جلا کر رکھ دیا۔ اور اس کنویں میں ایک صندوق ہے۔ اور اس کنویں والے اس صندوق کے عذاب سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اور یہ صندوق ایک تابوت ہے اس تابوت میں چھ افراد گزشتہ امتوں کے ہیں اور چھ افراد اس امت کے ہیں۔

وہ چھ افراد جو گزشتہ امتوں کے ہیں پہلا فرزند آدم ہے جس نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا تھا۔

۲۔ نمرود ہے کہ جس نے ابراہیم کو آگ میں ڈالا تھا۔

۳۔ موسیٰ علیہ اسلام کے دور کا فرعون ہے۔

۴۔ امت موسیٰ کا سامری ہے جس نے بچھڑا بنایا تھا۔

۵۔ جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور باطل عقائد کا حامل قرار دیا۔

۶۔ وہ بندہ جس نے قوم عیسیٰ کو گمراہ کیا اور باطل عقائد کا حامل قرار دیا اور وہ چھ افراد جو اس امت کے ہونگے۔

وہ: پہلا زریق ہے ۲۔ دوسرا جبتر ہے۔ ۳۔ تیسرا اس امت کا فرعون ہے۔ ۴۔ وہ ہے جو علی علیہ السلام کا دشمن ہے۔

اور پانچ خوارج کا سردار ہے اور چھ عبدالرحمن ابن ملجم ہے۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب اس کنویں میں کسی کو ڈالا جائے گا تو اس میں غائب ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ النَّاسِ

سورۃ الناس یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد چھ ہیے۔ اور اس کا ایک رکوع ہے۔ اور موجودہ ترتیب قرآن میں اس کا نمبر ۱۱۴ ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر ۲۱ ہے۔

تلاوت کا ثواب:

گذشتہ سورہ میں روایت اس کے ثواب کی درج کردی گئی ہے۔

آیت ۱ تا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۧ﴿۶﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

(اے رسولؐ) تم کہو کہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب (۱) لوگوں کے بادشاہ (۲) لوگوں کے معبود کی (۳) (شیطانی) وسوسہ کی برائی سے جو (خدا کے نام سے) پیچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتا ہے (۵) جنات میں سے ہو خواہ آدمیوں میں سے۔ (۶)

تفسیر

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ۱ ۔ آپ کہہ دیں کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔

یعنی میں فقط اس کی پناہ چاہتا ہوں جو لوگوں کا رب ہے اور وہ رب ہی نہیں بلکہ مَلِكِ النَّاسِ ۙ۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ۳ ۔ وہ لوگوں کا مالک و بادشاہ بھی ہے اور لوگوں کا معبود بھی ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ۴ ۔ خناس کے وسواس کے شر سے تیسری پناہ چاہتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خناس اس شیطان کا نام ہے جو لوگوں کے سینوں میں وسواس پیدا کرتا ہے اور لوگوں کو خیر سے ناامید کرتا ہے اور کہتا ہے خیر سے فقر و فاقہ آتا ہے۔ اور لوگوں کو برائیوں و فواحش پر آمادہ کرتا ہے یہ ہی مراد ہے خدا کے قول سے جس میں خدا نے فرمایا ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ ۔ شیطان تم کو فقر کی دعوت دیتا ہے اور فحشاء کا حکم دیتا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ اسلام فرماتے ہیں کوئی دل ایسا نہیں ہے مگر اس کے دو کان ہوتے ہیں ایک کان پر ہدایت کرنے والا فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو ہدایت کرتا ہے اور دوسرے پر گمراہ کرنے والا شیطان ہوتا ہے جو گمراہ کرتا ہے۔ نیکی کو ہدایت والا نیکی کا حکم دیتا ہے تو دوسرا اس کو روکتا ہے اور زجر کرتا ہے۔ ایسے لوگوں میں بھی شیطان نہیں جو لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں اور جنوں میں بھی شیطان نہیں جو جنوں کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے بکر بن محمد سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ اسلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا ان دونوں صورتوں کے نزول کا سبب یہ تھا خدا نے وعدہ کیا تھا ان کا تو جبرائیل علیہ اسلام یہ دو سورتیں لے کر نازل ہوا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن محمد نے بیان کیا ہے اور انہوں بکر بن سہل سے نقل کیا ہے اور انہوں نے عبدالغنی بن سعید الثقفی سے اور اس نے موسیٰ بن عبدالرحمٰن سے اور اس نے مقاتل بن سلیمان سے اور اس نے ضحاک بن مزاحم سے اور اس نے ابن عباس سے نقل ہے آپ نے فرمایا: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ، الْخَنَّاسِ ۙ۴ ۔ فرمایا اس سے مراد جو شیطان ہے کہ خدا اس پر لعنت کرے وہ ابن آدم کے دل میں وسواس پیدا کرتا ہے اس کا نام خرطوم ہے کیونکہ اس کی سور کی مانند سونڈ ہے اس وجہ سے اس کو خرطوم کہتے ہیں اور یہ ابن آدم کے دل میں وسواس پیدا کرتا ہے لہٰذا جب دنیا تمہارے سامنے آئے اور ایسی چیز سامنے آئے جو خدا کو پسند نہیں ہے۔ اور تم خدا کو یاد کرنا چاہو تو یہ شیطان وسوسے پیدا کرتا ہے تاکہ انسان کو روکے اور نیک کام نہ کرنے دے اور برائی کو انجام دے۔

الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ۵ ۔ وہ ہے لوگوں کے سینوں میں وسواس پیدا کرتا ہے۔

اس کے بعد خدا خبر دے رہا ہے کہ وہ سینوں میں وسواس پیدا کرنے والا جنوں اور انسانوں دونوں میں سے ہے۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۙ۶ مراد ہے کہ وہ جنہوں نے انسانوں میں سے ہے۔

علامہ علی بن ابرہیم فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن الحسین نے اور انہوں نے سیف بن عمیرۃ سے اور اس نے ابن کرالحضرمی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابن مسعود نے ان دونوں سورتوں کو اپنے قرآن سے ختم کر دیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا میرے والد نے فرمایا تھا کہ ابن مسعود نے یہ گام اپنی رائے سے کیا ہے یہ دونوں قرآن میں سے ہیں نیز ان سے ہی روایت کہ جس کو احمد بن ابی عبداللہ نے نقل کیا ہے اور ان سے علی بن الحکم سے اور اس نے سیف بن عمیرۃ سے اور اس نے ابن بکر الحضرمی سے اور اس نے ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: میرے بستر کے پیچھے صحائف اور ریشم اور مختلف کاغذوں میں قرآن ہے ان کو لے لو اور اس کو جمع کرو۔ ضرور یہ ضائع نہ ہو جیسا کہ یہود نے تورات کو ضائع کر دیا تھا۔

یہ سن کر علی علیہ السلام گئے اور قرآن ایک زرد رنگ کے کپڑے میں جمع کیا آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور سب کیلئے گھر کا دروزاہ بند کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنے کندھوں پر چادر نہیں ڈالوں گا جب تک میں قرآن کو جمع نہ کر لوں۔ تو جب بھی کوئی علی علیہ السلام سے ملنے کیلئے آتا تو آپ اس کیلئے گھر سے بغیر عبا کے نکلا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے قرآن کو جمع کر لیا اور پھر کندھوں پر عبا رکھی اور فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا: اگر لوگ قرآن کی تلاوت کرتے اس طرح کرتے جیسے خدا نے اس کو نازل کیا ہے تو کوئی دو بندوں میں اس میں کبھی اختلاف نہ کرتے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے نقل کیا ہے اور اس نے عبدالکریم بن عبدالرحیم سے نقل کیا ہے اور اس نے محمد بن علی القرشی سے نقل کیا ہے اور اس نے محمد بن الفضیل سے اور اس نے ابوحمزہ ثمالی سے اور اس نے امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: پورے قرآن کو کسی نے بھی جمع نہیں کیا سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وحی برحق نے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن احمد بن ثابت نے بیان کا ہے۔ اور انہوں نے الحسن بن محمد بن سامعہ نقل کیا ہے اور انہوں نے وھیب بن حفص سے اور اس نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

قرآن زاجر بھی ہے اور آمر بھی ہے جنت کے حصول کا حکم دیتا ہے اور جہنم سے زجر کرتا ہے اس میں محکم اور متشابہ

میں۔ پس جو آیات محکم ہیں، ان پر ایمان لایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور اس میں تدبر کیا جائے۔

اور جو متشابہ نہیں پس ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا یہ قول خدا ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے0۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

اور جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تا کہ فتنہ برپا کریں اور اپنی من مانی تاویلیں کریں۔ حالانکہ ان کی تاویل کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے اور ان کے جو علم میں رسوخ رکھنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ (آل عمران آیت ۷)

فرمایا وہ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ۔ ہم آل محمد علیہم السلام ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن احمد نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے اور اس نے علی بن جرید سے اور مرازم سے اور اسنے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ نے فرمایا قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔ یہاں تک کہ خدا کی قسم خدا نے لوگوں کی ضروریات میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس کا قرآن میں ذکر کر دیا ہے اور لوگوں کیلئے بیان کر دیا ہے یا یہ کہ کسی بندہ میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ یہ کہے کہ اے کاش یہ قرآن میں نازل ہو جاتا ہے مگر یہ ہے کہ خدا نے اس کو قرآن میں نازل کر دیا ہے۔

اختتام

15 رمضان سال 2016 بروز منگل دن 20-3

مسجد و امام بارگاہ کاشانہ عباس ٹاؤن شب لاہور۔

احقر العباد۔ سید منیر رضوی

کتاب ممکو کہ کھذا منظر ایلیا